مناظرہ

بے نظیر و لاجواب

فتح باگڑ سرگانہ

حضرت مولانا علامہ
محمد عبدالستار صاحب تونسوی

SAL JHANDIR LIBRARY
No. 042562
M ★ MAILSI ★
TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY
Masood Faisal Jhandir Library

وعدۂ الٰہی

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرُ (الآیۃ)

(حق کے مقابلہ میں باطل کی جماعت شکست خوردہ ہوگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاویگی)

باگڑ سرگانہ ضلع ملتان کا قابل دید ولائق شنید

بے نظیر ولاجواب مناظرہ

مناظر اعظم علّامہ تونسوی زندہ باد

یہ وہ مناظرہ ہے جو متواتر تین دن تک اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان ضلع ملتان میں بمقام باگڑ سرگانہ ہوتا رہا جسمیں حضرت مولانا علامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی مناظر اعظم تنظیم اہلسنت پاکستان نے پاکستان کے مشہور تبرائی شیعہ مناظر محمد اسمٰعیل گوجرہ کو نہایت لاجواب ومبہوت کردیا وَالْفَضْلُ مَا شَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ علاقہ باگڑ سرگانہ کے خود شیعہ حضرات سے حلفیہ انصاف پوچھیے جس کے مطالعہ سے علماء تو علماء عوام مسلمان بھی شیعوں کے مجتہدوں کو لاجواب کرسکتے ہیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

مرتبہ تلمیذ حضرت علامہ تونسوی حافظ احمد بخش مظفر گڑھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فائدہ جلیلہ

شیعہ مذہب میں عقیدہ تحریف قرآن (یعنی موجودہ قرآن ناقص و زائد اور اصلی قرآن کے خلاف ہے) عقیدہ امامت کی طرح بلکہ اس سے کچھ زائد روایات متواترہ سے ثابت ہے

۱۔ کتب معتبرہ شیعہ میں تحریف قرآن کی روایتیں زائد از دو ہزار ہیں اور روایات امامت سے بھی زائد ہیں۔

۲۔ شیعہ محدثین نے روایات تحریف کو ائمہ معصومین سے روایت کیا ہے۔

۳۔ یہ زائد از دو ہزار روایتیں بقول محدثین شیعہ متواتر اور مستفیض ہیں جیسا کہ اہلسنت کے نزدیک قرآن مجید کا صحیح اور کامل مکمل غیر محرف ہونا متواتر ہے۔

۴۔ یہ زائد از دو ہزار روایتیں علماء شیعہ کی تصریح کے مطابق تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔

۵۔ موجودہ قرآن کے کامل مکمل اور غیر محرف ہونے کی کوئی ایک روایت کتب شیعہ میں کسی ایک امام معصوم سے بھی نہیں ملتی۔ گویا کہ موجودہ قرآن مجید شیعوں کے نزدیک خبر واحد صحیح معتبر کے برابر بھی نہیں۔

۶۔ شیعہ مشائخ و مجتہدین کا ان روایات زائد از دو ہزار کے مطابق قرآن

مجید کے محرف اور ناقص ہونے کا بڑی شد ومد سے اعتقاد ہے۔

۷۔ روایات تحریف قرآن شیعہ کی ان بڑی بڑی معتبر کتابوں میں ہیں جن کتابوں پر شیعہ مذہب کی دار و مدار ہے۔

۸۔ شریف مرتضیٰ۔ شیخ صدوق۔ ابو جعفر طوسی۔ ابو علی طبرسی۔ ان گنتی کے چار اشخاص کے سوا تمام شیعہ تحریفِ قرآن کے عقیدہ میں متفق اور متحد ہیں۔

۹۔ (ا) مگر ان چار اشخاص کا قول ائمہ معصومین کے بےشمار اقوالِ تحریف کے مقابلہ میں کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔

(ب) ان چاروں کا انکار تحریف بھی از راہ تقیہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تائید میں کوئی روایت ائمہ معصومین کی پیش نہیں کی۔

(ج) زائد از دو ہزار روایات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

(د) روایات تحریف کو اگرچہ ضعیف تو کہہ دیا۔ مگر وجہ ضعف کی کچھ بھی بیان نہیں کی۔

(۱۰) موجودہ قرآن مجید کے کامل مکمل ہونے کی دلیل ان چاروں نے صحابہ کرام کی دینداری اور ان کے مساعی جمیلہ کو بنایا ہے۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ جب شیعہ مذہب میں صحابہ کرام نعوذ باللہ فاسق فاجر اور مرتد و منافق اور دشمنان دین اور دشمنان اہلبیت علیہم السلام تھے تو ان کی دینداری اور

حفظ قرآن اور مساعی جمیلہ پر کیسے اعتبار ہو سکتا ہے۔

۱۔ شیعہ علماء میں سے جو لوگ اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم موجودہ قرآن کو غیر محرف اور کامل مکمل مانتے ہیں تو ان کا اہلسنت کی طرح یہ فرض تھا کہ قائلین تحریف کو کافر کہتے اور سمجھتے۔ مگر شیعہ علماء میں سے کوئی قائلین تحریف کو کافر نہیں کہتا۔

جب شیعہ علماء اپنا ایمان موجودہ قرآن کے کامل مکمل اور غیر محرف ہونے پر نہیں ثابت کر سکتے تو اہلسنت کو کہتے ہیں کہ اگر ہماری کتابوں میں روایات تحریف ہیں تو تمہاری کتابوں میں بھی روایات تحریف ہیں اور اس کے ثبوت میں کتب اہلسنّت سے نسخ تلاوت یا اختلاف قراءۃ کی روایات کو خواہ مخواہ تحریف کی روایات قرار دے کر پیش کرتے ہیں مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہاری روایات تحریف ان اقراروں کے ساتھ پیش کی ہیں کہ یہ روایات تحریف متواتر ہیں اور تحریف پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں اور ائمہ معصومین کی روایات ہیں۔ اور تمہارے مشائخ و علماء کا ان روایات کے مطابق تحریف قرآن کا اعتقاد ہے اسی طرح تم بھی کوئی روایت ہمارے علماء مشائخ کے ان اقراروں کے ساتھ پیش کرو یا ہمارے مشائخ میں سے کسی ایک متنفس کا عقیدہ پیش کرو کہ وہ تحریف قرآن کا معتقد ہو تو مبہوت ہو جاتے ہیں اور زبان و قلم پر مہر لگ جاتی ہے اہلسنت میں سے آج تک کوئی ایک متنفس بھی تحریف قرآن کا قائل و معتقد نہیں ہوا تمام اہلسنت

بالاتفاق معتقد تحریف کو کافر کہتے ہیں۔

فائدہ دوم } مسئلہ خلافت میں چونکہ شیعہ کے عقیدہ میں علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل توحید رسالت قیامت کی طرح اصول دین میں سے ہے جس کا منکر کافر و مرتد ہے۔ لہٰذا ایسے اصول دین کیلئے صریح نص قرآن کا ہونا ضروری ہے۔ بناءً علیہ شیعہ علماء سے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ خلافت بلا فصل حضرت علیؓ بلکہ تمام بارہ ائمہ کی امامت کو توحید و رسالت و قیامت کی طرح قرآن مجید کی نص صریح سے واضح اور صاف الفاظ سے ثابت کرو جیسا کہ توحید اور رسالت اور قیامت کے متعلق متعدد صریح اور واضح نصوص موجود ہیں۔ پ۲ لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم پ۳ شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو پ۲۳ لا الہ الا اللہ پ۴ ما محمد الا رسول پ۲۲ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پ۲۶ محمد رسول اللہ پ ان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیھا پ۲۹ لا اقسم بیوم القیامۃ مگر قیامت تک شیعہ حضرات اس قسم کی کوئی نص پیش نہیں کر سکتے جب خلافت بلا فصل حضرت علیؓ اور باقی ائمہ کی امامت کو نص صریح سے ثابت کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اہلسنت والجماعت کو کہتے ہیں کہ تم اصحاب ثلاثہؓ کی خلافت منصوص من اللہ ثابت کرو حالانکہ اہلسنت کے نزدیک خلافت اصول دین سے نہیں بلکہ دینی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کہاں اصول دین توحید رسالت قیامت اور دینی مسائل

اور فروعات دین ان دونو چیزوں کو برابر سمجھنا انتہائی جہالت اور حماقت ہے
کیونکہ شیعہ خلافت اور امامت منصوص من اللہ اور اصول دین میں سے ہونے کے
مدعی ہیں اور بارہ اماموں کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر مانتے ہیں
اور باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں تو جیسے جناب رسول اللہ کی رسالت
قرآن میں واضح اور منصوص بالعلم ہے اسی طرح اماموں کی امامت بھی منصوص بالعلم
قرآن مجید سے ثابت کریں کیونکہ ائمہ شیعوں کے نزدیک حضور صلعم کی مثل ہیں اور خلفاء
کی خلافت کا اہلسنت کے نزدیک منصوص بالعلم ہونا ضروری نہیں کیونکہ تمام خلفاءؓ
غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ مثل محمدؐ لیکن اب شیعوں کا بارہ ائمہ کی امامت و
خلافت کا منصوص بالعلم ہونا قرآن مجید میں تو بجائے خود صرف ایک حضرت علیؓ
کی خلافت بلا فصل بھی قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے تو کہتے ہیں کہ حضور نے
غدیر خم (جنگل کے تالاب پر) من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ کا اعلان فرمایا تھا
تو جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل اصول دین میں سے ہے
تو اسکی کیا وجہ ہے ۔ کہ اس کا اعلان نہ قرآن میں نہ حدیث متواتر میں ۔ نہ مکہ میں
نہ مدینہ میں ۔ نہ بیت اللہ میں نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات و منیٰ میں جہاں ہزار لاکھ
کا مجمع تھا ۔ بلکہ یہ ضروری اعلان ایک جنگل کے تالاب پر اور وہ بھی گول مول
الفاظ میں جن کا معنی خلافت بلا فصل قطعاً نہیں ہو سکتا تو اس کے جواب
میں سراسیمہ ہو کر رقص جمل کرنے لگتے ہیں ۔

وما توفیقی الا باللہ

روئیدادِ مناظرہ
باگڑ سرگانہ ضلع ملتان

سببِ مناظرہ:- باگڑ سرگانہ ضلع ملتان میں ایک معروف مقام ہے جہاں ایک شریف اور معزز قوم سرگانہ آباد ہے جو اہلسنت ہے۔ اس مقام کے ارد گرد کچھ زمیندار جو سرگانہ برادری کے ہیں۔ وہ اہل تشیع سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپس کے برادرانہ تعلقات اور میل جول کے باعث دونو پارٹیوں میں شیعہ سنی مذاکرات ہو جایا کرتے تھے چونکہ شیعہ حضرات کو عموماً مذہبی تعصّب زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے پئے در پئے اصرار پر دونو فریق کے درمیان طے پایا۔ کہ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے باگڑ سرگانہ میں برادرانہ محبت سے ایک مجلس مناظرہ قائم کی جاوے۔ چنانچہ ہر دو پارٹیوں کے نمائندوں نے سیّد گلاب شاہ صاحب عالم شیعہ ساکن شہر ملتان کے ساتھ مل کر حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے پاس آئے۔ اور شرائط مناظرہ دو ماہ پہلے طے کیں پھر ۱۳، ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ہر دو فریق اپنے اپنے علماء و مناظرین کو باگڑ سرگانہ لے آیا۔ اور تین دن تک نہایت امن و امان سے مناظرہ ہوتا رہا۔

(شرائط مناظرہ) موضوع مقررہ منجانب اہل سنت والجماعت (۱)
جن پر دو نو فریق نے دو ماہ } تحریف قرآن از روئے کتب شیعہ (۲) حضرت علی
پہلے دستخط کر دیئے تھے } المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل بنص قرآن وحدیث متواتر
صحیح از کتب اہل سنت والجماعت۔

موضوع مقررہ از جانب اہل تشیع :- (۱) حقانیت خلافت اصحاب ثلاثہ بقرآن کریم وحدیث رسول اللہ صلعم وکتب شیعہ (۲) مسئلہ فدک۔ یہ لطیفہ بھی ذکر کر دینا خالی از لطف نہیں۔ کہ دو ماہ پہلے شرائط مناظرہ کرنے کے وقت نہایت سوچ بچار سے دوسرا موضوع شیعہ حضرات نے مسئلہ فدک مقرر کیا تھا۔ مگر جب عین مناظرہ کی حالت میں شیعہ مناظر مولوی محمد اسماعیل تحریف قرآن کے دلائل میں لاجواب و مبہوت ہوا۔ تو اس نے مسئلہ فدک کے موضوع کو چھوڑ کر اس قسم کا دعویٰ باطل کر دیا۔ کہ اہل سنت کے نزدیک بھی قرآن اہل تشیع کی طرح محرف ہے۔ اس لئے میں مسئلہ فدک کی بجائے اہل تشیع کی طرف سے دوسرا موضوع اہلسنت کے نزدیک قرآن کا محرف ہونا مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ مناظر اہلسنت نے نہایت فراخدلی سے اس کو اجازت دے دی۔ کہ تم اپنا دوسرا موضوع جونسا رکھ لو۔ مجھے منظور ہے۔ اس لئے دوسرا موضوع مسئلہ فدک سے بدل کر مسئلہ تحریف قرآن اہلسنت کے نزدیک عین مناظرہ میں مقرر ہوا جس سے عام پبلک کے علاوہ خود شیعہ حضرات پر یہ حقیقت بالکل عیاں ہو گئی۔ کہ شیعہ مناظر

اہل سنت کے مناظر کے مقابلہ میں لاجواب ہو کر اب اس قسم کے فرار کی راہیں اختیار کر رہا ہے۔

شرائط مناظرہ میں یہ ایک اصولی شرط لکھی گئی۔ کہ کسی فریق کے مناظر کو ایک موضوع بحث کے درمیان دوسرا کوئی موضوع چھیڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور کوئی مناظر خلط مبحث نہ کرے گا۔ ورنہ اس کی شکست تصوّر ہوگی۔ یہ ضروری ہوگا کہ ایک موضوع ختم ہونے کے بعد دوسرا موضوع شروع کیا جائے گا۔ کیونکہ خلط ملط کرنے سے حق پوری طرح عوام کو سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اسماء گرامی علماء و مناظرین و سرپرستان مناظرہ ہر دو فریق

اسماءِ اہلسنّت والجماعت

(مناظر) حضرت علّامہ اجل مناظر اعظم حضرت مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہٗ۔ (صدر) حضرت مولانا فاتح اعظم اللہ یار خان صاحب آف چکڑالہ (معین) امام پاکستان علامہ سیّد احمد شاہ صاحب بخاری۔ چوکیرہ ی۔ ان حضرات کے علاوہ مولانا محمد علی صاحب جالندھری، ناظم اعلیٰ تحفظ ختم نبوت پاکستان اور حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ العالی بھی موجود تھے۔ (سرپرست) محترم مہر شوق محمد صاحب حاجی سرگانہ۔

اسماء اہل تشیع

(مناظر) حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب صدر دار التبلیغ گوجرہ۔

(صدر) مولوی امیر محمد صاحب قریشی۔ (معین) ہر دو تلمیذ مولوی محمد اسماعیل صاحب، سید ضمیر الحسن و سید گلاب شاہ صاحب ملتانی و مولوی مشتاق احمد صاحب ڈیروی۔ ان حضرات کے علاوہ مولوی سیف اللہ صاحب جعفری اور مولوی غلام محمد صاحب محمدی بھی تھے۔

(سرپرست) محترم مہر حق نواز صاحب۔

نیز یہ طے پایا کہ دونو مناظرین کی پہلی تقریریں پندرہ پندرہ منٹ ہوں گی۔ اور بعد میں دس دس منٹ ہوں گی۔

تفصیل مناظرہ:۔ مناظرہ ہ۔ مدعی اہلسنت والجماعت۔ کہ اہل تشیع کے نزدیک ائمہ معصومین کی روایات سے موجودہ قرآن کریم محرف و مبدل ہے۔

(مناظر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد عبد الستار صاحب تونسوی)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ حضرات جس مبارک کتاب کی محافظت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ داری اٹھائی ہے اور جس کو آنحضرت

صلعم اور آپ کے اہل بیت کرام اور صحابہ عظام نے بڑی جانفشانی و قربانی سے ہماری طرف پہنچایا ہے۔ اس کے متعلق شیعہ مذہب یہ کہتا ہے کہ اس میں کفر کے ستون قائم کر دیئے گئے ہیں کمی بیشی تحریف و تبدیل اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں احتجاج طبرسی شیعہ کا صفحہ ۱۳۷ ہے حضرت علی المرتضٰیؓ نے زندیق کو فرمایا۔

ثُمَّ دَفَعَهُمُ الْاِضْطِرَارُ بِوُرُوْدِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهِمْ عَمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ تَاْوِيْلَهُ اِلٰى جَمْعِهِ وَتَاْلِيْفِهِ وَتَضْمِيْنِهِ مِنْ تِلْقَاۤئِهِمْ مَا يُقِيْمُوْنَ بِهِ دَعَاۤئِمَ كُفْرِهِمْ۔

ترجمہ: پھر جب ان منافقوں سے وہ مسائل پوچھے جانے لگے۔ جن کو وہ نہ جانتے تھے۔ تو مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں۔ اس کی تاویل کریں اور قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم کریں۔

غور کیجئے حضرت علی المرتضٰیؓ (امام معصوم) کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون قائم کر دیئے گئے۔

(تفسیر صافی ص ۱۱) عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْلَا اَنَّهٗ زِيْدَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَنُقِصَ مَا خَفِیَ حَقُّنَا عَلٰى ذِیْ حِجًى

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اگر قرآن میں بڑھایا نہ

نہ گیا ہوتا۔ اور گھٹایا نہ گیا ہوتا۔ تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

خیال فرمائیے امام معصوم محمد باقر علیہ السلام کے اس قول سے معلوم ہوا کہ قرآن میں کمی بیشی کر دی گئی ہے۔

(۵) اصول کافی صفحہ ۲۶۲ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما ھذا نزلت۔

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایات ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔ ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایت علی و الائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما۔

موجودہ قرآن میں فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن ناقص ہے۔

(۶) احتجاج طبرسی صفحہ ۱۳۱ حضرت علی نے زندیق کو فرمایا۔

انھم اثبتوا فی الکتاب ما لم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ۔

ترجمہ:۔ ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں بڑھا دیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں۔ تاکہ مخلوق خدا کو فریب دیں۔

دوستو حضرت علی کے اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ جامعین قرآن نے ایسی چیزیں درج کر دی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی۔

تفسیر صافی صف " وَعَنہُ عَلَیہِ السَّلَام اِنَّ القُرآنَ قَدطُرِحَ مِنہُ اٰیٌ کَثِیرَۃٌ وَلَم یُزَدفِیہِ اِلَّاحُرُوف۔

ترجمہ:- امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے بتحقیق قرآن سے بہت سی آیتیں گرادی گئیں۔ مگر جو زیادہ کیا گیا ہے۔ وہ کہیں کہیں حرف بڑھادیا گیا ہے۔ دیکھئے امام معصوم کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی بہت سی بے شمار کثیر آیات گرادی گئی ہیں۔

(فصل الخطاب صف) عَن اَبِی ذَرٍّ الغِفَارِیِّ اَنَّہٗ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُولُ اللّٰہِ صلعم جَمَعَ عَلِیٌّ علیہ السلام القُرآنَ وَجَاءَ بِہٖ اِلَی المُھَاجِرِینَ وَالاَنصَارِ وَعَرَضَہٗ عَلَیھِم لِمَا قَد اَوصَاہُ بِذٰلِکَ رَسُولُ اللّٰہِ صلعم فَلَمَّا فَتَحَہٗ اَبُوبَکرٍ خَرَجَ فِی اَوَّلِ صَفحَۃٍ فَتَحَھَا فَضَائِحُ القَومِ فَوَثَبَ عُمَرُ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اُردُدہُ فَلَاحَاجَۃَ لَنَا فِیہِ۔ فَاَخَذَہٗ عَلِیٌّ عَلَیہِ السَّلَام وَانصَرَفَ ثُمَّ اُحضِرَ زَیدُ بنُ ثَابِتٍ وَکَانَ قَارِیًا لِلقُرآنِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ اِنَّ عَلِیًّا جَاءَنَا بِالقُرآنِ وَفِیہِ فَضَائِحُ المُھَاجِرِینَ وَالاَنصَارِ وَقَد رَاَینَا اَن نُؤَلِّفَ القُرآنَ وَنُسقِطَ مِنہُ مَا کَانَ فَضِیحَۃٌ وَھَتکًا لِلمُھَاجِرِینَ وَالاَنصَارِ فَاَجَابَہٗ زَیدٌ اِلٰی ذٰلِکَ +

ترجمہ:۔ ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلعم فوت ہوئے۔ تو حضرت علی نے قرآن کو جمع کیا۔ اور اس کو مہاجرین و انصار کے پاس لائے۔ اور ان پر پیش کیا۔ کیونکہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے متعلق وصیت تھی جب ابوبکر نے قرآن کا پہلا صفحہ کھولا تو اس پر قوم کی برائیاں تھیں۔ پس عمر کود پڑے اور کہنے لگے اے علی اس کو لے جا ہم کو اس کی حاجت نہیں۔ پس حضرت علی اس قرآن کو لے کر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد زید بن ثابت کو بلایا گیا وہ قرآن کے قاری تھے۔ تو عمر نے اس کو کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن لائے تھے۔ اس کے اندر مہاجرین و انصار کی ہتک اور ہتک کی آیتیں گرا دی جائیں تو زید بن ثابت نے کہا میں ایسا کر دیتا ہوں۔

حضرات غور کیجئے۔ یہ روایت کھلم کھلا ثابت کرتی ہے۔ کہ حضرت علی کا قرآن اور تھا جس میں مہاجرین و انصار کی ہتک اور مصائب تھے۔ اب موجودہ قرآن میں تو مہاجرین و انصار کی تعریف ہے۔ تو ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن شیعہ کے نزدیک محرف و مبدل ہے جو کہ حضرت علی والا نہیں ہے۔

(مرآۃ العقول ص۱۷۱ جلد اوّل) قال جعفر بن محمد الصادق۔ اما وَاللہِ لَوْ قُرِئَ الْقُرْآنُ کَمَا اُنْزِلَ لَاَلْفَیْتُمُوْنَا فِیْہِ مُسَمَّیْنَ۔

ترجمہ:۔ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ اگر قرآن اسی طرح پڑھا جائے جس طرح کہ نازل کیا گیا۔ تو یقیناً تم ہمارا نام پاؤ گے قرآن میں۔

حضرت امام جعفر علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اصلی اور صحیح قرآن میں اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ مگر اس موجودہ قرآن میں ائمہ کے نام نہیں۔ تو یہ موجودہ قرآن محرف ہوا۔

ترجمہ مقبول صفحہ ۲۰۹ التائبون العابدون۔ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ یوں نہیں ہے۔ التائبین العابدین غور کیجیے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ موجودہ قرآن میں التائبون العابدون غلط ہے۔

تفسیر قمی صفحہ ۱۲۹ پر امام جعفر صادق نے فرمایا۔

نزلت فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والی الرسول و الی اولی الامر منکم۔

مگر موجودہ قرآن میں والی اولی الامر منکم موجود نہیں ہے تو شیعہ کے نزدیک امام معصوم کے قول سے ثابت ہوا کہ موجودہ قرآن میں یہ آیت غلط و محرف ہے۔

اصول کافی صفحہ ۶۷۱ پر مرقوم ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ اپنا قرآن جمع کر کے مہاجرین و انصار کے پاس لائے تھے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔ واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابداً۔ خدا کی قسم آج کے بعد اس قرآن کو کبھی نہیں دیکھو گے۔ تو غور کیجیے کہ ائمہ معصومین

کے یہ دس اقوال شیعہ کی معتبر کتابوں سے پیش نہ کیے ہیں۔ اگر شیعی مناظر کو ہمّت ہے تو میری ہر ایک دلیل کا جواب دے۔ اور اپنی کسی معتبر کتاب سے بارہ اماموں میں سے کسی ایک امام معصوم کا کوئی ایک معتبر تفصیلی قول پیش کرے جسمیں موجود ہو کہ موجودہ قرآن مجید بغیر کسی تحریف تبدیل اور کمی بیشی کے کامل مکمل ہے۔ میرا دعوےٰ ہے۔ کہ شیعی مناظر دنیا بھر کی اپنی معتبر کتب سے کسی ایک امام معصوم کا قیامت تک معتبر قول اس قسم کا پیش نہیں کر سکتا۔

ع نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(تقریر مناظر اہل تشیع مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گوجروی)

(۱) بعد از خطبہ، مومنو! قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ، ہم نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔ کون اس کو حروف مبدل کر سکتا ہے اور اس نص قرآنی کے مقابلے میں کوئی روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہم تحریف تبدیل کے قائل ہیں۔ مولوی عبد الستار بار بار تفسیر صافی کے حوالے پیش کرتا ہے۔ دیکھئے میرے ہاتھ میں یہ تفسیر صافی ہے۔ اسی آیت مذکورہ بالا کے نیچے لکھا ہوا ہے۔ من التحریف والتغییر والزیادۃ والنقصان یعنی ہم خود قرآن کو تحریف و تغیر اور زیادتی و کمی سے محفوظ

دیکھیں گے۔

تو دیکھئے ہمارے نزدیک قرآن مجید ہر قسم کی تحریف تغیر اور کمی بیشی سے محفوظ ہے۔ ہمارا اسی پر عمل ہے ہم اسی قرآن مجید کو پڑھتے پڑھاتے ہیں، نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ ہمارا اور کوئی قرآن نہیں ہے۔ لہٰذا ہمارا اس پر ایمان ہے۔

(۲) دیکھئے ہمارے پیر حضرت مولیٰ علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنَّا لَمْ نُحَکِّمِ الرِّجَالَ وَاِنَّمَا حَکَّمْنَا الْقُرْآنَ وَھٰذَا الْقُرْآنُ اِنَّمَا ھُوَ خَطٌّ مَسْطُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ (نہج البلاغة جلد دوم صفحہ ۷)

ہم نے لوگوں کو فیصل نہیں بنایا۔ بلکہ ہم نے قرآن کو فیصل مانا۔ اور وہ قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔

دیکھئے ہمارے مولیٰ علی علیہ السلام اسی قرآن کو مانتے ہیں جو دو گتوں کے درمیان ہے۔ اور اسی پر ہم اہل تشیع کا ایمان ہے۔

(۳) اصول کا صفحہ ۳۹ پر مرقوم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مَا وَافَقَ کِتَابَ اللّٰہِ فَخُذُوْہُ وَمَا خَالَفَ کِتَابَ اللّٰہِ فَدَعُوْہُ۔

ترجمہ:۔ جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو مان لو۔ اور جو حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔

غور کیجئے۔ تو ہمارے نزدیک قرآن مجید کا یہ مرتبہ ہے۔ کہ اس کے مقابلے میں ہم کوئی حدیث اور روایت نہیں مانتے۔ تو ہم اہل تشیع کا اس قرآن پر ایمان ہے۔

(۴) قرآن مجید متواتر طبقاتی ہے۔ اخبار احاد اس کو محرف ثابت نہیں کر سکتی، اور جو روایات مولوی عبدالستار صاحب نے احتجاج طبرسی وغیرہ کتب شیعہ سے پیش کی ہیں۔ یہ تمام روایات موضوع ہیں۔ یہ غلط ہیں چونکہ قرآن متواتر طبقاتی ہے۔ اس لئے مولوی عبدالستار صاحب بھی تحریف کے ثبوت کیلئے متواتر طبقاتی روایات پیش کرے۔ باقی کسی قسم کی کوئی روایت ہمارے نزدیک تحریف ثابت نہیں کر سکتی۔ تو مولوی عبدالستار صاحب ایسی ضعیف روایات سے شیعہ مذہب کے متعلق کیسے ثابت کر سکتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک موجودہ قرآن کامل مکمل نہیں۔ یا اس میں تحریف و تبدیل کی گئی ہے، یا اس قرآن کے ذریعہ کفر کے ستون کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے نزدیک یہ قرآن کفر کے ستون کھڑے کرتا۔ تو پھر ہم اس کو کیوں پڑھتے، اور بچوں کو کیوں پڑھاتے، دنیا کے سامنے اسٹیجوں پر وعظ کیوں کرتے۔

(مناظر اہلسنت علامہ تونسوی) بعد از خطبہ فرمایا۔ کہ مناظر شیعہ کوئی ایک روایت بھی اس قسم کی پیش نہیں کر سکتا، کہ جس سے یہ ثابت ہوتا۔ کہ موجودہ قرآن مجید محرف و مبدل نہیں، باقی اس نے جو آیت اِنّا نحن

نَزَّلنَا الذِّکرَ پڑھی ہے۔ اِس کے پڑھنے والوں کو کوئی حق نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک تو تمام قرآن مجید کی تمام آیات مشکوک ہیں۔ پہلے اپنا قرآن پر ایمان ثابت کریں پھر قرآن سے استدلال کریں، یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہے جو کہ باطل ہے۔

(۲) علاوہ ازیں قابلِ غور یہ امر ہے۔ کہ فی الواقع یہ بات بالکل حق اور ٹھیک ہے۔ کہ قرآن مجید کی محافظت کا وعدہ اللہ نے پورا فرمایا ہے۔ کہ قرآن مجید کی زیر زبر کوئی نہیں بدل سکا۔ مگر اس جگہ سوال اور بحث یہ ہورہی ہے۔ کہ آیا شیعہ مذہب نے خداوند تعالیٰ کے اِس وعدہ کو سچا سمجھا ہے اور قرآن کو محفوظ سمجھا ہے، یا محرف مبدل اور ناقص و زائد سمجھا ہے۔ لہٰذا یہ اپنے نظریہ اور اعتقاد کا ثبوت پیش کریں۔ کہ جس قرآن کا خداوند تعالیٰ خود ہی محافظ ہے، شیعہ حضرات اس کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۳) مولوی اسمٰعیل بیچارہ تو اپنی کتابوں سے بھی واقف نہیں، ان کی معتبر کتاب صافی شرح اصول کافی کتاب فضل القرآن جزء ششم باب النوادر صفحہ ۲۶ پر آیت اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ الآیۃ کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ پس دلالت نمے کند بر محفوظ بودن جمیع قرآن۔ پس یہ آیت پورے قرآن مجید کے محفوظ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اور اِس عبارت کے بعد یہ لکھا ہوا ہے، کہ حفظِ قرآن دلالت برین مے کند کہ نزد ہمہ کس محفوظ باشد چہ میتواند کہ نزد

امام زمان وجمع کہ صاحب سرّ اویند محفوظ باشد۔

ترجمہ:۔ حفظ قرآن کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ سب لوگوں کے پاس محفوظ ہو۔ تو مولوی اسمٰعیل صاحب ان عبارتوں کی موجودگی میں کس منہ سے اس آیت کو پڑھتے ہیں۔

(۴) تفسیر صافی کا جو حوالہ شیعی مناظر نے پیش کیا ہے۔ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُون

من التحریف والتغییر والزیادۃ والنقصان۔

یہ تو صاحب تفسیر صافی نے اللہ تعالےٰ کے اس قول کا مقصد بیان کیا ہے۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تحریف وتغیر اور زیادتی ونقصان سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر سوال شیعہ عقیدہ اور نظریہ کا ہے کہ ایک طرف تو یہی شیعہ مفسر قرآن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ کرنے کا دعوٰی بیان کرتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہتا ہے کہ ائمہ اہل بیت کی روایات سے ثابت ہے قرآن مجید محرّف ہے اور ہمارے مشائخ شیعہ کا اعتقاد بھی یہی ہے۔ کہ موجودہ قرآن محرف ومبدّل ہے پھر اس اختلاف کو یوں رفع کرتے ہیں۔ کہ ائمہ اہل بیت اور مشائخ شیعہ کا اعتقاد اس موجودہ قرآن کے محرف وکم وبیش ہونے کے متعلق بالکل صحیح ہے اور اناله لحافظون کے مخالف نہیں کیونکہ اصل قرآن امام مہدی اور اس کے رازداروں کے پاس محفوظ ہے۔ تو اس لحاظ سے قرآن محفوظ بھی رہا۔ اور موجودہ قرآن جو کہ شرقا

غربا لوگوں کے پاس ہے محرف ہو تو کوئی حرج نہیں۔

علاوہ ازیں میں نے تحریف کی روایات امام معصوم کے قول سے پیش کی تھیں۔ مولوی اسماعیل صاحب کو اگر ہمت ہے تو امام معصوم کا قول پیش کریں۔ کہ قرآن محرف نہیں۔

(۵) نہج البلاغۃ جلد دوم صفہ کو جو روایت شیعی مناظر نے پیش کی تھی۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن کریم غیر محرف ہے۔

اس میں تو صرف قرآن کو فیصل بنانے کا اقرار کیا گیا ہے۔ بسا اوقات آدمی دوسروں کی کتاب اور غیروں کا اپنا فیصل بنا لیتا ہے۔ جیسے ایک مناظر دوسرے مناظر کو کہتا ہے۔ کہ چلو ہم تمہارے مذہب کی فلاں کتاب کو فیصل بناتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا۔ کہ اس مناظر کے نزدیک دوسرے مذہب والی کتاب تمام صحیح و درست ہے۔

علاوہ ازیں حضرت علیؓ نے الزامی طور پر ان کو فرمایا۔ کہ تم کیوں اعتراض کرتے ہو جبکہ ہم نے کسی انسان کو نہیں۔ بلکہ قرآن کو جو تمہارے نزدیک اعتراض کے قابل نہیں حَکَم بنا دیا تو اعتراض کی کوئی وجہ۔

(۶) یہ ممکن ہے کہ حضرت علیؑ کے یہ الفاظ تقیہ کے طور پر ہوں۔

(۷) شیعی مناظر کا یہ جواب کہ اصول کافی صفہ ۳۹ میں ہے جو روایت کتاب اللہ کے موافق ہو لے لو۔ اور جو مخالف ہو چھوڑ دو۔ تو اس روایت سے یہ کیسے ثابت

ہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ موجودہ قرآن کے متعلق ہیں۔ بلکہ آپ کے الفاظ تو اصلی قرآن کے متعلق ہیں جو کہ شیعہ اعتقاد کے مطابق امام مہدی اور ان کے رازداروں کے پاس ہے بحث تو اسی امر میں ہے کہ آیا موجودہ قرآن مجید شیعہ کے نزدیک صحیح اور غیر محرف کتاب اللہ ہے۔ یا نہیں اس کو تو ثابت نہیں کر سکے، اس کے ثبوت کے بغیر احادیث کی جانچ پڑتال کی طرف کیسے کو دپڑے، نیز یہ بات بھی ممکن ہے۔ کہ تقیہ کے طور پر ہو احتمال تقیہ کو رفع کیجیے،

(۸) روایات تحریف شیعہ کتابوں میں متواتر ہیں۔ تو یہ خبر واحد متواتر احادیث کے مقابلہ میں قابل اعتبار نہیں۔

(۹) مرآۃ العقول صفحہ ۵۳۴ ملا باقر مجلسی صاحب فرماتے ہیں۔

وَعِنْدِیْ اَنَّ الْاَخْبَارَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ مُتَوَاتِرَۃٌ مَعْنًی وَطَرْحُ جَمِیْعِهَا یُوْجِبُ رَفْعَ الْاِعْتِمَادِ عَنِ الْاَخْبَارِ رَأْسًا بَلْ ظَنِّیْ اَنَّ الْاَخْبَارَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ لَا یَقْصُرُ عَنْ اَخْبَارِ الْاِمَامَۃِ فَکَیْفَ یُثْبِتُوْنَهَا بِالْخَبَرِ۔

ترجمہ: میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں اپنے معنی میں متواتر ہیں۔ اور ان تمام روایتوں کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے پورا فن حدیث بے اعتبار ہو جائیگا۔ بلکہ جہاں تک مجھے علم ہے تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔ اگر روایات تحریف کا اعتبار نہ کیا جائے

تو پھر مسئلہ امامت روایات سے کیسے ثابت ہوگا۔

تو حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب جو یہ کہتے تھے۔ کہ تحریف کی روایات متواتر نہیں، ان کا قول بھی غلط ہوگیا خود ان کی اپنی کتابوں میں تصریح موجود ہے۔ کہ مسئلہ امامت کی طرح تحریف کی روایات متواتر ہیں۔ اب مولوی اسمٰعیل صاحب کو لازم ہے کہ قرآن کے محرف نہ ہونے کی متواتر روایات پیش کریں، حالانکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان کے نزدیک موجودہ قرآن مجید کی پوزیشن ایک صحیح خبر واحد کے برابر بھی نہیں۔ البتہ ان کے نزدیک اس قرآن کے محرف ہونے کی روایات معنیٰ متواتر ہیں کہ جن سے موجودہ قرآن ان کے نزدیک محرّف اور غلط ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر ان کے پاس متواتر روایات تو بجائے خود کوئی ایک صحیح اور واضح روایت کسی ایک امام معصوم کی ثابت نہیں ہے کہ موجودہ قرآن کامل مکمل ہے جبکہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے موجودہ قرآن نقل کرنے والوں کی ساری کی ساری جماعت کافر، مرتد، غاصب، ظالم ہے پھر قرآن ان کے نزدیک کیسے قابل اعتبار اور متواتر ہے۔

(۱۰) باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ہم اس قرآن کو یہ حصّے پڑھاتے ہیں تو اس کی وجہ خود ان کی کتابوں میں جو موجود ہے وہ یہ ہے۔ مقبول ترجمہ صفحہ ۱۰۲ حضرت علیؑ کا فرمان نقل کرتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اصل عبارت

ائمہ علیہ السلام میں یہ حق مخصوص جناب صاحب الامر علیہ السلام کا ہے۔ کہ قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں گے جس حد پر وہ زمانہ رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔

نیز مقبول ترجمہ صفہ ۴۷۹ پر یوں مرقوم ہے۔ اصل عبارت۔ ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں۔ کہ جو تغیر یہ لوگ کردیں تم اُسکو اسی کے حال پر رہنے دو۔ اور تغیر کرنیوالا کا عذاب کم نہ کرو۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کردو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر (امام المہدی) علیہ السلام کا حق ہے اور انہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدا تعالیٰ پڑھا جائیگا۔

مناظر شیعہ مولوی اسمٰعیل صاحب

یہ دیکھئے میرے ہاتھ میں اہلسنّت والجماعت کی کتاب نورالانوار ہے۔ اس کے صفہ ۷ پر لکھا ہے۔

ما الکتاب ھو القرآن المنزل علی الرسول علیہ السّلام المکتوب فی المصاحف المنقول عنہ نقلاً متواتراً بلا شبھۃ

ترجمہ:۔ بہرحال کتاب اللہ وہ قرآن ہے جو کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم پر اترا اور مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور آنحضرت صلعم سے تواتر کے ساتھ بغیر کسی شک و شبہ کے نقل کیا گیا ہے۔

قرآن کے متواتر ہونے کے ثبوت میں جب شیعی مناظر نے یہ مذکورہ بالا عبارات اہل سنت کی کتاب سے پیش کی۔ تو اہلسنت والجماعت کے صدر جناب فاتح اعظم مولانا اللہ یار خان صاحب آف چکڑالہ اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کچھ حواس باختہ ہو رہے ہیں۔ ان کو اپنا مسلک اپنی کتابوں سے ثابت کرنا چاہیئے، لہذا اپنے مذہب کی کتاب سے اپنے اصول کے مطابق ایسی عبارت پیش کریں جس سے قرآن مجید کا متواتر ہونا ثابت ہو۔ مگر یہ اپنے اصول اور کتابوں سے قیامت تک موجودہ قرآن کا تواتر قطعاً ثابت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ان کے نزدیک تو قرآن کا محرف ہونا متواتر ہے بیچارہ شیعی مناظر سخت پریشان اور بدحواس ہو گیا اور بہت کچھ وقت اس عالم میں وقت ضائع کرنے کے بعد یہ تقریر شروع کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الكتاب لاریب فیہ اللہ تعالےٰ نے تو کھلے الفاظ میں فرمایا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی شبہ نہیں۔ حضرات قرآن متواتر ہے۔ متواتر میں راویوں سے بحث نہیں کی جاتی۔ کافر یہودی مسلمان کی جب ایک بڑی جماعت کسی چیز کے متعلق کہہ دے تو اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جیسے وجود مکہ۔ مدینہ۔ بغداد، کوفہ وغیرہ۔ کہاں انکے مخبرین کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ قرآن کا تو

تواتر طبقاتی ہے۔ لہذا اس میں بھی راویوں کے جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں۔ باقی مولوی عبدالستار صاحب جو فصل الخطاب کی روایت پیش کیجاتی ہے اس کے متعلق ہمارے علامہ نقی تفسیر آلاء الرحمٰن کے مقدمہ کے صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں۔ کہ فصل الخطاب کی یہ روایتیں مرسل اور مقطوع ہیں۔ ان کے راویوں کا علم نہیں ہے

مناظر اہلسنّت والجماعت علامہ تونسوی مدظلہ

کتنی تعجب کی بات ہے۔ کہ جس قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ لاریب فرماتا ہے اور شیعی مناظر اسی کو پڑھتا بھی ہے پھر ظلم یہ ہے کہ شیعہ مذہب اس قرآن کو محرف اور غلط کہتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس کے اندر کفر کے ستون ہیں۔ اور اس میں جناب رسول اللہ صلعم کی ہتک ہے۔

اور مولوی صاحب کی یہ بات کتنی لغو اور غلط ہے۔ کہ متواتر میں راویوں سے بحث نہیں کی جاتی۔ کافر یہودیوں وغیرہ کی جب ایک بڑی جماعت کہہ دے۔ تو اس میں شک نہیں ہوتا۔ تو مولوی صاحب کے اس اصول سے مولوی اسمٰعیل صاحب کا اعتقاد ہوگا۔ کہ مکہ اور عرب اور دنیا کے کافروں کے بیشمار لوگوں نے جناب رسول اللہ صلعم اور قرآن مجید کو جھوٹا کہہ دیا کیا یہ تواتر ان کے نزدیک معتبر ہے اس طرح عیسائیوں کی بیشمار تعداد نے حضرت

عیسٰے علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا اور مانا ہے۔ کیا ان کا یہ تواتر مولوی اسمٰعیل کے نزدیک معتبر ہے اور اس طرح تمام یہودیوں نے حضرت عیسٰے کی والدہ طاہرہ کے متعلق طوفان باندھا۔ کیا ان یہودیوں کا یہ تواتر ان کے نزدیک معتبر ہے اور کیا شیعہ عقائد کے مطابق صحابہ کرام کی جماعت۔ سے لے کر آج تک اہل سنت والجماعت کے کروڑوں افراد کے نزدیک خلیفۃ الرسول جناب صدیق اکبرؓ کی خلافت کے برحق ہونے کا اعتقاد جو کہ تواتر سے چلا آرہا ہے معتبر اور صحیح ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح موجودہ قرآن کو صحابہ کرام نے نقل کیا اور اس قرآن پر تمام صحابہ کا تواتر و اجماع ہے۔ اسی طرح خلافت صدیق پر بھی اجماع ہے۔ اگر صحابہ کرام کا اجماع اور تواتر قرآن کے متعلق صحیح و معتبر ہے۔ تو خلافت صدیق کے متعلق بھی صحیح اور معتبر ہے۔ تو اب اگر قرآن کو تواتر و اجماع صحابہ کی وجہ سے صحیح مانتے ہو۔ تو خلافت صدیق کو بھی صحیح مان کر اختلاف اور جھگڑا ختم کرلو۔

باقی رہی یہ بات۔ کہ مکہ۔ اور مدینہ اور بغداد و کوفہ وغیرہ کی خبر عام لوگوں سے سن کر یقین کر لیا جاتا ہے۔ اور راویوں سے بحث نہیں کی جاتی کیونکہ تواتر ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں اس کے بیشمار راویوں کو جھوٹا تصور کرنا

اور غلط بیانی کرنے والا خیال نہیں کیا جاتا۔ آج بھی اگر کسی شہر کے متعلق بہت سے لوگوں کی بیشمار جماعت خبر دے، مگر ان سب کو سننے والے جھوٹا تصور کریں۔ تو ایسے لوگوں کا تو اتر ان کے نزدیک اس شہر کا وجود ثابت نہ کر سکے گا۔ اسی طرح شیعہ کے نزدیک جناب رسول اللہ صلعم سے موجودہ قرآن کو لینے والی تمام کی تمام جماعت جھوٹی تھی۔ تو ان کی یہ نقل شیعہ کے نزدیک قطعاً قابل اعتبار نہ ہو گی۔

مناظر شیعہ ہماری مرتۃ العقول میں تواتر معنوی تو لکھا ہے۔ مگر قرآن کی کمی بیشی کے متعلق مولوی عبدالستار نے اپنی طرف سے بناوٹ کر کے کہہ دیا ہے۔ وہاں کمی بیشی کا ثبوت نہیں ہے۔ ہمارے مولیٰ علیؓ نے تو فرمایا ہے۔ کہ قرآن۔

(۱) فَالْقُرْآنُ خَطٌّ مَسْطُوْرٌ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ۔ یعنی قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔ باقی مولوی عبدالستار صاحب بار بار احتجاج طبرسی کی زندیق والی اعانت کو پڑھ رہا ہے۔

(۲) مؤمنین کرام! زندیق کی روایت بھی کبھی قابل اعتبار ہوتی ہے۔

(۳) باقی حضرت علیؓ کے قرآن میں جو زیادتی تھی وہ ناسخ منسوخ اور تفسیری نوٹوں کی تھی جس کو صحابہ کرام نے نکال ڈالا۔

مناظر اہلسنت علامہ تونسوی مدظلہ:۔ الحمد للہ کہ اب مولوی

اسمٰعیل نے تسلیم کر لیا۔ کہ تحریف قرآن کی روایتیں متواتر بالمعنی ہیں۔ مگر اس بات کا کوئی معنی سمجھ نہیں آتا۔ کہ مولوی عبدالستار صاحب کمی بیشی کے متعلق بناوٹ کر رہا ہے۔ تحریف کس چیز کا نام ہے یہ لیجئے یہ آپ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۴۰ پر مرقوم ہے حضرت علیؓ نے فرمایا۔

زادوا فیہ ما ظہر تناکرہ وتنافرہ (ترجمہ) انہوں نے زیادہ کر دیا۔ قرآن مجید میں وہ کچھ جس کا منکر اور نا قابل قبول ہونا واضح ہے۔ اور آپ کی معتبر تفسیر صافی میں ہے صفحہ ۱۱ لَوْلَا اَنَّہٗ زِیْدَ وَنُقِصَ فِی الْقُرْاٰنِ مَا خَفِیَ حَقُّنَا عَلٰی ذِیْ حِجًی۔ (ترجمہ) اگر یہ بات نہ ہوتی۔ کہ قرآن کے اندر زیادتی اور کمی کی گئی۔ تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ رہتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب ذرا گوش ہوش سے سنیں اور سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ کہ یہ امام معصوم کمی بیشی قرآن کے متعلق فرما رہے ہیں۔ یا عبدالستار اپنی طرف سے بناوٹ کر رہا ہے۔

(۲) آپ نے نہج البلاغہ کی یہ روایت جو حضرت علیؓ سے پیش کی ہے۔ کہ قرآن دو گتوں کے درمیان لکھا ہوا ہے، اس میں یہ کہاں ہے۔ کہ وہ دو گتوں کے درمیان والا غیر محرف اور کامل مکمل ہے۔ بلکہ اسی دو گتوں والے قرآن کے متعلق تو دوسری روایات میں حضرت علی سے صاف الفاظ میں منقول ہے۔ کہ اس میں کفر کے ستون ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلعم کی توہین ہے۔ اور منافقوں نے اس سے بہت سی

آیتیں گرادی ہیں۔

(۳) حضرات اسی مولوی اسمٰعیل کو آپ میرے مناظرہ کے لئے لائے ہیں۔ جو اتنی جاہلانہ بات کرتا ہے۔ کہ زندیق کی روایت ہے جو قابل اعتبار نہیں اس بیچارے اسمٰعیل کو اتنی بھی پتہ نہیں۔ کہ یہاں سائل زندیق ہے۔ اور قائل و راوی زندیق نہیں۔ روایت تب ناقابل قبول ہوتی جب قائل یا راوی زندیق ہوتا۔ یہاں تو قائل حضرت علی المرتضےٰ ہیں۔ جو زندیق کو اس کے سوالوں کا جواب دے رہے ہیں۔ اور اس کی تسلی کرا رہے ہیں۔

اور اس روایت کے آخر میں ثابت ہے۔ کہ حضرت علی کے سمجھانے سے اس زندیق کی تسلی ہوگئی اور اس نے حضرت علیؑ کی امامت اور بزرگی کو مان لیا یعنی مؤمن کامل ہوگیا۔ اسمٰعیل صاحب ہوش سے بات کرو۔ یہ تو علامہؒ لکھنوی کے فیض یافتہ شاگرد تونسوی سے بات کر رہے ہو۔ کسی جنگل میں ماتم اور نوحہ خوانی نہیں کر رہے ہو۔ علاوہ ازیں اسی احتجاج طبرسی کے صـ۲ پر ہے کہ ہم نے روایات کی سندیں اس لئے بیان نہیں کیں بوجود الاجماع او رموافقۃ لما دلت العقول علیہ او لاشتہارہ کیونکہ ان روایات احتجاج طبرسی پر یا تو اجماع ہے یا یہ روایتیں عقل کے موافق ہیں یا مشہور ہیں۔ مولوی صاحب اب فرمایئے اگر یہ روایت زندیق کی ہوتی تو صاحب احتجاج کیوں درج کرتے یا ایسی زبردست توثیق کیوں کرتے

(۴) مولوی اسمٰعیل صاحب آپ کا یہ قول کتنا لغو ہے۔ کہ حضرت علی کے قرآن

سے ناسخ منسوخ اور تفسیری نوٹ نکالے گئے۔ یاد رکھئے۔ ناسخ منسوخ اور تفسیری نوٹوں کو نکالنے کا نام تحریف نہیں رکھا جاتا۔ کیونکہ تحریف اصل قرآن کے الفاظ میں کمی بیشی جو انسانوں کی طرف سے کی جاوے۔ اس کا نام ہے! اور ناسخ منسوخ خود اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور تفسیری نوٹ اصل کتاب اللہ میں شامل اور داخل نہیں ہوتے۔ کہ ان کو تحریف کہا جائے۔

ذرا غور تو کیجئے۔ امام معصوم فرماتے ہیں۔ کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون ہیں۔ اور جناب رسول صلعم کی توہین ہے۔ کیا ناسخ منسوخ اور تفسیری نوٹوں کو گرانے سے کفر کے ستون قائم ہو جاتے ہیں اور رسول پاک صلعم کی توہین ہو جاتی ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اگر ہمت ہے۔ تو کسی امام معصوم کی ایک معتبر روایت ایسی پیش کیجئے۔ جس میں عدم تحریف کی تصریح کی گئی ہو۔

(۵) یہ دیکھئے دیباچہ مقبول ترجمہ کے صفحہ ۳۴ پر مرقوم ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آئتیں تو بہت سی گرادی گئی ہیں۔ مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

(۶) مقبول ترجمہ کے صفحہ ۴۴ پر اصول کافی حوالہ سے مرقوم ہے۔

فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون۔ امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت نے فرمایا یوں نہیں ہے۔ دراصل تھا والماموئون۔ مولوی صاحب اب بتایئے۔ قرآن کی تحریف ہوئی یا نہ۔

(۷) اور کُنتُم خَیرَ اُمَّۃ کے متعلق مقبول ترجمہ کے صفہ ۱۲۵ پر مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ اَنتُم خَیرَ اَئِمَّۃ اور خیر امتہ کی سخت تردید فرمائی۔ امام معصوم کا قول ہے سوچ کر جواب دیجئے۔

مناظر شیعہ

مولوی عبد الستار صاحب بار بار مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ کوئی ایک روایت عدم تحریف کی پیش کیجئے۔ تو میں قرآن کے کامل مکمل ہونیکے لئے واضح روایت پیش کرتا ہوں۔ ہمارے مولیٰ علی امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ کُلُّہ قُرآنٌ یہ پورا قرآن ہے۔ اور اس کے آگے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اِن اَخَذتُم بِمَا فِیہِ نَجَوتُم مِنَ النَّارِ وَ دَخَلتُم الجَنَّۃَ فَاِنَّ فِیہِ حُجَّتَنَا وَ بَیَانَ حَقِّنَا وَ فَرضَ طَاعَتِنَا۔ اگر تم نے اس قرآن کو پکڑا جہنم سے نجات پاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے، کیونکہ اس قرآن میں ہماری حجت ہے اور ہمارے حق کا بیان ہے اور ہماری طاعت کا فرض ہونا مذکور ہے۔

دیکھئے جناب امیر علیہ السلام۔ اس قرآن کو نجات کا موجب قرار دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کے نزدیک یہ قرآن کامل مکمل ہے۔ ورنہ ادھورے قرآن سے نجات کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

(۲) اس روایت میں بما فیہ نجوتم میں ما موصولہ موجود ہے جو استغراق کے معنی پر دلالت کرتا ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ قرآن کامل ہے۔ اب

مولوی عبدالستار صاحب کی ساری شیخی اور مطالبہ کی حقیقت کھل گئی جو بار بار کہہ رہا تھا۔ کوئی روایت کسی امام معصوم کی دکھادو جس سے قرآن کا کامل مکمل ہونا ثابت ہو۔ یہ روایت حضرت امیر علیہ السلام کی نہایت واضح طور پر قرآن کے کامل مکمل ہونے پر دلالت کرتی ہے جیساکہ آپ نے دیکھا۔ کُلُّہٗ کا لفظ موجود ہے۔ ما موصولہ موجود ہے۔ بخوتم من النار۔ اور دخلتم الجنۃ۔ موجود ہے۔ اب میں دیکھوں کہ مولوی عبدالستار صاحب اس روایت کو کہاں لے جاتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب شیعہ مناظر نے اس روایت پر بہت کچھ زور دیا۔ اور بار بار کہتا رہا۔ اس روایت کا جواب دیجئے۔ گویا اس بیچارے کے نزدیک یہ روایت بڑی مایۂ ناز اور لاجواب روایت تھی۔

مناظر اہل سنت علامہ تونسوی مدظلّہ

سبحان اللہ۔ بار بار مطالبہ اور تاکید در تاکید کے بعد مولوی اسمٰعیل بیچارے نے نہایت ناز و فخر کیساتھ روایت پیش کی مگر افسوس ہے کہ کس قدر بد دیانتی یا جہالت کا مظاہرہ کیا۔ دیکھئے یہ میرے ہاتھ میں احتجاج طبرسی ہے اس کے صفحہ ۲۲۲ پر کُلُّہٗ قرآن‘‘ یہ پورا قرآن ہے کے الفاظ حضرت طلحہؓ کے ہیں حضرت علیؓ کے الفاظ نہیں ہیں۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ کہ ایسے سفید جھوٹ مناظرہ میں ہمارے

سامنے بول رہے ہیں۔

احتجاج طبرسی کے اس صفحہ پر اصل عبارت یوں ہے۔ کہ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ کو فرمایا۔ فَاَخْبِرْنِی عَمَّا کَتَبَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ اَقُرْاٰنٌ کُلُّہٗ اَمْ فِیْہِ مَا لَیْسَ بِقُرْاٰنٍ پس مجھے خبر کیجئے اس سے کہ جو کچھ عمر اور عثمان نے لکھا ہے وہ سارے کا سارا قرآن ہے۔ یا اس میں کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو غیر قرآن ہیں۔

توحضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔

قُرْاٰنٌ کُلُّہٗ ۔ وہ سارا قرآن ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کس احتجاج میں حضرت علی نے فرمایا ہے کہ یہ پورا قرآن ہے۔

(۲) اِنْ اَخَذْتُمْ بِمَا فِیْہِ نجوتم من النار و دخلتم الجنۃ مولوی اسمٰعیل کی مایۂ ناز روایت کی قلعی خود ان ہی کے ملا خلیل قزوینی نے کھول کر رکھ دی ہے۔

صافی شرح اصول کافی جز ششم صفحہ ۲۷ پہ لکھتے ہیں۔

(واقعہ عجیبہ) جس وقت حضرت علامہ تونسوی مدظلہٗ نے اس روایت کے جواب کیلئے ملا خلیل قزوینی کی کتاب صافی شرح اصول کافی اٹھائی۔ اور فرمایا۔ کہ میں اس روایت کا مطلب شیعہ کی اس کتاب سے بیان کرکے واضح کرتا ہوں کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی بیان کردہ روایت کی حقیقت کیلئے۔

تو مولوی اسمٰعیل بیچارہ نہایت سراسیمہ اور بدحواس ہو کر علامہ تونسوی کی تقریر کے دوران میں کود پڑا کہ یہ اس روایت کا معنی خود کرلے، ہماری کتاب پیش نہ کرے ہم اپنی اس کتاب کے معنی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں جس پر علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا۔ کہ میری بات اور میرا ترجمہ تمہارے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ روایت بھی تمہاری ہے۔ ترجمہ اور معنی بھی تمہارے مشائخ اور کتابوں سے بیان کرتا ہوں مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے مذہب شیعہ کی کتابوں سے کیوں ڈرتے ہیں۔ بعدہٗ کتاب مذکور سے روایت کا معنی اور مفہوم پیش کیا گیا۔ شیعہ ملا خلیل قزوینی اپنی کتاب صافی شرح اصول کافی صفحہ پر مولوی اسمٰعیل کی اس مایۂ ناز روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

مراد این است کہ با وجود اسقاط۔ و اختلاف در قرأت آں قدر باقی ماندہ کہ صریح یا نص در امامت اہل بیت معصومین۔

حضرت علیؓ کی مذکورہ روایت میں فرمان نجات سے مراد یہ نہیں۔ کہ قرآن کامل مکمل ہے۔ بلکہ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ باوجودیکہ قرآن سے بہت کچھ گرایا گیا اور قرأت کو مختلف کیا گیا لیکن اتنا قدر باقی ہے۔ جو اہل بیت معصومین کی امامت پر صراحتہً دلالت کرتا ہے۔

ملا خلیل اس روایت کا مطلب یہ نہیں سمجھتے۔ کہ قرآن مجید کامل مکمل ہے بلکہ وہ تو اس روایت کے مقصد میں بھی اسی بات پہ زور دے رہے ہیں۔ کہ قرآن

ناقص و محرف ہے۔ باوجود اسقاط کے لفظ پر غور فرمائیے۔

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ جاہلانہ استدلال بھی قابل تعجب ہے۔ کہ ماموصولہ استغراقیہ ہوتا ہے۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے۔ یعلمکم مالم تکونوا تعلمون کیا اس ماموصولہ میں استغراق کا معنی ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض اس روایت کا موصولہ استغراق کے لئے فرض کر لیا جائے تب بھی اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ جو کچھ اس قرآن میں ہے۔ اس پر عمل کرو گے نجات پاؤ گے۔ گو فی نفسہ قرآن خود کامل مکمل نہیں۔ تاہم اس ادھورے ناقص کے سارے احکام پر عمل کر لو نجات پا جاؤ گے جس طرح خود شیعہ ملا خلیل نے معنی کیا ہے پھر اس ما کے موصولہ استغراقیہ ماننے سے قرآن کے کامل مکمل ہونے کا کیسے ثبوت ہو گیا۔

(۴) اصول کافی صفحہ ۲۶۳ پر مرقوم ہے۔

نزل جبریل بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علیؑ فأتوا بسورۃ من مثلہ

ترجمہ:۔

دیکھئے موجودہ قرآن میں فِی عَلِیٍّ کا لفظ نہیں ہے۔ قرآن ناقص ہوا یا نہ ہوا۔

(۵) ترجمہ مقبول صفحہ ۴۱۲ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔ لَقَدْ جَاءَنَا رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِنَا عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتْنَا حَرِیْصٌ عَلَیْنَا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ۔ حالانکہ موجودہ قرآن میں یوں ہے۔ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ۔ دیکھئے آپ کے امام معصوم کے نزدیک قرآن کو کتنا بگاڑا اور بدلا گیا ہے۔

مناظر شیعہ مولوی عبدالستار صاحب جس قدر روایتیں پیش کر رہا ہے۔ یہ ہمارے نزدیک ضعیف اور مجروح ہیں۔ مقبول ترجمہ کی روایتیں پیش کرتا ہے۔ حالانکہ مقبول کل کا آدمی ہے۔ جس کو ہم سے بھی علم کم تھا۔ ایسے شخص کی بات ہم پر کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ اصول کافی کی روایتیں ضعیف ہیں۔ ایسی ضعیف روایتیں پیش کر کے ہمارا عقیدہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ چونکہ اب مولوی اسمٰعیل شیعہ مناظر کے پاس نہ تو عدم تحریف کی کوئی روایت تھی۔ جو پیش کرتا۔ اور نہ تحریف ثابت کرنے والی مولوی عبدالستار صاحب کی پیش کردہ بیشمار روایتوں کا کوئی جواب تھا۔

بیچارہ ادھر ادھر کی دو چار باتیں کر کے بصد مشکل ٹائم پورا کرتا رہا۔

مناظر اہلسنّت

اگر تحریف کی روایات ضعیف ہیں۔ تو عدم تحریف کی صحیح اور واضح روایات کہاں ہیں۔

(۲) اگر مولوی مقبول کا ترجمہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ہوتا۔ تو شیعہ علماء و مجتہدین کے یہ کلمات اور تعریفیں بطورِ تقریظات کیوں لکھے ہوئے ہیں۔ کہ کتاب الٰہی کو اگر زبان اردو میں دیکھنا ہو۔ تو مقبول ترجمہ دیکھئے اور سمجھئے۔ اور یہ تفسیر اہل بیت ہے۔ کیا ان شیعہ مجتہدین سید کلب حسین مجتہد سید محمد دہلوی۔ احمد علی لکھنوی کا علم آپ سے کم تھا۔

(۳) جو چیز میں نے مقبول ترجمہ سے پیش کی ہے۔ وہ مولوی مقبول کی بات نہیں ہے۔ بلکہ ائمہ معصومین کے ایسے اقوال ہیں۔ جو شیعہ کی معتبر ترین کتابوں سے منقول ہیں۔

(۴) اصول کافی کی روایتیں اگر ضعیف اور مجروح ہیں تو آپ کے امام غائب امام مہدی نے کس لئے فرمایا۔ ھذا کافٍ لِشیعتنا ہمارے شیعوں کے لئے یہی کتاب کافی ہے۔ جس طرح کہ اصول کافی کے سرورق پر ابتدا میں مرقوم ہے۔

(۵) اگر یہ روایات تحریف ضعیف ہوتیں۔ تو آپ کے مشائخ شیعہ کا اعتقاد

تحریف نہ ہوتا۔ دیکھئے تفسیر صافی صفحہ ۱۴ پر موجود ہے۔

"و اما اعتقاد مشائخنا فی ذلک فالظاھر من ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی۔ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وکذلک استادہ علی بن ابراھیم القمی فان تفسیرہ مملوءۃ ولہ غلو فیہ۔ وکذلک شیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی فانہ ایضاً نسج علی منوالھما فی الاحتجاج"

ترجمہ: ہمارے بزرگوں کا اعتقاد اس بارہ میں یہ ہے۔ کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف و نقصان کے معتقد تھے اور اسی طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کہ ان کی تفسیر بھی روایات تحریف سے پر ہے۔ اور ان کو اس عقیدہ میں غلو ہے اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کہ وہ بھی کتاب احتجاج میں انہی دونو بزرگوں کے طرز پر چلے ہیں۔

غور کیجئے کہ اگر روایات تحریف ضعیف ہوتیں۔ تو آپ کے اتنے بڑے مشائخ ان روایات کو دیکھ کر تحریف کا عقیدہ کیوں رکھتے۔

(۷) اصول کافی صفحہ ۲۶۷ پر ہے۔ عَن ابی جعفر قَالَ نَزَلَ جبریل بھذہ الاٰیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا فبدّل الذین ظَلَمُوا آلِ مُحَمَّدٍ حَقَّھُم قَولاً غیرَ الَّذی قِیلَ لَھُم فَاَنزَلنَا عَلَی الَّذِینَ ظَلَمُوا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّھُم رِجزاً مِنَ السَّمَاءِ بِمَا کَانُوا یَفسُقُونَ۔

دیکھئے موجودہ قرآن میں دو نو جگہ پر آلِ محمدٍ حَقَّھُم کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ امام محمد باقرؑ کے نزدیک شیعہ مذہب کے مطابق تحریف ہو گئی یا نہ۔ (۷) ترجمہ مقبول صفحہ ۶۳۲ وَلَقَدْ عَہِدْنَا اِلٰی آدَمَ مِنْ قَبْلُ کَلِمَاتٍ فِیْ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَالْاَئِمَّۃِ مِنْ ذُرِّیَّتِھِمْ فَنَسِیَ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ واللہ جناب رسول خدا پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔ غور کیجئے موجودہ قرآن میں کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ وغیرہ الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ موجود قرآن میں آیت یوں ہے۔ وَلَقَدْ عَھِدْنَا اِلٰی آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ۔

فرمائیے۔ کہ تحریف ہوئی یا نہ۔

مناظر شیعہ فَالظَّاہِرُ مِنْ ثِقَۃِ الْاِسْلَامِ۔ اس عبارت کا مطلب ہے۔ کہ ظاہر بین علماء کا یہی خیال ہے۔ کہ محمد بن یعقوب کلینی وغیرہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں۔ ورنہ ہمارے محققین علماء تحریف کے قائل نہیں

ظاہر بین اور ہوتے ہیں اور محققین اور ہوتے ہیں۔ ہمارے محققین علمار شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابو جعفر طوسی۔ ابو علی طبرسی ان چاروں نے تصریح کی ہے۔ کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہمارے نزدیک ان محققین کا قول معتبر ہے! اور یہی شیعہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اور باقی غلط ہے، بیچارہ شیعہ مناظر انہی مذکورہ بالا اپنے چار مولویوں کے اقوال دھراتا رہا۔ مگر کسی امام معصوم کا کوئی واضح قول عدم تحریف کے متعلق پیش نہ کر سکا جبکہ دوسری طرف سے مناظر اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ، نے شیعہ کی معتبر کتابوں سے ائمہ معصوم کے تحریف ثابت کرنے والے اقوال کا انبار لگا دیا۔ اور شیعہ مناظر سے بار بار مطالبہ کیا۔ کہ جس طرح میں نے آپ کی کتابوں سے ائمہ معصومین کے اقول واحادیث سے تحریف کو ثابت کیا ہے۔ تم اس قسم کا کوئی ایک معتبر صحیح اور واضح قول عدم تحریف کا بیان کرو۔ مگر بیچارہ شیعہ مناظر نہایت لاجواب اور عاجز ہو کر رہ گیا۔

مناظر اہل سنت

حضرات میں تو سمجھا تھا کہ یہاں میرے مناظرہ کیلئے شیعہ حضرات لکھنؤ وغیرہ سے کوئی اہل علم اور اپنے مذہب کو سمجھنے سوچنے کی لیاقت و قابلیت رکھنے والے آدمی کو لائیں گے۔

اب دیکھئے آپ کا مولوی اسماعیل۔ اَمّا اعتقاد مشائخنا فی ذٰلک

فالظاھر الخ کا ترجمہ ظاہر بین علمار کر رہا ہے۔ اس بیچارے کو تو اپنے

مذہب کی کتابوں کی خبر تک بھی نہیں۔ یہ تو صرف اہل بیت رسول علیہ السلام

و خلفائے و صحابہ رسول پاک کو سب تبرے کر سکتا ہے دیکھئے میں ان کی

اسی عبارت کا ترجمہ ان کے مذہب کے علمار سے نقل کرتا ہوں۔

(دیباچہ مقبول ترجمہ (شیعہ) ص۲ پر مرقوم ہے)

اب رہا ہمارے بزرگ علما کا اس بارے میں اعتقاد۔ تو یہ کھلی

بات ہے۔ کہ ثقۃ اسلام محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مجید میں

تحریف اور کمی کے قائل ہیں۔ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔

یہی حالت ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمتہ کی ہے

کہ ان کی تفسیر ان باتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور ان کا یہ اعتقاد بڑی

شدومد سے ہے۔ جیسا کہ ہم تھوڑا سا اوپر دکھلا چکے ہیں۔ یہی حالت

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی کتاب احتجاج

میں انہی دونوں بزرگوں کے انداز پر لکھا ہے۔ دیکھئے حضرات خود علمار

شیعہ فالظاہر کا وہی معنی کر رہے ہیں جو ہم نے کیا ہے۔ کہ فالظاھر

کا معنی تو کھلی بات ہے۔ سے کیا ہے۔ مولوی اسماعیل کی طرح ظاہر

بین اس کا معنی کسی نے نہیں کیا۔ یہ خود اس کی شکست اور لاجوابی کا اقرار

ہے۔ کر اب ترجمے بھی غلط کر رہا ہے۔

(۲) شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابو جعفر طوسی، ابو علی طبرسی تمام شیعہ مذہب ہیں۔ ان چار مولویوں کے سوا کوئی ایک متنفس بھی ایسا نہیں جو تحریف قرآن کا قائل نہ ہو۔ صرف ان چاروں کے اقوال بطور تقیہ کے ہیں۔ (۳) ائمہ معصومین کے اقوال اور متواتر روایات تحریف کے مقابلہ میں ان چار مولویوں کے قول کی کیا وقعت ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب آج ائمہ معصومین کو چھوڑ کر غیر معصومین مولویوں کے پیچھے کیوں دوڑے جا رہے ہیں۔ لوگوں کو تو کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ائمہ معصومین والا ہے آج ائمہ معصومین کا مذہب منظور نہیں ہے دیکھئے امام معصوم کا قول احتجاج طبرسی صفحہ ۱۳۷ پر ہے حضرت علی نے فرمایا۔

وَالَّذِی بَدَا فِی الْکِتَابِ مِنَ الْاِزْرَاءِ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ فِرْقَةِ الْمُلْحِدِیْن

ترجمہ۔ کتاب قرآن مجید میں جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ ملحدوں کی طرف سے ہے۔ (یعنی جامعین قرآن کی بڑھائی ہوئی ہے) دیکھئے امام معصوم کے قول سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ملحدوں نے اس قرآن میں نبی علیہ السلام کی برائی کو داخل کر دیا۔ تو آپ کے شیخ صدوق شریف مرتضیٰ وغیرہ نے اس برائی کو قرآن سے نکال دیا ہے۔

نیز تفسیر صافی صت ۱۳ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو آیات کے ربط کے متعلق جواب دیا۔

فھو مما قدمت ذکرہٗ من اسقاط المنافقین من القرآن بین القول فی الیتمیٰ وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن۔

ترجمہ: پس اس کی وجہ وہی ہے۔ جو پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا۔ فی الیتمیٰ اور فانکحوا کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تھے جو تہائی قرآن (دس پارہ) سے زیادہ تھے۔ وہ نکال ڈالے گئے۔ اسی وجہ سے بے ربطی ہو گئی۔ البتہ شیخ شریف مرتضیٰ وغیرہ کا قول تب معتبر ہوتا جبکہ وہ اس کی تائید میں کسی معصوم کا قول پیش کرتے۔ تو اب ان مولویوں کا یہ قول یقیناً بطور تقیہ ہے۔

مناظر شیعہ حضرات مولوی عبد الستار بار بار کہتا ہے۔ کہ امام معصوم کا قول پیش کر دو۔ دیکھیے میں امام معصوم کا قول پیش کرتا ہوں۔ فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ صت ۲۶ پر ہے

اَقَامُوا حُرُوفَہٗ وَحَرَّفُوا حُدُوْدَہٗ، جامعین قرآن نے حروف کو قائم رکھا اور اس کے حدود کو محرف کر دیا۔

یہ ہمارے امام محمد باقرؒ صاحب کا قول ہے۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ قرآن کے حروف میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی صرف احکام و معانی میں تحریف کی گئی اور امام کے اس قول کے ہوتے ہوئے باقی روایات ضعیف ہیں۔ اور ہماری تفسیر صافی کے صفحہ ۱۴ پر مرقوم ہے

الصحیح من مذہب اصحابنا خلافہ،

ترجمہ:۔ صحیح مذہب ہمارے اصحاب کا اس کےخلاف یعنی تحریف کےخلاف ہے

دیکھئے صاحب تفسیر صافی لکھ رہے ہیں۔ کہ ہمارے اصحاب و بزرگوں کا صحیح مذہب یہی ہے۔ کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی! اور آگے اس کی دلیل بھی صاحب تفسیر صافی نے پیش کی ہے۔ کہ صحابہ کرام نے قرآن کی حفاظت اور قرأت اور جمع کرنے کا کتنا زبردست اہتمام کیا جس چیز کا اتنا زبردست اہتمام کیا جائے۔ کیا وہ بھی محرف اور غلط ہو سکتی ہے دیکھئے مولوی عبدالستار صاحب اگر ہمارا قرآن پر ایمان نہ ہوتا۔ تو ہمارے یہ بزرگ اس طرح کیوں لکھتے۔

مناظر اہل سنت

مولوی اسمٰعیل نے فروع کافی سے جو روایت امام باقرؒ کی پیش کی ہے۔ اَقَامُوا حُرُوفَہٗ وَحَرَّفُوا حُدُوْدَہٗ اس روایت میں تمام قرآن مجید کے حروف اور الفاظ کا قائم

رکھنا کہاں لکھا ہے اس میں تو مطلق حروف کو قائم رکھنے کا ذکر ہے۔

علاوہ ازیں امام محمد باقرؑ کی اسی روایت میں باقی امتوں کے متعلق بھی بعینہٖ یہی الفاظ امام محمد باقرؑ نے فرمائے ہیں

اَنْ اَقَامُوا حُرُوْفَہٗ وَحَرَّفُوا حُدُوْدَہٗ

یعنی یہود و نصاریٰ امم سابقہ نے تورات انجیل وغیرہ کے حروف قائم رکھے اور حدود کو محرف کیا اب مولوی اسمٰعیل صاحب بتائیں۔ کیا امم سابقہ نے تورات انجیل کے پورے الفاظ و حروف قائم رکھے اور وہ بھی قرآن کی طرح محفوظ ہیں۔ باقی صاحب تفسیر صافی کا یصیح من مذہبنا کہنا تقیہ پر محمول ہے۔ دوسرے ائمہ معصومین کے اقوال اس کے خلاف ہیں تیسرے یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ جو دلیل صاحب تفسیر صافی نے صحابہ کرام کے اہتمام کے متعلق لکھی ہے۔ کیا وہ آپکے نزدیک معتبر ہو سکتی ہے جبکہ آپ کے مذہب میں صحابہ کرام۔ خائن اور غاصب و ظالم بلکہ کافر و مرتد ہیں مولوی اسماعیل صاحب! تونسوی سے مناظرہ کر رہے ہو کسی جنگل میں ماتم و نوحہ خوانی نہیں کر رہے کچھ سوچ سمجھ کر بولئے دیکھئے امام معصوم کا قول اصول کافی صفحہ ۶۷۱ پر ہے

عن ابی عبد اللّٰہ علیہ السلام۔ قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبعۃ عشر الف اٰیۃ

ترجمہ:- امام جعفر صادقؒ نے فرمایا بتحقیق جو قرآن جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے۔ وہ سترہ ہزار آیات تھیں۔

دیکھیے آپ کا امام معصوم فرما رہا ہے جو قرآن جبرئیل علیہ السلام جناب محمد صلعم کی طرف لائے تھے۔ وہ سترہ ہزار آیات تھیں۔ مگر موجودہ قرآن سات ہزار سے بھی کم آیات ہیں۔ اب فرمائیے کہ قرآن مکمل رہا نیز احتجاج طبرسی صفہ ۱۳۵ پر ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔

لَوْ شَرَحْتُ لَكَ كُلَّ مَا اُسْقِطَ وَحُرِّفَ وَبُدِّلَ مِمَّا يَجْرِيْ هٰذَا الْمَجْرٰى لَطَالَ وَظَهَرَ مَا تَحْظُرُ التَّقِيَّةُ اِظْهَارَهٗ

ترجمہ:- اگر میں تجھ سے تمام وہ آیتیں بیان کر دوں جو قرآن سے نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور بدل دی گئیں جو اسی قسم کی کارروائیاں ہوئیں۔ تو بہت طول ہو جائے! اور تقیہ جس چیز سے روکتا ہے وہ ظاہر ہو جائے۔

غور کیجیے آپ کی معتبر کتاب میں حضرت علی المرتضیٰ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارا صحیح مذہب یہی ہے۔ کہ تحریف نہیں ہوئی۔

مناظر شیعہ:- حضرات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین۔ کتاب اللہ و عترتی الخ یعنی
میں تم میں کتاب اللہ اور اپنی اہل بیت کو پیچھے چھوڑ رہا ہوں یہ دونو
حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ تو ہمارے
نزدیک اہل بیت کے ائمہ معصومین مسلمانوں کی امامت و ہدایت
کے لئے ہر زمانہ اور ہر وقت موجود ہیں۔ خدا کی زمین امام زمان حجۃ اللہ
سے قیامت تک خالی نہیں ہو سکتی۔ تو جب تک اہل بیت علیہم السلام
موجود ہیں قرآن کتاب اللہ بھی ان کے ساتھ ضرور موجود ہوتی ہے
لہٰذا جب ہمارے نزدیک ائمہ اہل بیت موجود ہیں۔ وہ قرآن
کے ساتھ ہیں اور قرآن کامل مکمل اہلبیت کی طرح موجود ہے۔
(۲) شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ کے صفحہ ۷۵ پر فرمایا ہے۔ ان
روایات تحریف کا اگر اعتبار کریں۔ تو قرآن سے اعتبار اُٹھ جاتا ہے
لہٰذا یہ روایات تحریف مردود ہیں۔ تو ہمارا اعتقاد یہی ہے۔ کہ تحریف
کی روایات ضعیف ہیں۔ اور ہم قرآن کو اہلبیت کی طرح اس زمین
پر موجود اور کامل یقین کرتے ہیں مولوی عبدالستار ان ضعیف روایات
کو دیکھ کر مغالطے میں مبتلا ہے۔ اور کہتا ہے۔ تم قرآن کو محرف مانتے
ہو، اور ہم سے بار بار مطالبہ کرتا ہے۔ کہ تم اپنا ایمان قرآن پہ ثابت
کرو۔ اور کوئی ایک روایت کسی امام معصوم کی عدم تحریف کے متعلق

دکھاؤ۔ حالانکہ میں کئی روایات دکھا چکا ہوں۔

مناظر اہل سنت:۔ اہلبیت کے موجود ہونے سے موجودہ قرآن کا غیر محرف ہونا شیعہ کے نزدیک کسطرح ثابت ہو جاتا ہے۔ ہم تو یہی کہتے ہیں۔ کہ شیعہ مذہب نے اہل بیت اور قرآن مجید دو نوں کو یک قلم دنیا سے نیست و نابود کر دینے کا اعتقاد گھڑا ہے۔ سوائے بارہ اماموں کے تمام اہل بیت کو قابل امامت نہیں سمجھا۔ اور گیارہ اماموں کے زمانہ گزرنے کے بعد بارویں امام کو غار میں غائب کر کے اصل قرآن کو بھی اس کے ساتھ غائب کر دیا۔ تو آپ کے نزدیک اسوقت روئے زمین پر نہ امام ہے نہ قرآن ہے۔ جہاں امام ہے وہاں قرآن ہے۔ جیسا کہ آپ کی تفسیر صافی کے صفحہ پندرہ ۱۵ پر بھی یہی مرقوم ہے۔

(۲) اگر تحریف کی روایات ضعیف ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں اور مشائخ کا اعتقاد تحریف قرآن کے متعلق کیوں ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ مولوی عبدالستار کو مغالطہ ہے۔ کیا آپ کے مشائخ بزرگوں کو بھی مغالطہ ہے۔

اب میں مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھتا ہوں۔ اگر روایات تحریف کمزور ہیں۔ اور تحریف قرآن کا اعتقاد غلط ہے۔ تو آپ کے یہ مشائخ محمد بن یعقوب کلینی اور علی بن ابراہیم

قمی وغیرہ وغیرہ جو تحریفِ قرآن کا اعتقاد رکھتے تھے۔ وہ کافر تھے یا
مومن۔ اگر آپ تحریفِ قرآن کا اعتقاد رکھنے والے کو کافر سمجھتے
ہیں۔ تو آپ اپنے اِن مشائخ کے متعلق کفر کا فتوےٰ لکھ دیجئے۔
آپ کا ہمارا مناظرہ اِسی پر ختم ہے جب مولانا محمد عبدالستار
صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے اِس فتویٰ کا مطالبہ کیا۔ تو شیعہ
علمار جتنے موجود تھے سب کے چہرے فق ہو گئے۔ اور مولوی
امیر محمد صاحب صدر شیعہ نے اٹھ کر کہا کہ بس اس موضوع پر کافی
بحث ہو چکی ہے۔ اِس موضوع کو ختم کر دینا چاہیئے۔ تو علامہ
تونسوی نے کہا۔ آپ ان مشائخ کے متعلق کفر کا فتویٰ لکھ دیجئے
بس مناظرہ ختم ہے مگر علمائے شیعہ نے لاجواب ہو کر انتہائی رسوائی
برداشت کی اور علامہ تونسوی مدظلہ العالی کے استدلال کا کوئی
جواب نہ دے سکے۔ نہ روایات کا کوئی جواب تھا۔ اور نہ اپنے
علمائے مشائخ کو کافر کہنے کی جرأت تھی۔ اور نہ اپنے اِن مشائخ کا دامن
تحریفِ قرآن کے عقیدہ سے پاک وصاف کر سکے۔

علامہ تونسوی مدظلہ تونسوی نے فرمایا شیعہ کی معتبر کتاب
فصل الخطاب صفحہ ۹ پر ہے۔

کَانَ لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُرْاٰنًا مَخْصُوْصًا جَمَعَہٗ

بنفسہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ وسلم وعرضہ
علی القوم فاعرضوا عنہ۔ فحجبہ عن اعینہم۔ وکان
عند ولدہ علیہ السلام یتوارثونہ عن امام کسائر خصائص
الامامۃ و خزائن النبوۃ وھو عند الحجۃ عجل فرجہ یظہرہ
للناس ویأمرھم بقرأتہ وھو مخالف لھذا القرآن الموجود
من حیث التالیف وترتیب السور والآیات۔ بل الکلمات
ایضا۔ ومن جھۃ الزیادۃ والنقیصۃ۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام کا ایک مخصوص قرآن تھا جسکو
انہوں نے جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد خود جمع کیا تھا
اور وہ قرآن مخصوص لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ تو انہوں نے منہ موڑ
لیا۔ پس انہوں نے اُس قرآن کو اُن کی آنکھوں سے چھپا لیا۔ اور وہ
آپ کی اولاد میں سے صرف اماموں کے پاس تھا۔ جو ایک امام کے
بعد دوسرا امام اس کو لے لیتا تھا جس طرح کہ وہ دوسرے خصائص
امامت اور خزائن نبوت لیتا تھا۔ اور وہی مخصوص قرآن اب حجۃ اللہ
(امام مہدی) کے پاس ہے۔ اللہ تعالےٰ جلدی ان کو غار سے باہر
لاوے۔ امام مہدی اُس قرآن کو لوگوں کیلئے ظاہر کریں گے۔ اور
وہ اس موجودہ قرآن کے مخالف ہے۔ الفاظ کی ترکیب میں سورتوں

اور آیتوں کی ترتیب میں بلکہ خود کلمات اور لفظوں میں بھی مخالف ہے۔
اور زیادتی اور کمی کے باعث بھی مخالف ہے۔
دیکھتے یہ ہے آپ کے شیعہ مذہب کا اعتقاد جو آپ کی کتابوں میں صراحتہ درج ہے۔ مجھے کیا مغالطہ ہے۔

مناظر شیعہ:۔ مولوی عبد الستار صاحب آپ کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ۔ امامیہ کی تمام روایات میں موجود ہے کہ اہل بیت اسی قرآن کو پڑھتے تھے۔ تو اگر ائمہ اہل بیت کے نزدیک یہ قرآن غلط ہوتا۔ تو اس کو کیوں پڑھتے۔ باقی مولوی عبد الستار نے اصول کافی کی جو روایت سترہ ہزار آیات کی پیش کی۔ اسمیں ناسخ منسوخ مراد ہیں یعنی کل ناسخ منسوخ آیات مل کر سترہ ہزار تھیں مگر جب منسوخ آیات نہ رہیں۔ تو پھر موجودہ ہی چند ہزار آیات رہ گئیں۔ تو اس روایت سے موجودہ قرآن کے غیر مکمل ہونے پر استدلال کیسے ہو سکتا ہے۔

مناظر اہل سنت:۔ تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبد العزیز صاحب نے امامیہ کے اس غلط عقیدہ تحریف قرآن کی تردید میں یہ استدلال

کیا ہے۔ یہ استدلال آپ کے شیعہ مذہب کے بانیان موجدین کی تردید میں ہے۔ جنہوں نے ائمہ اہل بیت کی طرف روایات تحریف کو منسوب کر کے تحریف قرآن کا عقیدہ گھڑا تھا۔ تو حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی ان کی تردید میں فرما رہے ہیں۔ کہ اگر حضرت ائمہ تحریف کے قائل ہوتے تو خود تمہاری روایات میں یہ کیوں ثابت ہے، کہ وہ اسی کو پڑھتے پڑھاتے تھے، تو شاہ صاحب کے استدلال کا مقصد یہ ہے کہ شیعہ مذہب کا جو تحریف قرآن کے متعلق عقیدہ ہے۔ وہ غلط ہے اہل سنت والجماعت کے علماء کو یہ حق ہے۔ کہ عقیدہ تحریف کے مقابلہ میں اہل بیت کے اس قرآن کو پڑھنے پڑھانے سے صداقت قرآن پر استدلال کریں گے مگر شیعہ مذہب کا مولوی اپنی کتابوں کی زائد از دو ہزار روایات متواترہ صریحہ مثبتِ تحریف قرآن کو چھوڑ کر صرف اہل بیت کے پڑھنے پڑھانے سے شیعہ مذہب کا عقیدہ عدم تحریف کے متعلق کیسے ثابت کر سکتا ہے جبکہ ان کے نزدیک ائمہ اہل بیت کے پڑھنے پڑھانے کی تاویل یوں خود شیعہ کتابوں میں کی گئی کہ امام مہدی کی آمد تک کسی کو اصلی قرآن پڑھنے پڑھانے کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ اصول کافی کے صفحہ ۶۷۱ پر ہے، کہ امام جعفر صادق رحمہ نے ایک شخص سے اصلی قرآن کے کچھ الفاظ سنے۔ تو امام نے فرمایا۔

کُفَّ عَنْ هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ۔ اِقْرَأْ كَمَا يَقْرَأُ النَّاسُ حَتّٰى يَقُوْمَ الْقَائِمُ

علیہ السلام فاذا اقام القائم قرء کتاب اللہ علی حدہ
کہ اس قرأۃ سے باز رہ۔ اور اسی طرح پڑھ جس طرح لوگ پڑھتے ہیں۔
یہاں تک کہ امام مہدیؑ آجائے جس وقت امام مہدی آئے گا تو کتاب اللہ
کو اصلی طریقہ پر پڑھے گا مقبول ترجمہ صفہ ۱۰۶۷ پہ ہے حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا۔ آج اس کا موقعہ نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید کی اصلاح کرکے عوام کو
ہیجان میں لایا جائے۔ ائمہ علیہ السلام میں یہ حق مخصوص جناب صاحب
العصر علیہ السلام (امام مہدی) کا حق ہے۔ کہ قرآن مجید کو اسی حد پر ڈھوائیں
گے جس حد پر وہ زمانہ رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔

مولوی اسماعیل صاحب! آپ ہم سے پوچھتے ہیں۔ کہ ائمہ اہل بیت
اس کو کیوں پڑھتے تھے، تو دیکھئے خود آپ کے مذہب نے اس کی وجہ
ظاہر کر دی۔ کہ امام مہدی کے سوا دوسرے اماموں کو اصلی قرآن کے
پڑھوانے کا حق نہیں تھا۔ اس لئے اس قرآن کو پڑھتے تھے۔ نہ اس
لئے پڑھتے تھے کہ یہ قرآن کامل مکمل ہے۔

۲۔ اصول کافی کی سترہ ہزار آیات والی روایات کے جواب میں
آپ کا یہ کہنا غلط ہے۔ کہ ناسخ منسوخ کو ملا کر سترہ ہزار تھیں۔
اصول کافی کا شارح ملا خلیل قزوینی تو لکھتا ہے، مراد این است کہ
بسیارے از اں قرآن ساقط شدہ و در مصاحف مشہورہ نیست۔ اور

اور چند سطور کے بعد لکھتا ہے کہ دعوئے ایں کہ قرآن ہمین است کہ در مصاحف مشہورہ است، خالی از اشکال نیست۔ اور اس کے بعد اس قسم کے دلائل پیش کئے۔ کہ موجودہ قرآن محفوظ اور کامل مکمل نہیں ہے۔ اگر سترہ ہزار سے کمی کیوجہ ناسخ منسوخ ہوتی۔ تو وہ اس کی وجہ تحریف قرآن کے بجائے نسخ کو بیان کرتا مگر ملا خلیل صاحب نے تحریف کو کمی قرآن کی وجہ تبلایا نسخ کا نام بھی نہ لیا۔

تفسیر صافی شیعہ صفحہ ۱۳ پر ہے اور دیباچہ مقبول صفحہ ۴۲ پر ہے۔ صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں، کہ ان تمام حدیثوں سے اور طریقہ اہل بیت سے جو روایت ہم تک پہنچی ہے۔ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو قرآن مجید اسوقت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ پورا پورا نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب رسول خدا پر نازل کیا گیا تھا۔ اسمیں کوئی چیز ایسی بھی ہے۔ جو تنزیل خدا کے خلاف ہے۔ اور اسمیں کوئی کوئی چیز ایسی بھی ہے۔ جسمیں تحریف و تغیر کیگئی ہے۔ اور کتنی ہی چیزیں اس میں سے گرا دی گئی ہیں۔ از اں جملہ نام علی تو بہت سے موقعوں سے اور لفظ آل محمد چند جگہوں سے اور منافقوں کے نام خاص موقعوں سے اور اسی طرح کچھ اور چیزیں۔ اور یہ تو کھلی بات ہے۔ کہ موجودہ ترتیب خدا اور رسول کی پسندیدہ ترتیب ہرگز نہیں ہے۔

نیز مقبول ترجمہ صفحہ ۱۱۰ پر ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے۔ کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو یہ آیت یوں پہنچائی تھی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ عَلِيٍّ مگر مرتدین نے نام اڑا دیا۔ پس اس کا نتیجہ بھگتیں گے۔

نیز مقبول ترجمہ صفحہ ۱۴۹ پر ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب قرآن میں ظاہر اعراب لگائے گئے۔ تو شراب خور خلفاء کی خاطر یُغِضُّوْنَ کو یَغُضُّوْنَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے۔ یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لئے اُن کے کرتوت کی معرفت آسان کر دی۔

مولوی اسماعیل صاحب اپنے مذہب کی ان کتابوں کے جواب دیجئے۔ ادھر ادھر نہیں بھاگنے دونگا۔ محدث دہلوی جناب بھی آپ کے مذہب کے متعلق اسی تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۲۱۵ پر لکھ چکے ہیں۔ امامیہ میں سے اثنا عشریہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کلام پاک جو اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تمام منزل من اللہ نہیں۔ بلکہ اس میں لوگوں نے کچھ الفاظ زائد کر دیئے۔ آگے لکھتے ہیں۔ اور اس کی بہت سی آیتیں اور سورتیں گرا دی گئی ہیں۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے نزدیک شیعہ کا قرآن کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔

(مناظر شیعہ) مولوی عبد الستار نے جو دو آیتیں بیان کی ہیں میں

تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں بیں قرآن کو کامل مکمل سمجھتا ہوں ہمارے شیخ صدوق وغیرہ قرآن کو کامل مکمل سمجھتے ہیں۔ اور شیخ صدوق کے رسالہ کی عبارت پڑھی جس پر سرگانہ برادری کے ایک آدمی نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی خدمت عرض کی۔ کہ آپ ذرا عبارت اور اس کا ترجمہ آرام اور سکون سے پڑھیں۔ ہم کو آپ کی بات بوجہ تیزی کے پورے طور سمجھ نہیں آتی تو اس پر مولوی اسمٰعیل صاحب جو کہ بہانہ تلاش کر رہا تھا مجمع کو گالی گلوچ شروع کر دی بیوقوفو! جاہلو! تم کو اس کی (مولانا محمد عبد الستار صاحب تونسوی) کی بات سمجھ میں آتی ہے میری بات سمجھ میں نہیں آتی! پھر جب مخاطبین نے کہا کیا عالم کا اخلاق یہی ہوتا ہے کہ وہ گالیاں دیں۔ تو شرمسار ہو کر لوگوں سے معافی مانگی! اور حواس باختہ ہونے کی وجہ سے ادھر ادھر کی باتوں میں بعد مشکل اپنا ٹائم پورا کیا۔

(مناظر اہلسنت حضرات میں نے شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں اصول کافی۔ تفسیر قمی۔ احتجاج طبرسی۔ تفسیر صافی۔ مقبول ترجمہ۔ فصل الخطاب وغیرہ سے ائمہ معصومین کے معتبر اور واضح اقوال واحادیث جو کہ تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں۔ بلکہ ان روایات تحریف کے زائد از دو ہزار ہونے کے اقرار کو فصل الخطاب صفحہ ۲۲۷ سے بار ہا پیش کیا ہے۔ جس کا جواب مولوی اسمٰعیل بیچارہ تو کیا۔ دنیا بھر کے شیعوں سے محال ہے

میں تو دعوے سے بارہا کہہ چکا ہوں۔ کہ شیعہ کتب میں کسی امام معصوم سے موجودہ قرآن کے کامل و مکمل غیر محرف ہونے کی ایک معتبر اور واضح روایت نہیں مل سکتی اور مولوی اسمٰعیل صاحب اب تک اس قسم کی کوئی روایت پیش نہیں کر سکا۔ اور نہ قیامت کو کوئی شیعہ عالم مجتہد میرے سامنے پیش کر سکتا ہے۔

هَاتوا برهانکم اِنْ کنتم صادقین۔

مناظرہ بر موضوع دوم

جس میں مدعی شیعہ مناظر تھا اور مجیب مناظر اہل سنت تھا

مناظر شیعہ بعد از خطبہ حضرات میں نے اسوقت اہل سنت کے عدم ایمان بالقرآن کو دلائل سے ثابت کرنا ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں اہل سنت کے اصول فقہ کی معتبر کتاب نور الانوار ہے اسمیں موجود ہے وَقَولُہٗ بِلا شُبْهَةٍ اِحْتِرَازٌ عَنِ التَّسمیة لِاَنَّ فِیْهَا شُبْهَةٌ وَلِهٰذا لَمْ یَکفُرْ جَاحِدُهَا مطلب یہ کہ بسم اللہ کے قرآن ہونے میں شبہ ہے اِس لئے اس کا منکر کافر نہیں دیکھئے اہلسنت بسم اللہ کو قرآن نہیں مانتے۔

(مناظر اہلسنت) بعد از خطبہ حضرات بسم

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

آپ نے اندازہ لگایا ہوگا۔ کہ بیچارے مولوی اسمٰعیل صاحب نے کتنا دائو پیچ سے کام لیا ہے۔ میں نے پہلے مناظرہ میں ان کے ائمہ معصومین کی روایات سے ثابت کردیا۔ کہ اہل تشیع کا نہ موجودہ قرآن پر ایمان ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے نہ ہمارے امام معصوم کا کوئی قول پیش کیا۔ اور نہ حضرات خلفاء راشدین کا کوئی قول پیش کیا۔ اور نہ ہمارے مشائخ میں سے کسی کا اعتقادِ تحریف پیش کیا۔ نورالانوار کی جو عبارت اس نے پیش کی ہے، وہ بھی پوری نہیں پڑھی خیانت سے کام لے رہا ہے۔ اس عبارت کے آگے متصل یہ الفاظ صاف طور پر موجود ہیں۔ وَالاَصَحُّ اَنّھَا مِنْہُ سب سے معتبر اور صحیح قول یہی ہے۔ کہ بسم اللہ قرآن ہی سے ہے۔ غور کیجئے اس نے کس قدر دیدہ دلیری اور مکروفریب سے کام لیا ہے۔

(۲) مولوی اسمٰعیل صاحب ذرا سوچو تو سہی۔ اگر اہل سنت بسم اللہ کے قرآن کے ہونیکے منکر ہیں تو پھر بسم اللہ کو قرآن مجید میں کس نے داخل کیا ہے جبکہ موجودہ قرآن اہل سنت کے اسلاف اور بزرگوں کا جمع کیا ہوا ہے۔ اور ہر سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ کو لکھا گیا ہے۔ اگر اہل سنت بسم اللہ کو قرآن نہ مانتے تو

ہر سورہ کی ابتدا میں بسم اللہ کو کیوں لکھتے۔ آپ یہ ثابت کیجیے۔ کہ ہمارے بغیر کس نے بسم اللہ کو قرآن شریف میں درج کیا ہے۔

(۳) اہل سنت کی حدیث کی معتبر کتاب مشکواۃ شریف میں صفہ ۱۹۳ پر بسم اللہ کے نزول کے متعلق صاف طور پر منقول ہے۔

عَنِ ابنِ عباسؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَۃِ حتّٰی یَنْزِلَ عَلَیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رواہ ابوداؤد حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم ایک سورۃ سے اس وقت تک جدا نہیں سمجھتے تھے، جبتک کہ آپ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہ ہوتی تھی (یعنی ہر سورۃ کو جدا کرنے کے لیے بسم اللہ کو نازل کیا گیا) تو متواتر طور پر اس کا قرآن مجید میں ہر سورۃ کی ابتدا میں درج ہونا اس کے قرآن ہونے کیلئے کافی ثبوت ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ حدیث شریف تو صراحۃً بتا رہی ہے کہ بسم اللہ کا نزول ہوا۔ یہ قرآن ہے۔

۴۔ نورالانوار کے اس مقام پر بسم اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ تحریف کے متعلق نہیں ہے کہ بسم اللہ جناب رسول اللہ صلعم کے زمانہ مبارک میں قرآن میں نہ تھی۔ بعد میں درج کی گئی۔ بلکہ صاحب نورالانوار اس بات کو تو یقینی مانتے ہیں۔ کہ بسم اللہ کو جناب رسول اللہ

نے خود قرآن مجید میں ہر سورۃ کی ابتدا میں لکھا تھا جب نور الانوار جس شبہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ ایک عالمانہ بحث کی بنا پر ہے۔ جس کو بیچارہ اسمٰعیل کیا سمجھے جو کہ علماء اہل سنت کا اس باب میں اختلاف ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے بسم اللہ کو کس حکمت اور غرض کے لئے ہر سورۃ کی ابتداء میں لکھوایا۔ آیا فصل سور کے لئے لکھوایا۔ یا ہر سورۃ کی جزو سمجھ کر لکھوایا۔ تحریف قرآن تو تب ہوتی۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نے تغیر تبدل کیا ہوتا جیسا کہ میں نے تمہاری معتبر کتابوں سے تحریف کی روایات پیش کی ہیں۔ کہ حضور صلعم کے بعد قرآن مجید میں شیعہ کے نزدیک کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر دیا گیا جیسا کہ میں نے تمہاری معتبر کتابوں سے تحریف کی روایات پیش کی ہیں، کہ حضور صلعم کے بعد قرآن مجید میں شیعہ کے نزدیک کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ اس میں کفر کے ستون کھڑے کئے گئے ہیں۔

مناظر شیعہ:۔ نور الانوار کے صفحہ ۸ پر موجود ہے۔ کہ ابن مسعودؓ یوں پڑھتے تھے۔ فَاقْطَعُوا اَیْمَانَهُمَا اور اب موجودہ قرآن میں اَیْمَانَهُمَا نہیں ہے۔ بلکہ اَیْدِیَهُمَا ہے۔ دیکھو یہ تحریف نہیں ہے۔ میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالستار صاحب میرے اس استدلال کا کیا جواب دیتے ہیں۔

مناظر اہل سنت:- حضرات مولوی اسمٰعیل بیچارہ تحریف اور اختلاف قرأت کے فرق کو غالباً نہیں سمجھ سکتا۔ یا محض فریب بازی سے کام لے رہا ہے، مولوی اسمٰعیل اختلاف قرأت کو دھوکا دے کر تحریف کہہ رہا ہے۔ یہ تو صاحب نور الانوار دوسری قرات نقل کر رہے ہیں۔ کہ ایماتھما کی قرأت بھی کیجاتی تھی۔

(۲) موجودہ قرآن مجید میں صرف قرأت متواترہ ہی ہے۔ جو ایدیہما کی ہے۔ اور ایمانہما کی قرأت منسوخ ہو چکی ہے، جیسا کہ اسی نور الانوار صفحہ ۲۲ پر منسوخ التلاوۃ کی مثال میں فاقطعوا ایمانہما کو بھی پیش کیا ہے مولوی اسماعیل صاحب پبلک بخوبی جانتی ہے، کہ آپ بغیر دھوکا دہی کے کچھ نہیں جانتے۔

مناظر شیعہ:- یہ اہل سنت کا فتاوی قاضی خان ہے جس کے صفحہ ۸۸۸ پر ہے۔ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ المعوذتین لَیْسَتَا مِنَ الْقُرْاٰن ذکر فی النوازل اَنَّہٗ لَا یَکُوْنُ کَافِرًا یعنی جو معوذتین کو قرآن نہ سمجھے۔ نوازل میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا۔ نوازل امام محمدؒ کی تصنیف ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ مولوی عبد الستار صاحب اپنے امام محمدؒ کی اس کتاب کے فتوے کا کیا جواب دیتے ہیں۔

مناظر اہلسنت:- معوذتین کی قرآنیت متواتر ہے۔ اور

تمام امتہ کی مجمع علیہ ہے۔ اور معوذتین کی قرآنیت کا منکر اہل سنت و الجماعت کے نزدیک کافر ہے۔ متواتر کے مقابلہ میں کوئی خبر واحد اور کسی کی انفرادی رائے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ اور مذہب کے مجمع علیہ مسئلہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی جبکہ فتاویٰ قاضی خان میں بھی ذکر بصیغہ مجہول ہے۔ اور یہی اس کے ضعف کیلئے کافی ہے۔ فتاویٰ قاضی خان کا مصنف تحریف کا قائل نہیں اس نے تو یہ لکھا ہے کہ نوازل میں یہ ذکر کیا گیا ہے معلوم نہیں کس نے کہا ہے معتبر ہے۔ یا غیر معتبر مولوی اسماعیل صاحب قرآن مجید ہمارا ہے اور ہم قرآن مجید کے ہیں معوذتین کے متعلق اہل سنت کے علما اور بزرگان دین کے فتاویٰ سنیئے۔

۱:۔ قَالَ النوویؒ فِی شَرحِ المھذب۔ اَجمعَ المُسلِمُونَ علیٰ اَنَّ المعوذتین والفاتحۃ من القرآنِ وَانَّ مَن جحدَ منھا شیئاً کفرَ۔ ترجمہ: علامہ نوویؒ نے شرح مہذب میں فرمایا ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن میں جو شخص ان کی قرآنیت کا منکر ہو۔ وہ کافر ہے۔

۲:۔ محلی ابن حزم ص۱۳ جز ۱ مسئلہ (۲۱) وَاِنَّ القرآنَ الذی فی المَصَاحفِ بایدی المسلمین شرقاً وغرباً فما بین ذٰلِکَ مِنَّ اَوَّلِ القرآنِ الیٰ آخرِ المعوذتین کَلَامُ اللّٰہِ عَزَّوجَلَّ وَ

وَحْيُهٗ اَنْزَلَهٗ عَلٰی قَلْبِ نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ
کَفَرَ بِحَرْفٍ مِّنْہُ فَھُوَ کَافِرٌ۔ ١٢

جو کچھ قرآن مجید مسلمانوں کے ہاتھوں میں شرقاً غرباً
مصاحف میں اوّل قرآن سے لیکر معوذتین کے اخیر تک ہے
یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور وحی ہے جو کہ اپنے نبی علیہ السلام کے
قلب مبارک پر اتارا تھا جو شخص اس کے ایک حرف کا منکر ہو وہ کافر
ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! ان فتاوی اہلسنت پر نظر نہیں پڑتی
دیکھئے معوذتین کا بلکہ ان کے کسی ایک حرف کا منکر اہل سنت کے
نزدیک کافر اور خارج از اسلام ہے۔

مناظر شیعہ:۔ مومنو! میرے ہاتھ میں اہل سنت کی
معتبر کتاب تفسیر اتقان ہے جس کے صفحہ ١١٣ پر مرقوم ہے۔

نُقِلَ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ الْقَدِیْمَۃِ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رض کَانَ
یُنْکِرُ کَوْنَ سُوْرَۃِ الْفَاتِحَۃِ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ
بعض قدیم کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ کہ ابن مسعود سورہ فاتحہ اور
معوذتین کے قرآن ہونے کا منکر تھا۔

دیکھئے اہل سنت کا پیر و مرشد ابن مسعود الحمد اور معوذتین کو قرآن
نہ سمجھتا تھا۔ اب مولوی عبد الستار صاحب فرمائیں کہ اہل تشیع قرآن کو

محرف کہتے ہیں یا اہل سنت کے پیشوا و مقتدا قرآن کے منکر ہیں۔

مناظر اہلسنت:۔ حضرات! میں مولوی اسمٰعیل سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر ہمارے اسلاف اور پیشوا الحمد اور معوذتین کو قرآن نہیں مانتے تھے۔ تو موجودہ قرآن میں الحمد اور معوذتین کو کس نے لکھا ہے۔ کیا یہ قرآن ہمارے مرشدوں اور پیشواؤں کا جمع کیا ہوا نہیں ہے کیا آپ کے شیعوں نے اس کو جمع کر کے الحمد اور معوذتین کو اس میں شامل کیا ہے جب قرآن مجید ہمارا جمع کیا ہوا ہے۔ اگر ہم معوذتین اور الحمد کی قرآنیت کے منکر ہوتے۔ تو ہم ان کو خارج کر دیتے۔ ہمارا قرآن میں ان کو لکھنا صراحتہً ثابت کرتا ہے کہ ہم ان کی قرآنیت کے قائل ہیں۔

(۲) الحمد اور معوذتین کا قرآن میں ہونا متواتر ہے۔ اور میں اس کے ساتھ ساتھ معصوم کے قول سے معوذتین کا قرآن ہونا ثابت کرتا ہوں۔ دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص۱۸۴ پر ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔

یَا عُقبہ اَلَا اُعلّمکَ خیرَ سُورتین قُرِءَتا فعلّمنی قُل اَعُوذُ بِرَبِّ الفلق و قُل اعوذ برب النّاس۔

اے عقبہ کیا تجھے دو بہترین سورتیں جو پڑھی گئی ہیں نہ سکھا دوں۔ پس آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھایا۔

اور اسی روایت میں آگے یہ بھی ذکر ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں صرف انہی دو سورتوں کو پڑھا۔ دیکھئے معصوم کے قول و فعل سے ان کی قرآنیت ثابت ہو گئی۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب بیچارہ بغیر مکر و فریب بازی کے کچھ نہیں جانتا۔ اسی اتقان کی اسی نقل کردہ عبارت کے آگے لکھا ہوا ہے۔

اَنَّ نقل ھٰذا المذھب عَن ابن مسعودٍ نقلٌ باطلٌ۔

ابن مسعودؓ سے اس بات کو نقل کرنا کہ وہ الحمد اور معوذتین کی قرآنیت کے منکر تھے۔ یہ نقل باطل ہے۔

مناظر شیعہ مومنین کرام! میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ ابن مسعود تمہارا بزرگ ہے یا نہ۔ اگر تمہارا بزرگ ہے۔ تو وہ معوذتین کی قرآنیت کا کیوں منکر تھا۔ یہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ ابن مسعود صاحب معوذتین کی قرآنیت کا منکر تھا جیسا کہ معتبر کتاب اہلسنت تفسیر اتقان کے صفحہ ۱۱۲ پر علامہ ابن حجر کہتا ہے۔ کہ ابن مسعودؓ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ وہ معوذتین کو قرآن نہیں جانتے تھے، لہٰذا آپ جواب دیجئے کہ جو شخص معوذتین کو قرآن نہ جانے وہ اہل سنت کے نزدیک مسلمان ہے یا کافر۔ مومنو! یاد رکھو! مولوی عبدالستار بیچارے اس سوال کا ہرگز جواب نہ دے سکے گا۔ میں تو اہل سنت کے متعدد علماء کو شکست دے چکا ہوں۔

کوئی میرے سامنے جواب نہیں دے سکے گا۔

مناظر اہل سنت: حضرات! دیکھئے بیچارہ مولوی اسمٰعیل بار بار یہی کہہ رہا ہے۔ کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کی قرآنیت کا منکر تھا حالانکہ اسی تفسیر اتقان کے صفحہ ۱۱۲ پر مرقوم ہے۔

قَالَ ابن حزم فی المحلّٰی۔ ھٰذا کذب عَلٰی ابن مسعودؓ موضوعٌ اِنمّا صحّ عَنہ قرأۃ عَاصِمٌ عن زرٍ عنہ وَفیھا المعوذتان وَالفاتحۃ (ترجمہ)

ابن حزم نے محلی میں فرمایا کہ ابن مسعود پر یہ کذب اور جھوٹ ہے کہ وہ معوذتین اور فاتحہ کو قرآن نہ جانتے تھے۔ ابن مسعودؓ سے جو کچھ صحیح طور پر منقول ہے۔ کہ ابن مسعودؓ نے اپنے شاگرد زر کو اور ان سے حضرت عاصم قاری نے جو قرأت پڑھی اس میں معوذتین اور فاتحہ پڑھائی دیکھئے ابن مسعود نے قرآن پڑھاتے وقت اپنے شاگرد کو معوذتین اور فاتحہ پڑھائی۔ اگر وہ ان کی قرآنیت کے منکر ہوتے۔ تو پھر کیوں ان کو پڑھاتے۔

۲۔ خود ابن مسعودؓ کی اپنی روایت تفسیر ابن کثیرؒ جزو ششم میں مرقوم ہے۔

اَخرجَ الطبرانی فی الاوسط بسندٍ حسن عن ابن مسعودٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَقد اُنزل علیّ اٰیاتٌ لم ینزل مثلھن المعوذتین (ترجمہ) طبرانی اپنی کتاب میں نہایت عمدہ سند کے ساتھ عبد اللہ

بن مسعود سے نقل کیا۔ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بتحقیق مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئیں جنکی مثل نازل نہیں کی گئی! وہ معوذتین ہیں۔

لیجئے یہ خود ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ کہ معوذتین حضور پر نازل ہوئیں اب تو ان کی قرآنیت ابن مسعودؓ نے خود نقل کر دی۔ پھر وہ منکر کیسے ہوئے۔

باقی مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ ابن حجر کہتے ہیں۔ کہ ابن مسعودؓ سے معوذتین کے انکار کی روایت صحیح ہے۔ تو اس کا جواب سنئے۔

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔

"وَمن اسند الانکار الی ابن مسعودٍ فلا یُعبأ بسندہٖ عند مُعاوضۃ هٰذہٖ الاسانید الصحیحۃ بالاجماع والمتلقات بالقبول عند العلماء الکرام بل الامۃ کافۃ کُلّھا فظھر اَنّ نسبۃ الانکار الی ابن مسعودٍ باطلٌ"۔

ترجمہ:۔ جس نے یہ انکار ابن مسعود کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کی سند لائق توجہ نہیں جبکہ اس کے خلاف یہ صحیح سندیں موجود ہیں۔ جن پر اجماع ہے۔ اور جن کو علماء کرام نے بلکہ تمام امت نے قبول کیا ہے۔ پس صاف طور پر معلوم ہوا۔ کہ ابن مسعود کی طرف سے انکار (معوذتین کی قرآنیت) کو منسوب کرنا بالکل باطل اور غلط ہے۔

۲۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ ابن مسعودؓ سے انکار کی روایت صحیح ہے تو روایت کے درمیان تطبیق دینے کیلئے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ ابن مسعودؓ پہلے معوذتین کی صرف کتابت کے قائل نہ تھے۔ نہ اس لئے کہ وہ کلام اللہ نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ باوجودیکہ کلام اللہ ہیں مگر جھاڑ پھونک رقیہ کے لئے نازل ہوئی ہیں پھر اس خیال سے رجوع کر لیا۔ جیسا کہ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ابن مسعود صاحب اپنے شاگردوں کو معوذتین قرآن میں پڑھاتے تھے۔ جو کہ رجوع پر صاف دلالت ہے۔

۳۔ موجودہ قرآن مجید اہل سنت کے نزدیک حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ وغیرہم سے متواتر طور پر منقول ہے۔ متواتر کا خبر واحد مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد مردود اور ناقابل قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا انکار کی روایت جو خبر واحد ہے۔ اہل سنت کی متواتر روایات کے مقابلہ میں کالعدم ہوگی۔ اور مولوی اسمٰعیل صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ منکر معوذتین تمہارے نزدیک کافر ہے یا نہ۔

تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ تفسیر اتقان صہ ۱۱۴ پر ہے۔

قَالَ النووی فی شرح المهذب ان المعوذتین والفاتحة من القرآن وانّ من جاحد منهَا شیئاً کفر۔ وَمَا نقل عن

ابن مسعودؓ باطل لیس بصحیح۔ ترجمہ:۔

علامہ نوویؒ شرح مہذب میں فرماتے ہیں۔ کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن ہیں۔ جو شخص ان کی قرآنیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے جو انکار نقل کیا جاتا ہے وہ باطل ہے۔ اور صحیح نہیں ہے (یعنی وہ ان کی قرآنیت کے قائل تھے۔ منکر نہ تھے۔)

محلّٰی ابن حزم ص۱۳ جز۱ (۲۱) مسئلہ وَاَنَّ القرآن الذی فی المصاحف بایدی المسلمین شرقًا وغربًا فما بین ذالک من اوّل القرآن الی آخر المعوذتین کلام اللہ عزوجل وَ وحیہٗ اَنزلہٗ علی قلب نبیہٖ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم من کفر بحرفٍ منہ فھو کافرٌ۔ وکلّ ما روی عن ابن مسعودٍ من انّ المعوذتین وام القرآن لم تکن فی مصحفہٖ فکذبٌ موضوعٌ۔ لا یصحّ وانما صحّت عنہ قرأۃ عاصم عن زر بن حبیش (ترجمہ)

تحقیق جو قرآن مصاحف میں مسلمانوں کے ہاتھ میں مشرق سے مغرب تک اوّل قرآن سے لے کر معوذتین کے اخیر تک موجود ہے سب کا سب اللہ تعالٰی کا کلام اور وحی ہے۔ جو کہ اس نے اپنے نبی محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔ جو شخص اسکے

کسی ایک حرف کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے اور ابن مسعودؓ سے جو یہ روایت کی گئی ہے کہ معوذتین اور فاتحہ ان کے مصحف میں نہ تھے۔ تو یہ روایت جھوٹ اور موضوع ہے صحیح نہیں۔ اس سے جو کچھ صحیح ہے وہ عاصم کی قرأت ہے۔ جو زرین حبیش سے ہے۔ اس میں معوذتین اور فاتحہ درج ہے۔

تو حضرات یہ ہے اہل سنت والجماعت کی تحقیق۔ کہ ابن مسعودؓ قطعاً معوذتین اور فاتحہ کی قرآنیت کے منکر نہ تھے۔ بلکہ ان کی طرف یہ نسبت کرنا غلط ہے اور موضوع و کذب ہے۔ تو بیچارہ اسمٰعیل ایسی موضوع روایات سے اہل سنت کو منکر قرآن یا تحریف کا قائل بتاتا ہے۔ حالانکہ ان کے مذہب کی معتبر روایات ائمہ معصومین کی قرآن کو محرف مبدل کہتی ہیں۔ اب ان کے جواب میں اہلسنت کو موضوع روایات سے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

مناظر شیعہ: حضرات یہ اہل سنت صرف قرآن کے منکر نہیں۔ بلکہ یہ رسول کو مغلوب الشیطان سمجھتے ہیں۔ بتائیے میں آپ کے سامنے کیا کیا بیان کروں۔ دیکھئے ان کی کتاب تفسیر جلالین صد ۲۸۴ پر موجود ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے قریش کی مجلس میں سورہ النجم پڑھی۔ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ شعر چڑھا دیا۔

تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ جس میں بتوں کی تعریف و توصیف کی گئی۔ بتا دجیب ان کے مذہب میں رسول کی زبان پر شیطان بول سکتا ہے۔ تو قرآن پر کیا اعتبار ہے۔ یہ ہے سنیوں کا قرآن ماننا۔ تونسوی صاحب اگر ہمت ہے تو جواب دیجئے۔ میں دیکھوں گا۔ آپ کیسے حاضرین کی عقدہ کشائی کرتے ہیں۔ اور میری پکڑ سے کس طرح دامن چھڑاتے ہیں۔

مناظر اہل سنت :۔ حاضرین میں نے مولوی اسماعیل کے ہر استدلال و اعتراض کا جواب تمام پیش کیا ہے۔ میں اس کی طرح نہیں ہوں۔ کہ کسی استدلال کا جواب نہ دے سکوں جس طرح کے کل کا مناظرہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ یہ بیچارہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ البتہ دھوکہ بازی میں یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اب اس کے اس حوالہ تلک الغرانیق العلیٰ کی حقیقت بھی غور سے سن لیجئے تفسیر کبیر ص ۱۸۶ اور اسی جلالین شریف کے صفحہ ۲۸۴ کے حاشیہ پر موجود ہے

قال الامام الرازی انہا باطلۃ موضوعۃ (ترجمہ)

رازی نے فرمایا۔ کہ تلک الغرانیق العلیٰ والی روایت باطل اور موضوع ہے

۔ قال ابن خزیمہ انہا من وضع الزنادقۃ (ترجمہ)

ابن خزیمہؒ نے فرمایا۔ کہ تلک الغرانیق العلی والی روایت بے دینوں کی بنائی ہوئی جھوٹی ہے۔

۳۔ قال عیاضؒ انہا باطلۃٌ لا یصح عقلاً و نقلاً۔ (ترجمہ) قاضی عیاض نے فرمایا۔ کہ یہ روایت باطل اور جھوٹ ہے جو عقل اور نقل دونو طرح سے صحیح نہیں۔

۴۔ قال البیھقیؒ غیر ثابتۃٍ نقلاً (ترجمہ) علامہ البیہقیؒ نے فرمایا کہ یہ روایت بطور نقل کے ثابت نہیں ہو سکتی۔

حضرات غور کیجئے بے چارہ اسماعیل اہل سنت کو کیسی موضوع اور باطل روایت سے الزام دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ بیچارے کو کوئی صحیح اور معتبر چیز تو دستیاب نہیں ہو سکتی پھر کچھ نہ کچھ تو کہہ ہی لے۔ تاکہ خانہ پری ہو جائے۔

مناظر شیعہ: مومنین کرام یہ میرے ہاتھ میں اہل سنت کی تفسیر اتقان ہے۔ اس کے صفحہ ۳۱۶ پر عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرئ علی ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف۔

دیکھئے آج قرآن میں وعلی الذین یصلون الصفوف الاول کے الفاظ موجود نہیں جو کہ حضرت عثمان کے تغیر کرنے سے پہلے موجود تھے۔

تو اہل سنت کے نزدیک یہ تحریف ثابت ہوگئی۔

مناظر اہلسنت: حضرات! مولوی اسماعیل کی پیش کردہ روایت صحیح نہیں۔ نہ اس کی کوئی سند معلوم ہے۔ اور نہ اس کے راوی معلوم ہیں، محدثین کی ایک جماعت ان تمام روایات کی منکر ہے جیساکہ اسی تفسیر اتقان کے صفحہ ۳۱۸ پر موجود ہے۔

۱۔ بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو، تو مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھئے کہ یہ روایت تفسیر اتقان کی کس بحث میں ہے حضرات یہ بیچارہ تو محض دھوکا دیتا ہے۔ یہ روایت منسوخ التلاوۃ کی بحث الثالث ما نسخ تلاوتہ کے تحت تفسیر اتقان کے صفحہ ۳۱۶ پر درج ہے۔ تو علی الذین الصفوف الاول کے الفاظ منسوخ ہیں۔ نہ کہ محرف ہیں نسخ خدا کا فعل ہے جیساکہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ الخ۔ اور تحریف انسانوں کا فعل ہے تو اسمیں تحریف نہیں، بلکہ نسخ ہے جن لوگوں کو پتہ نہ تھا۔ یا پہلے لکھے ہوئے جن لوگوں کے پاس یہ الفاظ موجود تھے حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ میں ان تفسیری نوٹوں اور منسوخ آیتوں کو مصاحف سے نکال دیا۔ تاکہ آئندہ مسلمانوں کو دھوکا نہ لگ جائے ہمارے اہل سنت میں سے کسی نے ان الفاظ کو تحریف قسم نہیں سمجھا اور نہ تحریف ہے جب امیر عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ اس

کوشش میں تھے۔ کہ خالص قرآن کہ جس میں نہ تفسیری نوٹ ہوں نہ کوئی منسوخ التلاوۃ آیت موجود ہو۔ لکھا جاوے۔ تو ایسے منسوخ التلاوۃ الفاظ کو خارج کر دینے کا نام تحریف کیسے ہو سکتا ہے۔

مناظر شیعہ: حضرات دیکھئے فتح القدیر جلد دوم صد ۵۳ پر مرقوم ہے۔ اور درِ منثور میں بھی ہے عن ابن مسعودؓ قال کنا نقرءُ علیٰ عھدِ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاایھا الرسولِ بلغ ماانزلِ الیک من ربک ان علیاً مولیٰ المومنین

دیکھئے عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ کہ ہم عہد رسول اللہ صلعم میں یاایھا الرسول بلغ والی آیت کے آخیر میں اِنَّ عَلِیاً مولیٰ المومنین پڑھا کرتے تھے لیکن اب موجودہ قرآن میں مولی المؤمنین کے الفاظ نہیں۔ تو یہ اہل سنت کے نزدیک تحریف ثابت ہو گئی۔

(مناظر اہل سنت) مولوی اسماعیل صاحب اگر ہمت ہے۔ تو اہل سنت کی کوئی معتبر روایت دکھا دو۔ تو منہ مانگا انعام لو۔ درِ منثور جیسی ضعیف روایات نقل کرنے والی کتابوں کے حوالہ سے کچھ ثابت نہیں ہو گا جو روایت تم نے پیش کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابوبکر بن عیاش ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں ہے ضعیف الحافظہ کثیر الغلط وھمی کہ ابوبکر بن عیاش کا حافظہ نہایت کمزور تھا۔ اور بلشمار

غلط روایات کرتا تھا۔ اور وہمی شخص تھا۔

امام احمدؒ کا قول ہے کہ وہ حد سے زیادہ کثیر الغلط ہے۔ ابن مبارکؒ کا قول ہے۔ کہ حدیث پر بہت جلد جرأت کرنے والا ابوبکر بن عیاش سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا! ابوبکر بن عیاش کے علاوہ اس روایت میں ایک راوی عاصم ہے میزان الاعتدال میں ابن عُلیّہ اور یحییٰ بن قطان کا یہ قول منقول ہے۔ کہ عاصم نام کے جتنے راوی ہیں ان کا حافظہ خراب ہے۔ اور اس روایت کے کچھ حصّہ سند کا تو پتہ ہی نہیں۔ کہ وہ کیا تھا اور کیسا تھا۔ لہٰذا ایسی کمزور روایت کسی طرح قابل اعتماد نہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! اس روایت کی پوری اور صحیح سند ثابت کردیں۔ تو منہ مانگا انعام لیں۔ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مخفی نہ رہے کہ ہمارے علماء اہل سنت میں سے کسی نے اس روایت کو تحریف سے نہیں سمجھا! اور نہ ایسی ضعیف روایت سے متواتر قرآن مجید کے اندر تحریف ثابت ہوسکتی ہے۔

مناظر شیعہ: حضرات میرے ہاتھ میں اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان ہے، اس کے صفحہ ۳۱۶ پر ہے کہ عبد اللہؓ بن عمرؓ کہا کرتے تھے۔

لَا یَقُولَنَّ اَحَدُکُم قَدْ اَخَذْتُ الْقُرآنَ کُلَّہٗ قَدْ ذَھَبَ مِنْہُ

قرآنٌ کثیرٌ کوئی یہ نہ کہے کہ میں پورا قرآن یاد کر چکا ہوں کیونکہ قرآن کا بہت حصہ چلا گیا ہے دیکھئے اہل سنت کے امام پیشوا عبداللہ بن عمر فرما رہے ہیں۔ کہ بہت سا قرآن چلا گیا ہے۔ یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔

مناظر اہل سنت: تفسیر اتقان کی یہ روایت سند کے لحاظ سے نہایت ہی کمزور ہے۔ اس روایت میں راوی ہے اسمٰعیل ابن ابراہیم جس کے متعلق محمدؒ بن عبداللہؒ نے فرمایا ضعیفٌ جدًا کہ نہایت ہی ضعیف ہے۔ قال ابن المدینی ضعیفٌ وکذ اضعفہ غیر واحد کہ علامہ علی ابن مدینی نے فرمایا۔ کہ اسماعیل راوی ضعیف ہے۔ اور اسی طرح بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف بیان کیا ہے۔ میزان الاعتدال ص۹۹ جب اس روایت کے راوی ضعیف ہیں تو روایت قابل اعتبار نہیں چہ جائیکہ قرآن مجید جو کہ متواتر ہے اس کے مقابلہ میں تحریف قرآن ثابت کرے۔

۲۔ یہ روایت منسوخ التلاوۃ کی بحث تفسیر اتقان کے اندر بیان کی گئی ہے بیچارے مولوی اسماعیل کو تحریف کی کوئی روایت اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے نہیں ملتی۔ اس لئے منسوخ التلاوۃ کی روایات کو پڑھ کر اپنا ماتم پورا کرتا ہے، مولوی صاحب ذرا غور تو کیجئے اور چشمہ لگا کر دیکھئے۔ کہ یہ روایت تفسیر اتقان کی بحث الثالث مانسخ تلاوتہ کے اندر موجود ہے حضرت ابن عمرؓ کا مقصد یہی ہے۔ کہ قرآن مجید کا بہت

حصہ منسوخ ہو جانے کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ نہ کہے کہ مجھے پورا قرآن یاد ہے۔ اس لیے کہ جو منسوخ ہو چکا ہے۔ وہ بھی تو قرآن تھا۔

۳۔ نسخ پر ذَھَبَ کا لفظ دال ہے اگر تحریف کا بیان مقصود ہوتا۔ تو یوں فرماتے۔ قد اسقط المحرفون قرآنا کثیراً حالانکہ یہ الفاظ نہیں فرمائے بلکہ فرمایا۔ ذھب قرآنٌ کثیراً بہت قرآن چلا گیا۔ بوجہ نسخ کے۔ نہ کہ بوجہ تحریف کے حضرت ابن عمرؓ کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے یہ کوئی نہ کہے صُمتُ رمضانَ کلّہٗ میں نے کل رمضان کے روزے رکھے کیونکہ کل رمضان میں رات بھی داخل ہے۔ اور کوئی شخص رات کو روزہ نہیں رکھتا۔

مناظر شیعہ :۔ مومنو! یہ اہل سنت کی تفسیر اتقان ہے جس کے صفحہ ۷۲ پر ہے عن عمر بن الخطاب مرفوعاً۔ القرآن الف الف حرفٍ ومن قرأہٗ صابراً محتسباً کان لہٗ بکل حرف زوجۃٌ من حورٍ عینٍ۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے دس لاکھ حرف تھے۔ مگر موجودہ قرآن میں تو دس لاکھ نہیں ہیں۔ تو آپ کی کتابوں سے تحریف قرآن ثابت ہو گئی یا نہ۔ اور یہ روایت ضعیف بھی

نہیں ہے، کیونکہ لکھا ہے۔ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ اس کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔ تونسوی صاحب ذرا سوچ ہوش سے جواب دیجئے۔

مناظر اہل سنت:۔ حضرات! مولوی اسماعیل تو دھوکا کے بغیر کچھ اپنے دامن علم میں رکھتے ہی نہیں جو روایت انہوں نے پڑھی ہے جس کو کہ یہ نہایت ثقہ اور معتبر ثابت کر رہے ہیں اور رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ پر بہت زور دے رہے ہیں، یہ روایت تو ضعیف ہے۔ آگے لکھا ہے کہ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ اِلَّا شیخ الطبرانی محمد بن عبید بن آدم تکلم فیہ الذھبی لھذا الحدیث۔ اس روایت کے باقی راوی تو ثقہ ہیں، مگر طبرانی کا استاد جو محمد بن عبید بن آدم ہے۔ اس کے متعلق ذہبی نے کلام کیا ہے۔ اور اس کو ضعیف کیا ہے۔ اور اسی روایت کے متعلق میزان الاعتدال ص۹۹ پر لکھا ہے محمد بن عبید تفرد بخبر باطل۔ کہ محمد بن عبید ہی صرف اکیلا اس روایت باطلہ کو بیان کرتا ہے۔ دیکھئے یہ میزان الاعتدال میں ثابت ہے کہ یہ روایت باطلہ ہے اور محمد بن عبید اکیلا ہی اس کا راوی ہے یعنی جو غیر معتبر ہے لہٰذا اس روایت سے استدلال بھی باطل ہے۔

۲۔ اگر بالفرض اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے۔ تو اس روایت کے آگے لکھا ہوا ہے۔ قد حمل ذالک علٰی ما نسخ رسمہ

مِنَ القرآن۔ اس روایت کے اندر منسوخ و غیر منسوخ دونو کو شمار کر کے دس لاکھ کہا گیا ہے۔ اب اگر موجودہ قرآن کے الفاظ کم ہیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اب تو صرف غیر منسوخ ہی باقی ہیں الفاظ و آیات منسوخہ تو شمار سے نکل چکی ہیں۔ لہٰذا اس سے تحریف کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔

مناظر شیعہ:۔ مولوی عبدالستار صاحب قرآن کو تمہارے امام امیر عثمان نے جلایا اور عدم ایمان بالقرآن کا الزام ہم کو دیتے ہو۔ بخاری شریف صد ۷۴۶ جزء سوم میں ہے۔ وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔

حضرت عثمان نے حکم دیا کہ قرآن جلا دیئے جائیں۔ اب بتایئے کہ قرآن جلانے والے تم اور منکر ہم۔ تو جن لوگوں نے قرآن کو جلایا ہو انہوں نے کونسا قرآن باقی چھوڑا جو کہ اصلی تو نہ ہو گا۔ بلکہ محرف ہی ہو گا۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسماعیل صاحب ذرا ایمان سے کہئے۔ اگر ہم دشمن قرآن تھے اور ہم نے قرآن کو جلایا۔ تو پھر بتایئے یہ صحیح قرآن آپ کو کس نے دیا اور یہ کیسے آیا۔ اس کو کس نے جمع کیا آپ کی کتابیں اور ساری دنیا گواہ ہے کہ اس کے جامع اور محافظ

بزرگان دین صحابہ کرام تھے۔ اگر بالفرض تم اس بات پر اصرار و تکرار کرو۔ کہ قرآن مجید جلایا گیا تو پھر بتاؤ۔ کہ اصلی قرآن ہم کو کس نے دیا۔ آپ کے مذہب کے لحاظ سے تو حضرت علی اور دیگر ائمہ اس کے غیر محرف ہونے کے قائل نہیں۔

جب قرآن کو صحابہ اور خلفاء اور امیر عثمان نے ہی جمع اور محفوظ کیا۔ تو پھر جلانے کی جو روایت آپ پیش کیا رہے ہیں۔ وہ قرآن کو جلانے کے متعلق نہیں بلکہ ماسوائے قرآن تفسیری نوٹ اور متروک ومنسوخ قراتوں کے الفاظ ہیں۔

۲۔ ان یحرق کے الفاظ میں بھی محدثین کا اختلاف ہے۔ کہ یہ لفظ یحرق بحاء حطی ہے یا یخرق بخاء معجمہ ہے جس کا معنی پھاڑنے کا ہے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتابوں میں مرقوم ہے۔ کہ بعض صحابہ نے یادداشت کے طور پر تفسیری الفاظ یا منسوخ التلاوۃ آیات اپنے مصاحف میں لکھ کر رکھی تھیں حضرت عثمان نے انہی کو دھلا کر پھاڑنے یا جلانے کا حکم دیا کیونکہ اگر ان کو باقی رہنے دیا جاتا۔ تو آئندہ مسلمانوں کی نسلوں کو اشتباہ اور غلط فہمی ہوتی۔ اور قرآن اور غیر قرآن کا فرق معلوم نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے قرآن کو نہیں جلایا۔ بلکہ وہ چیز جلائی جو مسلمانوں کے ایمان میں خلل انداز ہوتی، اور اصلی

قرآن کو محفوظ اور مروج کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے اس کار خیر کی جزا خیر عطا فرما دے۔ آمین

علاوہ ازیں حضرت علی المرتضٰے بھی حضرت امیر عثمان کے اس عمل میں شریک کار اور مشیر تھے جس طرح کہ خود حضرت علی فرماتے ہیں۔ تفسیر اتقان صہ پر ہے۔ قال علی لا تقولوا فی عثمان الا خیراً حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت عثمان کے حق میں قرآن کے معاملہ میں سوائے نیکی کے کچھ نہ کہو۔

۲۔ فو اللہ ما فعل الذی فعل فی المصاحف الا عن ملاء منا (ترجمہ) کیونکہ انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ معاملہ کیا۔ وہ ہمارے مشورے سے کیا۔

اب فرمائیے کہ جب حضرت عثمان کے اس عمل میں حضرت علی اور صحابہ کی جماعت شامل تھی اور یہ سب عمل نیکی اور بھلائی کا عمل تھا۔ تو حضرت عثمان نے کیا قصور کیا۔

تفسیر اتقان صہ۸۶ پر حضرت علی المرتضٰے کا یہ قول بھی ثابت ہے قال علی لو ولیت لعلمت بالمصاحف التی عمل بہا عثمان حضرت نے فرمایا۔ اگر میری امامت و ولایت میں قرآن کا معاملہ پیش آتا۔ تو میں بھی مصاحف سے وہی معاملہ کرتا جو حضرت عثمان

نے کیا۔ دیکھئے مولوی اسمٰعیل صاحب یہ حضرت عثمان کے عمل کی پاکیزگی حضرت علی المرتضےٰ ابوالائمہ کے اقوال وارشادات سے دکھادی ہے! اب بھی اگر تم لوگ نہ مانو۔ تو اپنی قسمت پر روتے رہو

مناظر شیعہ:۔ دیکھئے یہ اصول کرخی اہل سنت کے اصول کی معتبر کتاب ہے، اس کے صفحہ پر ہے۔

اِنَّ کُلَّ اٰیَۃٍ تخالف قولِ اصحابنا فانھا تحمل علی النسخ

دیکھئے اہل سنت کے نزدیک ان کے اصحاب بھی قرآن کو منسوخ کرسکتے ہیں۔ اور اصحاب کے قول کو قرآن پر فوقیت دیتے ہیں۔ گویا اہل سنت اصحاب کو مانتے ہیں۔ اور قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ ہے۔ ان کا ایمان بالقرآن۔

مناظر اہل سنت:۔ حضرات ہماری تفسیر اتقان کے صفحہ ۱۸ پر یہ اصول موجود ہے۔

غیر جائز نسخ شیٔ من القرآن بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ)

جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن میں سے کسی چیز کی نسخ جائز نہیں ہے۔

تو جب ہمارا اصول یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد

نسخ بالکل محال ہے کیونکہ نسخ خداوند تعالےٰ خود فرماتے ہیں۔ اور جس کا حکم اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ نسخ کسی کو کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے آپ کی وفات کے بعد کوئی شخص یا کوئی جماعت قرآن کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ جب ہمارا اصول یہ ہے۔ تو کب ہم اصحاب کے قول سے قرآن کو نسخ کر سکتے ہیں۔

یہ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کی جہالت ہے۔ کہ اس اصول کرخی سے ہمارا مذہب انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ اہل سنت اصحاب کے قول سے قرآن کو نسخ کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی اسمٰعیل صاحب کا جہل مرکب ہے کہ اگر اس اصول کرخی کی عبارت اصحابنا سے حضور صلعم کے اصحاب کرام مراد سمجھے ہوئے ہیں کیونکہ یہاں اصحابنا سے مراد ائمہ حنفیہ ہیں نہ کہ صحابہ رسول صلی اللہ وسلم۔ اصول کرخی کی اس عبارت کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب کسی عالم اور عامی کے سامنے اپنے ائمہ مجتہدین کا کوئی ایسا قول پیش آجاوے جو بظاہر کسی آیت کے مخالف نظر آوے۔ تو اس مقلد کو جبکہ یہ اطمینان اور یقین ہے کہ اس کے ائمہ مجتہدین قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتے تھے۔ بلکہ ان کے تمام تر مسائل قرآن اور احادیث پر مبنی تھے۔ تو اب وہ یہ اعتقاد کریں

کہ جب ائمہ کا قول کسی آیت کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے۔ تو ان ائمہ کو اس آیت کی کوئی دوسری آیت یا حدیث صحیح ناسخ معلوم ہوگی اس لئے انہوں نے اس آیت کے خلاف یہ حکم صحیح اور مسئلہ بیان کیا ہے کیونکہ یہ آیت منسوخ تھی۔ اور وہ دوسری آیت میں بیان کردہ مسئلہ ثابت تھا جس کا اس وقت تک اس شخص کو علم حاصل نہیں ہو سکا۔

اس اصول کرخی کا یہ مقصد ہرگز نہیں۔ کہ جو آیت کسی اصحاب کے قول کے مخالف ہو بس اس آیت کو منسوخ کردو۔ بوجہ اصحاب کے قول کے مولوی اسماعیل بے چارہ یا تو دھوکا اور فریب بازی سے کام لینا چاہتا ہے۔ یا بوجہ جہالت اس کا مطلب نہیں سمجھا۔

مناظر شیعہ:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح مواقف کے صفحہ ۶۸ پر ہے۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وہو اب حضرات اب موجودہ قرآن میں ھو ابٌ لھم کے الفاظ نہیں ہیں۔ تو یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔

مناظر اہلسنت: حضرات اس روایت کو بھی تحریف سے دور واسطہ بھی نہیں حضرت ابی بن کعب وغیرہ کی قرأت میں وازواجہ امہاتہم کے بعد وھو ابٌ لھم کا جملہ تفسیری طور پر منقول ہے جس کے تفسیری ہونے کے وہو کا لفظ ازواجہ امہاتھم کے بعد واضح کرتا ہے۔

یہ آیت سورہ احزاب کی ہے۔ اور سورہ احزاب کی بہت سی آیات منسوخ ہو گئی تھیں جیسا کہ نور الانوار صفحہ ۲۱۱ پر ہے۔ مانسخ من القرآن فی حیاة الرسول صلعم بالانساء کما روی ان سورة الاحزاب کانت تعدل سورة البقرة الخ

دیکھئے اس سے ثابت ہے۔ کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی۔ اور اس کی بہت سی آیات آں حضرت صلعم کی حیات طیبہ میں منسوخ کی گئیں۔ تو ھواب لھم بھی انہی منسوخہ آیات میں ہے۔ لہذا تحریف پر آپ کا استدلال باطل ہے جبتک اس آیت کو اختلاف قرأة اور نسخ سے خارج ثابت نہ کریں۔ ہم تو دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ ھواب لھم کے یا تو قرأة کا اختلاف تھا یا منسوخ ہو گئے۔ تحریف کا قول ہم میں سے کسی کا نہیں۔ اور ہمارے اسلاف و علماء میں سے کسی نے اس کو تحریف پر محمول نہیں کیا۔

مناظر شیعہ:۔ مومنو! اہل سنت کے نزدیک دو سورتیں قرآن میں تھیں لیکن اب نہیں ہیں۔ تفسیر اتقان صفحہ ۳۱۸ پر ہے۔

وما رفع رسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب حفظہ سورة القنوت فی الوتر وتسمیٰ سورتی الخلع والحفد۔

منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھ گئے

گئے ہیں لیکن ان کی یاد دلوں سے نہیں گئی وہ وتر کی قنوت والی دو سورتیں ہیں جن کا نام سورۃ خلع اور سورۃ حفد ہے۔ تو حضرات اب تو قرآن میں سورہ خلع اور سورہ حفد کا نام نشان بھی نہیں ہے۔ تو یہ تحریف نہیں تو کیا ہے۔

مناظر اہل سنت: مولوی اسماعیل صاحب! مجلس نہیں پڑھ رہے۔ تو نسوی سے مناظرہ کر رہے ہو۔ اس عبارت کا ماقبل کیوں نہیں پڑھتے۔

قال ابو الحسن المنادی فی کتابہ الناسخ والمنسوخ۔

دیکھیے چونکہ یہ کلام ناسخ منسوخ میں چل رہی ہے۔ اور دو سورتیں اسی منسوخ کے قسم سے تھیں جس کا ذکر تفسیر القان میں ہو رہا ہے۔ یعنی یہ دو سورتیں بھی منسوخ ہو گئیں۔

اس لئے مولوی اسماعیل بیچارے نے ناسخ منسوخ کے الفاظ حقیقت ظاہر کرنے والے چھوڑ کر آگے پڑھنا شروع کر دیا کہ شاید میرا یہ مکر کامیاب ہو جائے لیکن خدا کی قدرت جو لفظ پڑھے وہ بھی ان سورتوں کے منسوخ ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے کہ

مَا رُفِعَ رَسمُہٗ مِنَ القُرآنِ کے الفاظ منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کو تحریف سے ذرا بھی واسطہ نہیں۔

مناظر شیعہ:۔ مومنو! اہل سنت کی کتاب مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۲۷۳ پر ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔

قالت کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی فیما یقرء من القرآن۔

یعنی قرآن میں عشر رضعات معلومات یحرمن نازل ہوا تھا۔ پھر خمس معلومات سے وہ منسوخ ہوا۔ اور جناب رسول اللہ کی وفات کے وقت خمس معلومات قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔ مگر اب تو موجودہ قرآن میں خمس معلومات کے الفاظ نہیں نظر نہیں آتے۔ تو یہ تحریف نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسمٰعیل صاحب یہ بھی آیات منسوخہ میں سے ہے۔

ہمارے علماء میں سے کسی نے اس روایت سے تحریف کا معنی نہیں سمجھا۔ دیکھئے اس روایت کے حاشیہ ۸ پر لکھا ہے۔

فیما یقرء من القرآن یعنی ان بعض من لم یبلغہ النسخ کان یقرءہ علی الرسم الاول یعنی یہ خمس معلومات کے الفاظ منسوخ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکے تھے۔

مگر جن لوگوں کو نسخ کا علم نہ ہوا تھا۔ وہ آپ کی وفات کے بعد بھی ان الفاظ کو پڑھا کرتے تھے۔ مگر جب ان کو نسخ کی خبر پہنچی۔ تو سب نے متفقہ طور پر ان منسوخ الفاظ کو ترک کر دیا۔ تو یہ منسوخ ہیں۔ نہ کہ محرف۔

مولوی صاحب! اس روایت کو تحریف سے کوئی تعلق نہیں۔

منسوخ کے متعلق تفسیر اتقان صفحہ ۲۱۸ پر ہے۔

ثم لا یخلو ذلک من ان یکون فی زمان النبی صلعم حتی اذا توفی لا یکون متلوا من القرآن او یموت وھو متلو موجود بالرسم ثم ینسیہ اللہ الناس و یرفعہ من اذھانھم و غیر جائز نسخ شیئ من القرآن بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی۔

یہ تو لازمی بات ہے۔ کہ نسخ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہی ہوئی تھی۔ مگر اس کی یہ صورتیں ہوتی ہیں۔ کہ بعض منسوخہ آیات آپ کی وفات کے وقت ہی قرآن میں متلو اور موجود نہ ہوں۔ یا آپ کی وفات کے وقت وہ موجود اور متلو تو ہوں پھر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے دلوں سے اس منسوخ آیات کو اٹھا لے اور ان کو بھلوا دے، اور قرآن میں سے کسی لفظ یا حرف کی نسخ جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے وفات کے بعد جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خمس رضعات منسوخ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہو چکی تھیں۔ مگر بعض لوگوں

کو نسخ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے کی نوبت آئی جو بعد میں دوسرے لوگوں کے ذریعہ ان کو نسخ کا علم ہو گیا۔ اور وہ آیات بالکلیہ منسوخ ہو گئیں، اگر مولوی اسمٰعیل صاحب میں کچھ ہمت ہے اور علمی قابلیت ہے تو اختلاف قرأۃ اور منسوخ شدہ آیات کے علاوہ کوئی تحریف کی ایک روایت پیش کریں جس طرح کہ میں نے ان کی کتابوں سے روایات تحریف متواترہ معتبرہ ائمہ معصومین سے دکھائی تھیں۔ کہ موجودہ قرآن میں کفر کے ستون ہیں شراب خور لوگوں کیلئے ہے اس قرآن میں نبی علیہ السلام کی ہتک درج کی گئی ہے۔ اور مرتدین نے ائمہ و علی کا نام متعدد مقامات سے گرا دیا گیا ہے تحریف اس کا نام ہے اس قسم کی کوئی روایت اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے کوئی شیعہ مجتہد قیامت تک نہیں دکھا سکتا۔

مناظر شیعہ: مومنین کرام میرے ہاتھ میں یہ اہلسنت کی مشہور کتاب ابن ماجہ ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴۱ پر مرقوم ہے عن عائشہ لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشراً۔ ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری۔ فلما مات رسول اللہ صلعم وتشاغلنا بموتہ صلعم دخل داجن فاکلھا۔

دیکھئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آیت رجم اور دس رضعات

والی آیت نازل ہوئی تھیں۔ جس دن حضور صلعم کا انتقال ہوا۔ تو ان آیتوں کو بکری کھا گئی۔ تو ثابت ہوا۔ کہ اہل سنت کے قرآن کو بکری کھا گئی۔ اور اہل سنت کا قرآن ناقص اور ادھورا رہ گیا۔ موجودہ قرآن میں کہیں بھی آیت رجم اور عشر رضعات کا ذکر نہیں۔ بتایئے تونسوی صاحب ہمارا قرآن ناقص ہے یا آپ کا۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسماعیل صاحب۔ ہمارے قرآن کا خدا محافظ ہے۔ ا: انحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون۔

لا یاتہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلیفہٖ قرآن صرف کاغذوں میں نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بل ھو آیاتٌ بینات فی صدور المؤمنین۔ بلکہ یہ آیات بینات ہیں جو مومنین کے سینوں اور دلوں میں موجود ہیں۔ رجم کی آیات بوجہ منسوخ التلاوۃ ہونے کے قرآن میں درج نہیں۔ نہ اس لئے کہ اس کو بکری کھا گئی۔ تفسیر اتقان صفہ ۳۱۶ پر ہے۔

۱۔ آیت رجم کو الثالث ما نسخ تلاوۃً کے تحت ذکر کیا گیا ہے

۲۔ نور الانوار کے صہ ۲۱۲ پر آیت رجم الشیخ والشیخۃ کو منسوخ التلاوۃ دون الحکم کی مثال میں ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ خود شیعہ حضرات کی کتاب تفسیر مجمع البیان جلد اول صہ ۱۸۰

پہ ہے وَمنہا مَا یرتفع اللّفظ وَیثبت الحکم کایۃِ الرّجم۔ فقد قیل اِنّما کانت منزلۃ فرُفع لفظھا۔ اور منسوخ کے اقسام میں سے وہ آیات ہوتی ہیں جن کے الفاظ تو منسوخ کر کے اٹھالئے گئے۔ تو معلوم ہوا یہ آیت رجم منسوخ ہے نہ کہ محرف۔ اسی طرح عشر رضعات والی آیت بھی منسوخ ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف صلا۲۷۳ پر صاف طور پر مرقوم ہے۔ عَنْ عَائشۃؓ قالت کَانَ فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثمّ نسخن۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ قرآن میں عشر رضعات معلومات کی حرمت نازل ہوئی تھی پھر منسوخ کر دی گئی۔

معلوم ہوا کہ عشر رضعات کا قرآن میں درج نہ ہونا بوجہ نسخ کے ہے نہ اس لئے کہ اس کو بکری کھا گئی۔ مولوی صاحب! اگر منسوخ چیزوں کو بکری کھا گئی۔ تو اہل سنت کے قرآن کو کونسا نقص آگیا۔ بلکہ اگر بالفرض غیر منسوخ قرآن کے ورقوں کو بھی کوئی بکری یا کوئی دشمن قرآن کھا جائے۔ تو اہل سنت کے سینے خداوند تعالےٰ کے فضل وکرم سے قرآن کو محفوظ کرنے کیلئے موجود ہیں۔ اگر ہمت ہے۔ تو کوئی ایک روایت تحریف کی لائیے عوام کو دھوکا نہ دیجئے۔

مناظر شیعہ:۔ دیکھئے اہل سنت کی بخاری شریف صلا۶۲۴

جلد دوم پر ہے۔ عن ابن عباسؓ قال کانت عکاظ و ذو المجنۃ وذو المجاز اسواق الجاھلیۃ فلما ثموا ان یتجروا فی المواسم فنزلت لیس علیکم جناحٌ ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ فی مواسم الحج۔

دیکھئے موجودہ قرآن میں فی مواسم الحج کے الفاظ نہیں ہیں۔ تو یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے اور روایت بھی بخاری کی ہے جس کو اہل سنت اصح الکتاب بعد کتاب اللہ سمجھتے ہیں۔

مناظر اہل سنت: حضرات مولوی اسماعیل صاحب بیچارہ عالمانہ باتوں سے تو بالکل کورا ہے اس کو معلوم نہیں کہ فی مواسم الحج جار مجرور نزلت کے متعلق ہے نہ کہ آیت کا حصہ ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ آیت مواسم حج کے متعلق نازل ہوئی۔

۲۔ حاشیہ بخاری شریف ص ۲۳۹ پر فی المواسم الحج کے متعلق لکھا ہے۔ کلام الراوی ذکرہ تفسیرا للآیۃ الکریم

۳۔ تفسیر اتقان ص ۱۱۱ پر ہے۔ ما زید فی القراۃ علی وجہ التفسیر قراۃ ابن عباس لیس علیکم جناحٌ ان تبتغوا فضلاً من ربکم فی مواسم الحج (اخرجھا البخاری)

دیکھئے ہمارے علماء صاف طور پر لکھ رہے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عباس کے الفاظ فی مواسم الحج تفسیری الفاظ ہیں۔ نہ کہ جزو آیت ہیں۔

۴۔ بخاری شریف کے حاشیہ ص۲۳۸ پر فی مواسم الحج کے متعلق یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

من القرآۃ الشاذۃ وحکمھا عند الائمۃ حکم التفسیر

فی مواسم الحج کے الفاظ قراۃ شاذہ سے ہیں۔ اور قرأۃ شاذہ کا حکم ائمہ محدثین کے نزدیک تفسیر کا حکم ہوتا ہے۔

یعنی یہ الفاظ تفسیری ہیں۔ تو ہمارے تمام ائمہ و علماء نے تمہاری تمام پیش کردہ روایات کو تفسیر قرار دیا ہے یا اختلاف قرأۃ اور نسخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ کسی نے ان روایات کو تحریف سے متعلق نہیں گردانا میں نے تمہاری کتابوں سے جو روایات تحریف پیش کی تھیں۔ ان کا مطلب تمہارے علماء مشائخ نے بھی تحریف بیان کیا تھا۔ نہ ان کو تفسیر سے کوئی تعلق تھا۔ اور نہ اختلاف قراۃ یا نسخ سے اور تمہاری روایات کے مطابق تمہارے مشائخ کا اعتقاد تھا کہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی ہو گئی۔

مناظر شیعہ: حضرات مولوی عبدالستار صاحب بار بار کہتا ہے۔ کہ ہماری کوئی معتبر اور صحیح روایت پیش کرو۔

لیجئے یہ اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ اس کے صفحہ ۷۴۳ پر ہے۔ عن ابن عباسؓ قال لما نزلت وانذر عشیرتک

الاقربین ورھطک منھم المخلصین۔ دیکھئے مومنین کرام اب موجودہ قرآن میں ورھطک منھم المخلصین کے الفاظ موجود نہیں اب تو اہلسنت کی بڑی سے بڑی کتاب سے ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن ناقص ہے۔ تونسوی صاحب ذرا سوچ کر جواب دیجئے۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسمٰعیل بے چارہ فیس کی خاطر دھوکا بازی سے دریغ نہیں کرتا۔ حالانکہ رھطک منھم المخلصین پر اسی بخاری شریف پر جو حاشیہ لکھا ہوا ہے اس میں صاف طور پر مرقوم ہے۔ تفسیر لقولہ عشیرتک وقراءۃ قرأھا ابن عباس ثم نسخت تلاوتھا۔ یعنی رھطک منھم المخلصین یہ عشیرتک کی تفسیر ہے اور یہ ایک قراۃ ہے جس کو ابن عباسؓ نے پڑھا تھا۔ پھر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ حضرات غور کیجئے۔ صاف الفاظ ہیں کہ منسوخ ہو گئی۔ بیچارے اسمٰعیل کو تحریف کی تو کوئی روایت اہل سنت کی کتاب سے نہیں ملتی۔ مگر الغریق یتشبث بکل حشیش یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا لیتا ہے کے طور پر کبھی اختلاف قراۃ کی روایت پڑھتا ہے اور کبھی منسوخ آیات کو پڑھ دیتا ہے تاکہ ٹائم پورا ہو۔ اور فیس مل جائے۔

مناظر اہل تشیع:۔ مومنین کرام! اہل سنت کی تفسیر خازن کے صفحہ ۹۵ جلد سوم پر ہے۔ انزل اللہ باسماء سبعین منافق وآبائھم

اللہ تعالیٰ نے ستر منافقوں کے نام مع قید ولدیت نازل فرمائے تھے۔
اب تونسوی صاحب فرمائیں۔ کہ وہ ستر نام موجودہ قرآن میں کہاں ہیں۔ جبکہ نہیں ہیں۔ تو اہل سنت کے نزدیک قرآن محرف اور ناقص ہوا یا نہ۔

مناظر اہل سنت: حضرات سورۃ توبہ کے اندر ہماری روایات کے مطابق نسخ ہوئی تھی جیسا کہ نورالانوار کے صفحہ ۲۱ پر ہے۔ اور معالم التنزیل کے اندر موجود ہے۔

قال ابن عباسؓ انزل اللہ ذکر سبعین رجلاً من المنافقین باسمائھم واسماء آباءھم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمؤمنین لئلا یعیر بعضھم بعضاً لان اولادھم کانوا مؤمنین۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے ستر منافقوں کا نام ان کے آباء کے نام کے ساتھ نازل فرمایا تھا مگر پھر ناموں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا۔ بوجہ مومنین پر رحمت کرنے کے۔ کیونکہ ان منافقوں کی اولاد مسلمان ہو چکی تھی تاکہ ایک دوسرے پر طعن و عار نہ کریں۔

دیکھئے یہ ستر نام منسوخ ہو گئے تھے۔ مولوی صاحب! ذرا غور کیجئے یہ منسوخ ہیں۔ یا تحریف ہے۔ اگر ہمت ہے تو دنیا بھر کے شیعہ مجتہد مل کر اہل سنت کی کسی معتبر کتاب سے ایک روایت تحریف دکھا کر ایک

ہزار روپیہ انعام لیں۔ میں تمہاری کتابوں سے سینکڑوں روایات دکھا سکتا ہوں کہ موجودہ قرآن محرف اور مبدّل ہے۔

مناظر شیعہ:۔ دیکھئے حضرات تفسیر اتقان کے صہ۸۲ پر ہے۔ کہ حضرت علی نے اور قرآن جمع کیا تھا۔ قال علیؓ لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آلیت ان لا اخذ علیّ ردائی الا لصلوٰۃ جمعۃ حتیٰ اجمع القرآن فجمعہ (ترجمہ)

حضرت علی نے آں حضرت صلعم کی وفات کے بعد قسم اٹھائی کہ نماز جمعہ کے بغیر کسی کار دربار کیلئے خاص کپڑے اوڑھ کر نہ نکلوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کر لوں پس آپ نے قرآن کو جمع کیا حضرات! اب اہل سنت کے پاس جناب علی کا جمع کردہ قرآن نہیں ہے۔ انہوں نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن لیا ہے اور حضرت علی کا جمع کردہ چھوڑ دیا ہے مولوی عبد الستار صاحب کو اگر ہمت ہے تو میرے سوال کا جواب دے کہ حضرت علی کا جو قرآن تمہاری کتابوں سے ثابت ہے وہ کہاں ہے اور تم لوگوں نے اس کو کیوں چھوڑ دیا تھا۔

مناظر اہل سنت:۔ حضرت مولوی اسمٰعیل بیچارہ کو دھوکا دہی کے بغیر کوئی فن ہی نہیں آتا۔ کیا کرے اور تو کچھ اس کے پاس نہیں ہے اسی لئے دھوکہ سے اپنی کامیابی چاہتا ہے۔ اس سے پوچھو،

کہ اس روایت کو آگے کیوں نہیں پڑھتا۔ یہ جو آگے لکھا ہوا ہے۔

قَالَ ابنُ حجر ھذا الاثرُ ضعیفٌ لِانقطاعہٖ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ کہ حضرت علی سے یہ قول نقل کرنا ضعیف ہے۔ کیونکہ حضرت علی تک اس کی سند نہیں پہنچتی۔ دیکھا ایسی فضول اور کمزور روایت سے حضرت علی کا اور قرآن ثابت کرتا ہے معتبر روایات یہ ہیں ۱۔ تفسیر اتقان صد ۸۵ پر ہے قال علیؓ لاتقولوا فی عثمان الا خیراً۔ فواللہ ما فعل الذی فعل فی المصاحف۔ الا عن ملأٍ منّا۔

حضرت علی نے فرمایا۔ کہ حضرت عثمان کے حق میں سوائے نیکی کے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ کیا ہمارے مشورے سے کیا۔ تو حضرت علی کا قرآن یہی تھا۔ اور انہی کے مشورہ سے جمع ہوا تھا۔

۲۔ تفسیر اتقان صد ۶۰ پر ہے۔ قال علیؓ لو ولیت لعملت بالمصاحف التی عمل بھا عثمان۔

حضرت علی فرماتے ہیں۔ کہ اگر میری ولایت و حکومت ہوتی۔ تو میں بھی قرآن مجید کے متعلق یہی کرتا جو حضرت عثمان نے کیا۔ (کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا ہمارے مشورے سے کیا۔)

تو حضرت علی کو یہ قرآن حضرت عثمان والا ہی پسند اور منظور تھا۔

نہ کوئی دوسرا قرآن ان کے نزدیک تھا۔ اسی لئے ہمیشہ یہی قرآن پڑھا کرتے تھے۔

مناظر شیعہ: عبداللہ بن مسعودؓ ایک شخص کو طعام الاثیم بار بار پڑھاتا تھا۔ مگر وہ طعام الیتیم پڑھتا تھا لفظ اثیم نہ پڑھ سکتا تھا۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کو فرمایا چلو طعام الفاجر پڑھ لو۔ دیکھئے اہل سنت اپنی طرف سے کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر لیتے ہیں۔ تفسیر اتقان ج۱

مناظر اہل سنت: مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر کوئی تحریف کی روایت ہے۔ تو دکھاؤ ورنہ خواہ مخواہ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ میرا تو دعویٰ ہے۔ کہ ساری دنیا کے شیعہ مجتہد اہلسنت کی کسی معتبر کتاب سے کوئی ایک روایت نہیں دکھا سکتے۔

جو یہ روایت تم نے پیش کی ہے۔ کہ وہ اثیم نہیں پڑھ سکتا تھا۔ معذور تھا اور ایسے معذور کے لئے عبداللہ بن مسعودؓ صاحب نے دوسری قرأۃ بیان کر دی۔ کہ وہ پڑھ لو تو یہ اختلاف قرأۃ کا بیان ہے اور ہمارے علماء نے اس روایت کو اختلاف قرأۃ کے بحث میں داخل اور شمار کیا ہے اور اسی اختلاف قرأۃ کی وجہ سے اس معذور کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے طعام الفاجر پڑھایا۔ یہ کوئی تحریف نہیں ہے۔ بلکہ دوسری قرأۃ کا اظہار کیا۔

مناظر شیعہ: حضرت عمرؓ قرآن کو جمع کرنے کے وقت آیت رجم کو لائے تھے۔ کہ اس کو لکھا جاوے جیسا کہ تفسیر اتقان میں ہے۔

اِنَّ عمرَ اَتٰی بِاٰیۃِ الرَّجِیم فلم یکتبھا لِاَنَّہٗ کَانَ وَحْدَہٗ۔

مولوی عبدالستار صاحب بتایئے۔ آپ کے حضرت عمرؓ آیت رجم کو کیوں لائے تھے۔ اگر وہ قرآن نہ سمجھتے۔ تو لکھوانے کیلئے نہ لاتے مگر وہ اکیلے تھے ان کا کہنا نہ مانا گیا۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ تمہارے نزدیک قرآن کم ہے۔

مناظر اہل سنت: حضرات اس آیت رجم کا باقی الحکم اور منسوخ التلاوہ ہونا فریقین اہل سنت اور شیعہ کو مسلم ہے مولوی اسمٰعیل صاحب کو تو اپنی کتابوں سے بھی واقفیت نہیں۔ دیکھئے شیعہ کی کتاب تفسیر مجمع البیان جلد اول صفحہ ۱۸۰ پہ ہے۔

منھا ما یرتفع اللفظ ویثبت الحکم کایۃ الرجم فقد قیل انھا کانت منزلۃ فرفع لفظھا۔

اسی طرح اہل سنت کی کتاب تفسیر اتقان صفحہ ۳۱۶ پر اس آیت الرجم کو ما نسخ تلاوتہ کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ اور نورالانوار میں بھی منسوخ التلاوۃ کی مثال میں آیتِ رجم کو ذکر کیا گیا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! اگر ہمت ہے تو تحریف کی روایت دکھائیے۔ باقی یہ بات کہ حضرت عمرؓ

لکھوانے کے لئے کیوں لائے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی فراست خداداد سے جانتے تھے۔ کہ آئندہ نسلیں رجم سے انکار کر دیں گی تو انہوں نے مناسب سمجھا۔ کہ اگر اس آیت منسوخہ کو حاشیہ مصحف پر یادداشت کے طور لکھدیا جائے۔ تو اچھا ہو گا۔ قرآن کے اندر نہیں لکھوانا چاہتے تھے۔ جیسا کہ مسند امام احمدؒ میں ہے فی ناحیۃ من المصحف مصحف کے کنارہ پر لکھوانا چاہتے تھے۔ اور علامہ اسفرائنی کی کتاب ناسخ منسوخ میں ہے۔ علیٰ حاشیۃ المصحف اور تفسیر روح المعانی جلد اٹھارہ سورہ نور صفحہ ۷۹ پر ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ لولا ان یقال ان عمر زادنی الکتاب لکتبتھا فی حاشیۃ المصحف الشریف۔ اور یہی الفاظ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مظہری کے جلد ششم صفحہ ۴۲۶ پر ہیں۔ حضرت عمرؓ قرآن کے حاشیہ پر لکھوانا چاہتے تھے۔ نہ کہ قرآن کے اندر درج فرمانے کا خیال کرتے تھے۔ تو تحریف قرآن سے اس روایت کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت عمرؓ اسکو قرآن سمجھتے تو ضرور لکھواتے۔ کیونکہ خلافت ان کی تھی۔ شیعہ کے نزدیک تو وہ ہر چیز کر سکتے تھے۔ تو بتائیں اگر وہ ضرور لکھوانا چاہتے تو کون روک سکتا تھا۔

مناظر شیعہ:۔ اہل سنت کی تفسیر اتقان صفحہ ۱۳ پر ہے

قال عمر. بعبد الرحمٰن ابن عوف۔ الم تجد فیما اُنزل علینا۔ ان جاھدوا کما جاھدتم اوّل مرۃ۔ فانّا لا نجدُھا۔ قال اُسقطت فیما اسقط من القرآن۔ (ترجمہ)

دیکھئے حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عمرؓ کو کہہ رہے۔ کہ جو حصہ قرآن کا ساقط کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ آیت بھی ساقط کر دی گئی ہے۔ تو یہ تحریف کو معلم کھلا ثابت کرتی ہے۔

مناظر اہل سنت: حضرات یہ روایت بھی تفسیر اتقان میں آیات منسوخہ کی بحث میں لائی گئی ہے۔ تحریف سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ علاوہ اس کے حضرت عمر کا حضرت عبدالرحمٰن سے پوچھنا بھی واضح دلیل ہے نسخ کی۔ کیونکہ شیعہ کی زعم میں تحریف کرنے والے تو یہی خلفاء راشدین حضرت ابوبکر و حضرت عمر تھے۔ اور جناب ابوبکر کی خلافت میں جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمر کے مشورہ سے ہوتا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اگر اس آیت کا منسوخ نہ ہونا ثابت کر دیں۔ تو البتہ ایک بات ہوگی لیکن ان کا تو سارا سلسلہ ہی دھوکا بازی اور فریب کاری ہے۔ خدا ان کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دے۔

مناظر شیعہ: آپ کی کتاب نور الانوار میں لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز فارسی زبان میں ادا کرنا جائز ہے۔ اس سے

ثابت ہوا کہ آپ کے امام تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

مناظر اہل سنت: مولوی صاحب ذرا سوچکر بات کرو۔ یہاں موضوع بحث مسئلہ تحریف قرآن ہے نہ قراۃ فی الصلوۃ آپ یا تو تحریف کا معنی نہیں سمجھتے یا جان بوجھ کر عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ذرا حوالہ دیجئے کہ امام صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ قرآن محرف ہے۔ نور الانوار کے صفحہ ۱۶ پر درج ہے۔ ھو اسم النظم والمعنی جمیعاً یعنے قرآن شریف معنی اور لفظ دونو کا نام ہے۔ باقی رہا قراۃ فی الصلوۃ کا مسئلہ تو اس کو موضوع تحریف قرآن سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ کے معلومات کے اضافہ کرنے کے لئے سنائے دیتا ہوں۔ توجہ سے سنئے۔ بنراس ص۲۲۵ پر ہے جو کہ ہمارے عقائد کی کتاب ہے۔ الصحیح ان الامام رجع الی قول صاحبیہ وھو عدم الجواز فی الفارسیہ (ترجمہ)

صحیح بات یہ ہے کہ امام صاحب فارسی میں قراۃ کرنے کے معاملہ میں صاحبین کی طرح ناجائز ہونے کے قائل تھے اور تمام تر احناف کا اس پر عمل ہے اور یہی قول مفتی بہ ہے۔ اس کے بعد سرگانہ برادری نے کتاب رھط الصحابہ منھم المخلصین کے منسوخ ہونے کا کہاں لکھا ہے۔ تو علامہ تونسوی صاحب نے ان کو بھی بخاری شریف کے حاشیہ سے ان الفاظ کا منسوخ ہونا دکھا دیا۔ جس کے بعد سرگانہ برادری نے اس موضوع کے ختم ہونیکا اعلان کردیا۔

مناظرہ سوم

موضوعِ خلافتِ بلافصل جناب سیدنا علی المرتضےٰ
از نص قرآن و حدیث متواتر اہلسنت

مناظر شیعہ:۔ بعد از خطبہ حضرات اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ (۱) وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضےٰ لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امناً یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون

(ترجمہ)

اللہ تعالیٰ اس آیت میں کامل مومنوں اور صالحین کو خلافت فی الارض کا وعدہ فرما چکے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک اور خود اہل سنت کے نزدیک جناب ابوبکر اور عمر کی خلافت دین کا جزء نہیں۔ ان کا ماننا ایمان میں داخل نہیں۔ تو وہ اس آیت کے مصداق نہ ہوئے۔ تو اس وقت بحث خلافت علی سے ہے۔ اور خلافت مضاف ہے اور علی مضاف الیہ ہے۔ مضاف اور مضاف الیہ ایک دوسرے کے غیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا پہلے میں مطلق خلافت

کی بحث کرتا ہوں پھر اس کے بعد خلافت بلافصل جناب علی المرتضٰے کی ثابت کروں گا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں منھم اُمّتہٌ یھدون بالحق وبہ یعدلون۔ ان میں سے ایک جماعت ہے جو کہ حق کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں۔ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا مِنَ عبادِنا۔ ہم نے قرآن کا وارث اپنے بندوں میں سے ان کو بنایا جن کو ہم نے چُن لیا۔

چونکہ ابوبکر و عمر کو شوریٰ نے چنا اور اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا۔ لہذا یہ کتاب کے وارث اور خلیفے نہیں بن سکتے آیت استخلاف سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ خلافت اللہ تعالیٰ دیتا ہے شوریٰ سے نہیں ہوتی۔ لہذا ابوبکر و عمر جو شوریٰ سے خلیفہ چُنے گئے۔ خلافت ان کا حق نہیں اس لئے تو اہل سنت کے نزدیک شیخین کی خلافت کا ماننا دین میں ضروری نہیں۔ پس اگر شیعہ شیخین کی خلافت کو نہ مانیں۔ تو وہ مؤمن ہوں گے۔

آیت استخلاف میں ثابت ہے ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ کہ ہم خلیفوں کو خوف کے بعد امن اور بے فکری کی زندگی دیں گے۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں امن ہو گا اور کوئی خوف و خطر نہ ہو گا اور آگے یعبدونني لا یشرکون بي شیئاً کا مطلب یہ ہے کہ خلیفے

ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی شرک و بت پرستی نہ کی ہو۔ حالانکہ جناب علی المرتضیٰ کے سوا سب نے بت پرستی کی ہے۔ فلہذا وہ اس آیت کا مصداق نہیں بن سکتے۔ تو وہ صرف حضرت علی ہیں۔ اور مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ اس آیت استخلاف کا مطلب کیا ہے اور اس کے مصداق کون ہیں۔

مناظر اہلسنت: حضرات! مولوی اسماعیل صاحب نے حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل کو نص قرآن مجید اور احادیث متواترہ اہل سنت سے ثابت کرنا تھا مگر اس نے کوئی ایک دلیل بھی اس مدعا کے ثابت کرنے کیلئے پیش نہیں کی اور نہ قیامت تک پیش کر سکتا ہے اور نہ شیعہ مجتہدین میں سے کوئی قیامت تک ثابت کر سکے گا

۱۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ نے حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت کرنی ہے۔ آیت استخلاف پڑھ کر آپ کا یہ کہنا۔ کہ ابوبکر و عمر کی خلافت دین کا جزو نہیں۔ یہاں حضرت علی کی خلافت بلافصل کی بحث ہے۔ یا ابوبکر و عمر کی خلافت کی بحث ہے۔ اگر آپ حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ تو پھر آیئے چوتھا موضوع شروع کیجئے۔ میں حضرت ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق کی خلافت کو ثابت کرتا ہوں۔

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپ کہتے ہیں۔ کہ پہلے میں مطلق خلافت

ثابت کروں گا پھر حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت کروں گا۔ آپ کی اور ہماری بحث مطلق خلافت میں نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا دعوے ہے کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ آپ اس خلافت بلافصل کو ثابت کیجئے میں آپ کو ادھر اُدھر نہیں بھاگنے دوں گا۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ نے جو منھم امۃ یھدون بالحق بہ یعدلون اور ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا پڑھی ہے یہ دونو آیات حضرت علی کی خلافت بلافصل کے ذکر سے بالکل ہی خالی ہیں آپ نے ابوبکر و عمر کی خلافت کی بحث کو کیوں چھیڑ دیا۔ آپ اپنا دعوے کو کسی دلیل سے ثابت نہیں کر سکتے پھر اِدھر اُدھر بھاگنے کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔

۴۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! چونکہ عالمانہ باتوں سے کورے اور ناواقف ہیں۔ اس لئے اس بیچارے کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ آیت میں لا یشرکون بی صیغہ مضارع منفی ہے جس کا معنی حال اور استقبال ہی ہوتا ہے ماضی نہیں ہوتا جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان کو خلافت دیں گے جو ایمان لا چکے ہیں جس میں یہ شرط نہیں کہ وہ کفر و شرک سے منزہ رہ کر ایمان لا چکے بلکہ مطلق ایمان ہے۔ اور وہ اب کبھی شرک نہیں کریں گے۔ یہاں آیت میں ما اشرکوا یا لم یشرکوا نہیں ہے۔ کہ زمانہ ماضی کی نفی پر دلالت کرے۔ مولوی صاحب! آپ خلافت بلافصل کا ثبوت پیش کیجئے۔ ہاں اگر آپ خلافت بلافصل کے ثبوت سے

عاجز ہیں تو آیئے چوتھے موضوع پر بحث کیجئے میں حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کی خلافت کو ثابت کئے دیتا ہوں۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ خلافت شوریٰ سے نہیں ہوتی چونکہ ابوبکر و عمر کو شوری نے خلیفہ منتخب کیا۔ لہٰذا وہ خلیفے نہیں ہو سکتے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب آپ تو اپنے مذہب سے بھی ناواقف ہیں۔ دیکھئے حضرت علی تو فرماتے ہیں۔ نہج البلاغہ جلد سوم ص۸

وَاِنَّمَا الشُّوریٰ لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذَالِکَ لِلّٰهِ رِضیً

خلافت کے شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار کو ہے۔ پس اگر مہاجرین و انصار کسی شخص پر متفق ہو جاویں اور اس کو امامت کے لئے نامزد کریں۔ تو وہ خدا کا پسندیدہ امام ہوگا۔

دیکھئے حضرت علی المرتضیٰ تو مہاجرین و انصار کے شوریٰ سے چنے ہوئے کو پسندیدہ خدا فرما رہے ہیں۔ اور اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ خلیفہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ یعنی شورے مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

۶۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر کو خلافت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہی

خلافت دی ہے جیسا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کا اپنی ماں کے پاس واپس لوٹانا اپنی طرف منسوب کیا اگرچہ فرعون کے گھر سے اور فرعون کے آدمیوں کے سبب سے ہوا۔ لیکن وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہو لیا جیسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللہ ھو الرّزاق تحقیق اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہے۔ تو باوجودیکہ بظاہر کوئی ملازمت کا ذریعہ کوئی تجارت کا ذریعہ کوئی ہنر اور زراعت کے سبب سے رزق پا رہا ہے۔ لیکن رزاق ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس کا وعدہ رزق پورا ہو رہا ہے۔

اِسی طرح خلافت جناب ابوبکر و عمر و عثمان کو بذریعہ شوریٰ ملی ہے اور ظاہری سبب شوریٰ بنا ہے۔ مگر وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہو لیے۔ تو ان حضرات کو اللہ تعالیٰ ہی نے خلیفہ بنایا۔ اور جناب ہے مولوی اسمٰعیل صاحب آپ اِدھر اُدھر نہ جایئے حضرت علی المرتضےٰ کی خلافت بلافصل آپ کے نزدیک توحید و رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہے بس جس طرح توحید لا اِلٰہ اِلاّ اللہ وغیرہ آیات اور رسالت محمد رسول اللہ وغیرہ آیات میں واضح اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ خلافت بلافصل کے لئے بھی واضح اور صریح الفاظ قرآن مجید میں یا حدیث متواترہ اہل سنت میں دکھایئے۔ یاد رکھیئے! آپ قیامت تک نہیں دکھائیں گے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ الاٰیۃ میں مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت مراد ہے۔ شاید بیچارے کو اپنی کتابوں سے بھی لاعلمی ہے۔ دیکھئے تفسیر صافی صفحہ ۳۷۱ پر اسی آیت کے متعلق لکھا ہوا ہے۔

نزلت فی القائم من آلِ محمّدٍ صلعم اور آگے لکھتے ہیں۔

عن اھل البیت اِنّھا فِی المھدی من آل محمد صلعم یعنی یہ آیت استخلاف صرف امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ میرے سامنے کس منہ سے کہتے ہو۔ کہ اس آیت کا مصداق حضرت علی ہیں۔ اور حضرت علی کی خلافت اس آیت سے ثابت کر۔ ذرا سوچکر بولو کس کے سامنے بول رہے ہو جنگل میں نہیں تونسوی سے مناظرہ کر رہے ہو۔

(۸) مولوی اسمٰعیل صاحب مجھ سے آیت استخلاف کا مطلب اور مصداق پوچھتے ہیں۔ کہ اس سے کون مراد ہیں۔ تو میں کہتا ہوں اس سے خلفاء راشدین کی خلافت مراد ہے کیونکہ اس میں جمع کے صیغے ہیں جس کے لئے کم از کم تین خلفاء کا صحابہ کرام مخاطبین آیت میں سے ہونا ضروری ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب آپ مجھ سے مت پوچھئے۔ آپ خلافت بلافصل کی کوئی نص پیش کیجئے۔ اس آیت میں تو متعدد خلیفوں سے وعدۂ الٰہی ہے۔ حضرت علی کی خلافت بلافصل کا نام ونشان بھی نہیں۔

مناظر شیعہ:۔ وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الآیۃ

میں تو کہتا ہوں۔ کہ آیت کا مصداق حضرت علی ہے اور ہمارے بارہ خلیفے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں تم میں سے ویسے خلفا بناؤں گا جیسے تم میں پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ تحقیق میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور اس طرح داؤد علیہ السلام کو فرمایا۔

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض اے داؤد علیہ السلام تحقیق ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور فرمایا۔ یا ھارون اخلفنی فی قومی اے ہارون تم میرے خلیفہ رہو میری قوم میں تو یہ آیات صراحۃً بتلا رہی ہے۔ کہ اگلے لوگوں میں خلافت کے دو طریق ہی قرآن مجید میں ہیں جن کی تشبیہ اس آیت استخلاف میں دے کر فرمایا گیا ہے۔ کہ تم میں بھی اسی طرح خلفاء بناؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفے حضرت علیؓ اور ہمارے بارہ امام ہیں۔ آپ کے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی کے صفحہ ۴۸۴ پر لکھتے ہیں۔

تنصیص خلفا با لصفات قوی است از اسماء خلفاء

خلفاء کو صفات سے بیان کرنا ان کے نام لے کر بیان کرنے سے زیادہ قوی ہے۔

بتائیے ہم سے کیوں نام علی مع قید خلافت بلافصل کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، اہل سنت کے نزدیک تو خلافت اصول دین میں سے نہیں ہے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کو کوئی ماننے یا ملنے کوئی حرج نہیں۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسمٰعیل صاحب آپ کے نزدیک خلافت حضرت علیؓ اصول دین میں سے ہے۔ لہٰذا توحید اور رسالت کی طرح واضح نصوص سے خلافت بلافصل ثابت کرو۔

آیت آدم اور داؤد اور موسیٰ و ہارون کی پڑھتے ہو۔ کیا اس سے حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت ہو جائے گی۔ یہ انبیاء علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے خلیفے تھے آپ کی اور ہماری بحث تو جناب حضرت رسول اللہ صلعم کے خلیفہ کے متعلق ہے۔ آپ کسی آیت سے یہ ثابت کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا کا نام لے کر اعلان کروں گا۔ اور اور اس کے بعد اپنے مذہب کے عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ کا نام مع قید خلافت بلافصل ثابت کیجئے۔ اور آیت استخلاف میں کما استخلف الذین من قبلھم میں جو تشبیہ ہے۔ وہ نفس خلافت میں ہے یعنی پہلے لوگوں میں بھی خلفاء اللہ تعالےٰ نے بنائے تھے اور ان کو تمکین فی الارض اور سلطنت

عطا فرمائی تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا تم میں سے بھی خلفاء بناؤں گا۔ اور اس وعدہ خداوندی کے مطابق خلفاء راشدین کو خلیفہ بنایا۔ تو تشبیہ کے لئے اتنا قدر کافی ہے۔ تشبیہ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مشبہ کے لئے مشبہ بہ کی تمام صفات ولوازمات ثابت ہوں۔ جیسے کسی بہادر آدمی کو شیر سے تشبیہ دے کر کہا جاتا ہے۔ ھو کالاسد وہ شیر کی طرح ہے۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ وہ آدمی درندہ بھی ہو۔ اور انسانیت سے نکل جائے اور اس کے لئے دُم اور گردن کے بڑے بڑے بال بھی ہوں۔ یعنی صرف شجاعت میں تشبیہ مراد ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں آیت استخلاف کما استخلف الذین میں بھی تشبیہ صرف خلافت اور حکومت دینے میں ہے۔ تمام صفات ولوازمات میں نہیں۔ ورنہ مولوی اسمٰعیل صاحب! ان آیات میں جن خلفا کا آپ ذکر کرکے تشبیہ دے رہے ہیں۔ وہ تو انبیاء تھے۔ تو اگر پوری تشریح مراد ہے۔ کیا جناب رسول اللہ صلعم کے خلفاء بھی پہلے خلفاء کی طرح نبی ہوں گے۔

باقی آپ نے ہارون علیہ السلام کے متعلق کہا ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے۔ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو چند دنوں کے لئے اپنی زندگی میں اپنا عارضی نائب بنا دیا تھا۔ اور ہارون علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خود مستقل نبی تھے ان کو

ان کو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں کتاب اور نبوت ملی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔ وَاٰتَیْنٰھُمَا الْکِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ہم ان دونوں کو واضح کتاب عطا کی تھی۔ اس آیت کا حضرت علیؓ کی خلافت سے کیا تعلق ہے آپ وقت ضائع نہ کیجئے۔ اگر خلافت حضرت علی پر کوئی نص ہے۔ تو پیش کیجئے۔

اور تفسیر عزیزی کی عبارت سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے۔ چونکہ آپ حضرت علیؓ کا نام بمعہ قید خلافت بلافصل دکھلانے سے عاجز آچکے ہیں اس لئے ایسی عبارتوں کے سہارے ڈھونڈھ رہے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق تصریح صفات یا تصریح اسمأ کے اندر فوقیت کے سلسلہ میں بحث کی ہے آپ کے نزدیک تو امامت و خلافت علی بمنزلہ نبوت و رسالت ہے اور اس کا منکر کافر ہے جب نبوت و رسالت کا ثبوت بغیر نام کے نہیں ہو سکتا تو خلافت و امامت بغیر نام کے کیسے ثابت ہو کر نبوت کیطرح ہو سکتی ہے تو آپ صرف صفات کے ذریعہ کس طرح امامت اور خلافت شیعہ اصول کے مطابق ثابت کرنے میں اہل سنت کے دامن میں پناہ لے کر اکتفاء کر سکتے ہیں جبکہ آپ کی اصول کافی کے صفحہ ۱۷۹ پر ہے۔

نص اللہ عزوجل و رسولہ علی الائمۃ واحداً واحداً

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم نے ہر امام کا نام بطور نص کے بیان کر دیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلعم نے ایک ایک امام کا نام لے کر ہر ایک کی امامت و خلافت پر نص فرمائی ہے آپ تو صرف حضرت علی کا نام بمعہ قید خلافت بلافصل دکھانے سے گھبرا رہے ہیں۔ خدا جانے آپ پر کیا بنتی جبکہ میں آپ کی اصول کافی کی اس روایت کے مطابق آپ کے تمام ائمہ کی امامت کے منصوص ہونے کا آیات قرآنی سے مطالبہ کرتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو کوئی مانے یا نہ مانے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خلافت کا مسئلہ اہل سنت کے نزدیک اصول دین میں سے نہیں ہے۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب اصول دین میں تو توحید۔ رسالت۔ قیامت ہیں۔ تو ان کے ماسوا باقی احکام دین نماز، روزہ، حج، زکواۃ کو کوئی مانے یا نہ مانے کوئی حرج نہیں خلافت بھی باقی احکام دین کی طرح احکام دین میں سے ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک اصول دین میں سے نہیں ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ مدعی خلافت بلافصل ہیں۔ ہم معترض ہیں۔ آپ اپنا دعویٰ واضح دلیل سے ثابت کیجئے۔ جو آپ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔

مناظر شیعہ:۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم الاٰیۃ میں نے آپ حضرات کے سامنے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں

صاف فرما رہے ہیں۔ کہ تم میں سے ویسے خلفا بنا دے گا جیسے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ اور قرآن مجید میں یہی ثابت ہے۔ کہ دو طرح کے خلیفے بنائے گئے یا اللہ تعالیٰ نے خود بنائے یا اس کے نبی نے خود اپنا خلیفہ بنایا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو بنایا۔ تو اس امت میں بھی جناب رسول اللہ صلعم کا خلیفہ انہی دو طریقوں پر بنایا گیا۔ نہ کہ شوریٰ وغیرہ سے وعد اللہ میں اللہ تعالےٰ فاعل ہے۔ نہ کہ شوریٰ۔ اور اصحاب ثلاثہ شوریٰ سے خلیفہ ہوئے۔ اگر اس آیت کا مصداق خلفاء راشدین کی خلافت ہے۔ تو مولوی عبد الستار صاحب بتائیں کہ ان کی خلافت کا منکر کیا ہے۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ مدعی ہیں۔ اور ہم معترض ہیں۔ ہم کو تشبیہ کے لئے صرف خلافت میں تشبیہ دینا کافی ہے۔ آپ اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنے کیلئے اس احتمال کو جبتک نہ اٹھائیں۔ آپ کا مدعا ثابت ہونا محال ہے۔ آپ کا بار بار یہ کہنا۔ کہ خلافت کے دو طریقے ہی ہیں یا خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے یا خود رسول خلیفہ بناتا ہے۔

(۱) یہ کس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں۔ کہ خلیفہ کا اعلان خود میری طرف سے کیا جانا ضروری ہے یا خود میرے رسول کی طرف سے اعلان ضروری ہے۔

(۲) جن خلفاء کے متعلق آپ نے آیات پڑھی ہیں۔ یہ تمام کے تمام اللہ کے خلفاء

اور نبی ہیں۔ آپ کا اور ہمارا مناظرہ جناب رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل کے متعلق ہے جو کہ خلیفہ رسول ہے اور نبی نہیں ہے۔ لہذا آپ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔

۳۔ اگر بالفرض آپ کا یہ مہمل اصول مان لیا جاوے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خلفا حضرات انبیاء کرام علیہم اور رسول پاک صلعم کے خلیفہ حضرت علی رض کی خلافت تمام صفات و لوازمات میں ایک جیسی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ قرآن ہمارا اور رسول ہمارا اور خلیفہ بلا فصل بھی ہمارا۔ کہ اس میں پہلے خلیفوں کا ذکر تو نام بنام ہو مگر ہمارے خلیفہ بلا فصل کی خلافت کا کہیں نام نہ ہو۔ لہذا آپ کے نزدیک جب پہلے خلفاء کی طرح حضرت علی کی خلافت ہے۔ تو آپ حضرت علی کی خلافت بلا فصل کا ذکر نام کے ساتھ ثابت کیجئے۔ جو قیامت تک آپ سے ثابت نہ ہو گا۔

۴۔ خلفاء راشدین کی خلافت کا بنانے والا اور دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہ فاعل حقیقی ہے اگرچہ ظاہری سبب شوریٰ ہو جیسا کہ حضرت علی رض کو بھی خلیفہ چہارم اللہ نے بنایا۔ مگر ظاہری سبب شوریٰ تھا

۵۔ خلفاء ثلاثہ کی خلافت واقعی اس آیت کا مصداق ہے اور ان کی خلافت کا منکر ہمارے نزدیک فاسق ہے جس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون جس نے اس

خلافت کے بعد ناشکری کی وہ فاسق ہیں۔

مناظر شیعہ: حضرات دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ہمارے لئے وہ دین مقرر کرتے ہیں۔ جو کہ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کیلئے تھا۔ اللہ تعالیٰ سورہ شوریٰ میں فرماتا ہے۔

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین الآیۃ (ترجمہ) تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے وہی دین بھیجا جس کا حکم نوح علیہ السلام کو دیا۔ اور تیری طرف وہی بھیجا۔ اور جو کہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا۔ کہ سب دین کو قائم رکھو۔

اِنَّ اللہَ اصطفیٰ آدمَ وَنوحاً وّآلَ ابراھیمَ وآلَ عمرانَ علی العٰلمین ذُرّیۃً بعضھا مِن بعضٍ واللہُ سمیعٌ علیم

سورۃ آل عمران پ ۳

بیشک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے جو بعض بعض کی اولاد تھے۔

اِنّا ارسلنا الیکم رسُولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسُولاً۔ ہم نے تمہاری طرف اسی طرح رسول بھیجا جس طرح کہ ہم نے فرعون کیطرف موسیٰ علیہم السلام کو بھیجا۔

فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتیناھم ملکاً عظیماً
ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ان کو ملک عظیم اور بڑی شاہی اور سلطنت دی۔

ان آیات سے ثابت ہے۔ کہ ہمارا دین سابقہ انبیاء کے دین کی طرح ہے۔ اور ہمارا رسول سابقہ رسولوں کی طرح ہے اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کی آل اور ذریّت کو ہی خلافت اور کتاب وحکمت اور بادشاہی دی گئی تھی۔ تو ہمارے لئے بھی دین کا وہی طریقہ اور وہی حکم ضروری ہوگا۔ تو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت آپ کی آل کا حق ثابت ہوا۔ اور وہ حضرت علی ہی ہیں۔

مناظر اہل سنت: حضرات قرآن مجید میں جہاں جہاں سابقہ انبیاء کرام اور ان کے وحی اور دین کو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وحی اور دین کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اسمیں مطلق وحی کے بھیجنے اور اصول دین میں متفق ہونے کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم اور گذشتہ انبیاء علیہم السلام تمام امور وصفات وکمالات اور تمام جزوی وفروعی مسائل واحکامات میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ یہ تشبیہ صرف اصول دین اور مطلق وحی میں ہے یہی تو وجہ ہے کہ ہمارا دین ناسخ ہے اور وہ منسوخ ہیں۔ اور ان انبیاء

علیہم السلام اور ان کے ادیان بعد نبوت اور وحی کا آنا جاتا تھا اور حضور کے بعد بالکل ختم کر دیا گیا تو ہر طرح سے پوری تشبیہ مراد لینا کس قدر جہالت ہے۔

۲۔ اگر بالفرض مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس جاہلانہ اصول کو مان لیں کہ پوری تشبیہ ہے تو سابقہ امتوں اور دینوں میں جن خلفا کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ تو انبیاء تھے۔ تو کیا حضرت علی کو بھی یہ نبی کہہ کر پہلے خلفاء سے تشبیہ دیں گے۔ بہر حال ان تمام آیات میں حضرت علی کی خلافت بلا فصل کا ذکر تو کیا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔

۳۔ اِنَّا اَرسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا اِلٰی فرعون رسولاً میں موسیٰ علیہ السلام کی رسالت نبوت سے جناب رسول اللہ صلعم کی رسالت کو تشبیہ دے کر حضرت علی کی خلافت بلا فصل کو ثابت کرنا نرالی منطق ہے۔

یہاں تو اہل مکہ اور کفار کو سمجھایا جا رہا ہے کہ جس طرح تمہاری طرف رسول بھیجا گیا۔ اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا لیکن فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی۔ تو تباہ و فنا ہو گیا۔ فرعون کی طرح تم لوگ رسول پاک کی نافرمانی نہ کرو۔ ورنہ تباہ کر دیئے جاؤ گے یہاں اور کوئی تشبیہ مراد نہیں ہے کیونکہ جہاں ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دی جائے، وہاں تمام وجوہ سے تشبیہ کا ہونا

ضروری نہیں جیسا کہ علم معانی میں مذکور و مسطور ہے۔

۴۔ مولوی اسماعیل صاحب! اگر جناب رسول اللہ صلعم کے خلفاء کیلئے بھی سابقہ انبیاء علیہم السلام کی طرح آل میں سے ہونا ضروری ہے۔ تو پھر اس آیت استخلاف کو کس منہ سے پڑھ رہے ہو یہاں اللہ تعالیٰ تو حضور صلعم کو نص کر کے فرما رہے ہیں کہ میرا وعدہ خلافت اہل ایمان صالحین سے ہے اور یہ نہیں فرمایا۔ کہ میرا وعدہ خلافت صرف آپ کی اولاد و آل سے ہے۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول بھی غلط ہے۔ کہ سابقہ انبیاء کرام اور موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ان کی آل و اولاد میں سے ہوئے۔ کیونکہ ہارون ؑ تو موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں وفات پا گئے جس سے ثابت ہوا کہ ہارون ؑ کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی خلافت نہیں ملی۔ لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ استدلال بھی غلط رہا۔ باقی رہا مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ۔ کہ سابقہ انبیاء کے خلیفے اولاد سے ہوئے، تو یہ بھی سراسر غلط ہے۔ دیکھئے شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی ص ۱۸۱ پر ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اوصیٰ موسیٰ علیہ السلام الی یوشع بن نونٍ و اوصیٰ یوشع بن نونٍ الی ولد ھارون ولم یوص الی ولدہٖ ولا الی ولد موسیٰ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام

نے اپنے بعد یوشع بن نون کو اپنا وصی جانشین بنایا اور یوشع بن نون نے اپنے بعد ہارون علیہ السلام کے لڑکے کو اپنا وصی وجانشین بنایا اور نہ اپنے لڑکے کو وصی بنایا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے کسی کو وصی بنایا۔

معلوم ہوا کہ مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ ہارون علیہ السلام کو وصی بنایا تھا یہ بھی غلط ہے۔ اور یہ دعویٰ کہ خلافت اولاد انبیا میں رہی یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضرت یوشع علیہ السلام باوجودیکہ اولاد موسیٰ نہ تھے موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے اور پھر یوشع علیہ السلام کے خلیفے ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوئے۔ نہ خود یوشع علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے اور نہ موسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے۔

ب۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے اگر اس جعلی اصول کو مانا جائے۔ تو پھر خود ان کے اپنے اصول سے حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل بیخ و بن سے اکھڑ جاتی ہے کیونکہ حضرت علی المرتضےٰ اولاد رسول اللہ صلعم میں سے ہرگز نہیں ہیں۔ تو حضرت علی المرتضےٰ کا حق خلافت بالکل نہیں ہو سکتا۔

مناظر شیعہ: حضرات دیکھئے آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ علیہ السلام۔ (ترجمہ) اے علیؓ تو میرے لئے اس طرح ہے جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔

دیکھئے اسمیں صاف ہے۔ کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے تو حضرت علی المرتضےٰ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح خلیفہ ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کو جو درود شریف سکھایا گیا ہے وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ محمد وَّ آلِ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وَ آلِ ابراھیم۔
دیکھئے درود شریف میں جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد پر درود ہے اسی طرح جناب محمد صلعم کے بعد ان کی اولاد پر درود کا حکم دیا گیا ہے۔ تو خلافت بھی اسی طرح ہے۔ مومنین کرام آج مجھ سے درود کو سمجھ لو۔

۳۔ سورہ انعام پارہ ۷ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل کو چنا۔ آیت ہے۔
تلک حجتنا آتیناھا ابراھیم علیٰ قومہ نرفع درجات من نشاء۔ ان ربک حکیم علیم۔ ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب۔ کلاً ھدینا۔ ونوحاً ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذالک نجزی المحسنین۔ وذکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس۔ کل من الصالحین۔ و اسماعیل والیسع ویونس ولوطاً وکلاً فضلنا علی العالمین۔

وَمِنْ آبائِھم وَذُرِّیاتھم واخوانھم واجتبیناھم وھدیناھم الی صراطٍ مستقیم۔

ترجمہ:- اور یہ ہماری دلیل ہے جو کہ ہم نے دی تھی۔ ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں۔ تیرا رب حکمت والا ہے۔ جاننے والا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے! ان سب سے پہلے، اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب و یوسف کو اور موسیٰ و ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ نیک کام کرنے والوں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں۔ اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس و لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور ان کو ہم نے پسند کیا۔ اور سیدھی راہ چلایا۔

دیکھئے حضرات اس آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہ السلام کی اولاد اور بھائیوں کو چنا گیا۔ تو ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی خلافت آپ کی اولاد اور رشتہ داروں کا حق ہوگی۔

۴۔ یہ اہل سنت و الجماعت کی معتبر کتاب بخاری شریف ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسنین کو کہ میں تمہارے لئے وہی مانگتا ہوں جو ابراہیم نے اپنے بیٹوں کے لئے مانگا تھا۔ تو جس طرح ابراہیم ع کے بعد ان کے بیٹے ان کے قائم مقام اور خلیفے تھے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ کے بعد جناب حسنؑ و حسینؑ ہی آپ کے خلیفے ہوں گے یہی تو وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے فوت ہو گئے۔ اگر حضور صلعم کے بیٹے زندہ رہتے تو حضرت حسنؑ و حسینؑ امام نہ ہوتے۔

مناظر اہل سنت: حضرات! اَنْتَ مِنِّی بمنزلۃ ھارون علیہ السلام من موسیٰ علیہ السلام میں حضرت علیؓ کی خلافت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ نہیں بنے۔ اس روایت میں تو حضرات صرف اتنی تشبیہ دی ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کوہ طور پر جانیکے وقت پیچھے اپنے اہل عیال اور قوم میں حضرت ہارون کو چھوڑ گئے، اور اُخلفنی کا معنے ابھی پیچھے رہ جانا ہے۔ اسی طرح حضور صلعم نے بھی غزوۂ تبوک میں حضرت علی کو اپنے اہل و عیال میں خدمت اور حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑا تھا کہ مسجد نبوی میں امامت اور جماعت کیلئے بھی دوسرے صحابی عبداللہؓ

ابن امّ مکتوم کو مقرر فرمایا جب اس موقعہ پر آں حضرت صلعم نے جناب علی کو مدینہ میں ٹھیرنے کا حکم دیا۔ تو وہ غمگین ہوئے۔ کہ میں عورتوں اور بچوں میں پڑا ہوں۔ اور فضیلت جہاد سے محروم رہوں۔ تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کی دلجوئی کی۔ اور یہ الفاظ فرمائے۔ کہ اس پیچھے رہ جانے میں تیرا رتبہ کم نہ ہوگا جیسا کہ حضرت ہارون پیچھے رہ گئے تھے اس روایت میں نہ خلافت کا کوئی ذکر ہے اور نہ خلافت بلافصل سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ حالانکہ خود شیعہ کتب سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصی اور خلیفہ حضرت یوشع ع تھا۔ نہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل بیچارہ جب خلافت بلافصل کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کر سکا۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے اب عاجز آ کر درود پڑھنا اور لکھانا شروع کر دیا۔ یہ تو مناظرہ ہے کوئی مجلس خوانی نہیں ہے درود میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے، اور یہ کہاں ہے: کہ خلیفہ وہی ہوتا ہے جس پر درود پڑھا جائے۔ ۱۲۔ تشبیہ جو کہ حضرت ابراہیم ع کی آل سے دی گئی ہے تو اگر آل ابراہیم ع سے پوری تشبیہ مراد ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو خلفاء ہوئے ہیں۔ وہ نبی تھے۔ مگر آں حضرت صلعم کی اولاد میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا مولوی اسمٰعیل

بیچارے سے کوئی پوچھے تو سہی۔ کہ آپ جو یہ درود پڑھانے اور سکھانے میں لگ گئے ہیں۔ یہ کوئی حضرت علی کی خلافتِ بلافصل کے لئے آیت قرآنی ہے یا کوئی حدیثِ متواتر اہل سنت ہے۔ خدا جانے آپ کو مناظر کس نے بنایا۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل بیچارے نے جو لمبی چوڑی آیات پڑھ کر حضرات انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے اس سے خلافت بلافصل کی طرف سر مو کوئی اشارہ تک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے خلفاء ہیں۔ اور ان کی خلافت سے نبوت مراد ہے۔ اور ہماری بحث جناب رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت علی کی خلافت بلافصل کے متعلق ہے جو قطعاً رسول اور نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا رسالت و نبوت کی آیات کو خلافت کیلئے کیسے دلیل بنایا جاسکتا ہے۔ حضرات مولوی اسمٰعیل کو کہئے کہ وقت ضائع نہ کرے۔ موضوع کے اندر رہ کر خلافت بلافصل کو نص قرآن و حدیث متواتر اہل سنت سے ثابت کرے۔ جب قرآن ہمارے لئے آیا۔ اور سابقہ خلفا کے نام لے کر ان کو بیان کیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہمارے خلیفہ بلافصل کی خلافت جو کہ نبوت و رسالت کی طرح اصول دین میں سے ہو۔ اور اس کا منکر کافر و مرتد ہو۔ اس کا ذرہ بھر واضح الفاظ میں کسی ایک آیت میں بھی نام نہ ہو۔ یہ انتہائی تعجب کی بات ہے،

علاوہ ازیں ان آیات میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے آباؤ اخوان کا جو تذکرہ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ سبب ہدایت یافتہ موحد تھے اور شرک سے ہمیشہ پاک و منزہ رہے خلافت کی کوئی معمولی سی بات بھی ان آیات میں نہیں ہے۔ شاید مولوی اسمٰعیل بیچارے کے پاس جب کوئی دلیل نہیں تو محض سامعین اور عوام کو مغالطہ دینا چاہتا ہے کہ میں بہت لمبی چوڑی آیات پڑھ کر خلافت بلافصل کو ثابت کر رہا ہوں۔

۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین کیلئے دعا فرمائی تو مولوی اسمٰعیل صاحب سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ اس دعا فرمانے کو حضرت علی کی خلافت بلافصل کے لئے کیا ربط ہے۔ دعا کا تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کے لئے فرمائی۔ اور خلیفہ بلافصل حضرت علی کیسے بن گئے۔ مولوی صاحب ایسی بے ربط باتیں خلافت بلافصل کیسے ثابت کر سکتی ہیں یہ تو حضرت حسن و حسین کے فضائل و مناقب کی باتیں ہیں جن کو حضرت علی المرتضےٰ کی خلافت بلافصل کو کوئی تعلق نہیں۔ باقی مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس عالی شان ارشاد اور استدلال پر بھی غور کیجئے۔ کہ اس لئے تو حضرتؐ کے صاحبزادے فوت ہو گئے۔ کہ اگر وہ فوت نہ ہوتے تو حضرت حسن و حسین امام نہ ہوتے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کی وفات سے امامت حضرت حسن و حسین

کو ملی۔ مگر اس سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل کیسے ثابت ہوگئی۔ شاید یہ کوئی مجتہدانہ باریکی ہے جو کسی کی سمجھ میں آنے کے قابل نہیں۔

مناظر شیعہ: حضرات دیکھنا یہ ہے۔ کہ جناب علی کو خلافت قرآن سے ملتی ہے یا نہ اگر علیؓ اہل بیت میں داخل ہے تو خلافت علی کا حق ہے اور اگر اہل بیت میں سے نہیں۔ تو خلافت جناب علی کا حق نہیں میں نے اٹھائیس انبیاء کرام کا نام قرآن مجید سے ثابت کیا کہ ان کی ذریت اور آل میں نبوت محدود کیا گیا ہے تو خلافت رسول صلعم کی بھی ذریت اور آل میں باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح جاری ہوگی۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنا امام چنا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی ذریت کے لئے امامت کی دعا مانگی۔ تو حضرت حضرت علی ہی آل سے ہیں، لہٰذا خلافت ان کا حق ہے۔ کیونکہ جب آیت تطہیر نازل ہوگئی تو جناب رسول صلعم نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کو ایک چادر میں اپنے ساتھ لپیٹ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھلُ بَیتِی فَطَھِّرھُم۔ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو پاک فرما۔ اور بوقت حکم مباہلہ بھی آنحضرت صلعم نے انہی چار حضرات کو اپنے ساتھ ملا کر مباہلہ کے لئے تشریف لائے۔ تو یہی چار حضرات ہی آنحضرت صلعم کے انفس و ابناء و نساء بن سکتے ہیں اور کسی کو آپ نے شامل نہیں فرمایا۔

تو پس خلافت بھی انہی کا حق تھا جو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ کا اور پھر حسنؓ کا اور پھر حسینؓ کا یہی ہمارا مقصود و مدعا ہے۔

مناظر اہل سنت :- ۱۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! یہ آپ کے مجتہدانہ من گھڑت ڈھکوسلے ہیں یا قرآن مجید کا کوئی اصول ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں اٹھائیس انبیاء علیہم السلام کا جن کا آیات میں ذکر ہے ان آیات میں حضرت علی کی خلافت کا نام کہاں ہے، آپ مجھ سے یہ سیکھ لیجئے کہ انبیا علیہم السلام کو نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے تو اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفے ہوتے ہیں اور حضرت علی جناب محمد رسول اللہ صلعم کے خلیفہ ہیں۔ تو ان دو خلافتوں کا آپس میں بہت فرق ہے۔ ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا غلط ہے اور یہ تو آپ کو مسلّم ہے کہ حضرت علیؓ نبی نہیں تھے،

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کیلئے جس امامت کی دعا مانگی وہ امامت نبوت ہے آپ کے اور ہمارا مناظرہ نبوت کیمتعلق نہیں خلافت کے متعلق ہے۔ اور اگر بالفرض آپ اس سے خلافت ہی مراد لیں تو پھر کیا حضرت ابوبکر و عمر عثمان کو خلافت ملنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے خلافت نکل جائے گی جبکہ آپ کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ جلد دوم صفحہ ۸۵ کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ کہ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں دادہ جناب صدیق کا دادہ تھا اور آں حضرت صلعم کا آٹھواں دادہ جناب عمر فاروق کا دادہ تھا اور حضرت رسول اللہ کا چوتھا دادہ جناب عثمان کا دادہ تھا۔

۳۔ آیت تطہیر کا سیاق و سباق حضرت نبی علیہ السلام کے ازواج مطہرات کے خطاب سے گھرا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا بھی ازواج مطہرات کیلئے نازل ہوا ہے۔ دیکھئے قرن بیوتکن۔ اقمن آتین۔ اطعن۔ تطہیرواذکرن۔ بیوتکن یہ سب آگے پیچھے والے جمع مؤنث کے صیغے اور ضمیریں ہیں۔ اور درمیان میں ذکر تطہیر ہے۔ جن میں تمام تر مخاطب ازواج مطہرات ہیں۔ تو تطہیر کو ازواج مطہرات سے کاٹ کر دوسری طرف لے جانا ظلم اور تحریف قرآن ہے۔ باقی عنکم اور یطہرکم میں ضمیر کم کا لانا ایسا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کیلئے قرآن مجید میں اتعجبین من امر اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت میں ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو فرمایا۔ اذ قال لاھلہ امکثوا...... آتیکم ...... لعلکم تصطلون۔ البتہ ہمارا بھی یہ ایمان ہے۔ کہ جب یہ آیت تطہیر نازل ہوئی۔ تو جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت فاطمہ اور

حضرت حسنؓ و حسینؓ اور بعض روایات میں حضرت علیؓ کا نام بھی ہے۔ ان حضرات کو اپنی چادر میں لے کر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی فطھرھم اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں پس ان کو پاک کیجئے حضور صلعم کی دعا کی وجہ سے یہ حضرات بھی تطہیر میں داخل ہیں۔ اگر آیت تطہیر ان کیلئے نازل ہوتی تو حضور صلعم کو ان کے لئے دعا مانگنے کی حاجت نہ ہوتی جب حضرت ام سلمہؓ نے چادر میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ تو حضور صلعم نے فرمایا۔ انت علیٰ خیر۔ خیر اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کا معنی یہ ہوگا کہ تو بہت اچھے حال پر ہے یعنی تمہارے حق میں تو یہ آیت تطہیر نازل ہوئی ہے۔ اب میں ان کو شامل کرتا ہوں۔ جو پہلے شامل نہ تھے کیونکہ اگر شامل ہوتے تو دعا کی ضرورت نہ تھی۔ بہرحال حضرت علیؓ کا تطہیر میں یا اہل بیت میں شامل ہونا حضرت علیؓ کے فضائل کو ثابت کر دیتا ہے جس میں ہم کو کوئی اختلاف نہیں۔ نہ حضرت علیؓ کی خلافت میں اختلاف ہے۔ اختلاف تو صرف خلافت بلا فصل میں ہے جس کی آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

۴۔ باقی رہا مباہلہ۔ اتو یاد رکھئے۔ کہ مباہلہ واقع نہیں ہوا۔ اگر مباہلہ واقع ہوتا۔ تو تب حقیقت کھلتی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو شامل کرتے ہیں اور کس کو شامل نہیں کرتے بخود مقابل فریق

نصرانیوں کا باہم مشورہ یہی ہوا کہ جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ مباہلہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کوئی نصرانی اپنے بیوی بچے۔ اور عزیز و اقارب ساتھ نہ لے آیا۔ صرف چند آدمی صلح اور معاہدہ و جزیہ کی بات چیت کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ جب آنحضرت صلعم کو نصرانیوں کی آمد کی خبر ملی۔ تو آنحضرت صلعم نے اپنی صداقت کا اظہار کرنے کیلئے فوری طور پر یہ چند عزیز حضرت فاطمہ اور حضرت حسنؑ حسینؑ اور حضرت علی کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ تاکہ نصرانیوں کے سامنے واضح ہو جائے کہ ہماری طرح جناب رسول اللہ صلعم مباہلہ سے منحرف نہیں ہو چکے۔ اور تفسیر روح المعانی میں ہے۔

جاء ابو بکر بولدہٖ وعمر بولدہٖ وعثمان بولدہٖ یعنی حضرت ابوبکر صدیق اپنے بال بچوں کو اور عمر فاروق اپنے بال بچوں کو اور عثمان غنی اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لئے آ گئے۔ اہل سنت اور شیعہ کی کتابوں میں ثابت ہے۔ کہ مسجد نبوی مہاجرین و انصار سے بھر گئی۔

ان امور سے قطع کرکے دعوت مباہلہ میں حضرت علیؓ کی شرکت سے آپ کی فضیلت اور منقبت تو ثابت ہو سکتی ہے جس سے اہل سنت کو کوئی انکار نہیں۔ کیونکہ حضرت علیؓ ہمارے پیر مقتدا پیشوا ہیں۔ اختلاف صرف خلافت بلافصل میں ہے جس کی کوئی دلیل اب تک پیش نہیں کی گئی۔ آپ خلافت بلافصل کی کوئی دلیل پیش کیجئے ورنہ اپنی شکست کا اعلان کر دیجئے۔

مناظر شیعہ:۔ مولوی عبدالستار بار بار مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ حضرت علی کا نام قرآن مجید سے ثابت کیجئے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وجعلنا لھم لسان صدق علیاً ط ۔ اور ہم نے ان انبیاء علیہم السلام کے لئے حضرت علیؓ کو زبانِ صدق بنا دیا۔ ہمارے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی لسان صدق ہیں۔

۳۔ سورہ شعریٰ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا منقول ہے کہ آپ نے دعا مانگی۔ وَاجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ کہ اے میرے مولیٰ میرے لئے پچھلے لوگوں میں لسان صدق رکھئے۔ جب پہلی آیت سے ثابت ہوا۔ کہ لسان صدق حضرت علیؓ ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں حضرت علیؓ مراد ہیں۔ اہل سنت کی کتاب تفسیر بیضاوی شریف میں لکھا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی۔ کہ اے اللہ میری اولاد میں صادق پیدا کر جو میری نسل سے ہو دین کو زندہ کرے۔

دیکھئے حضرات ان آیات سے حضرت علیؓ کا نام ثابت ہو گیا ہے۔

۳۔ شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؓ جناب رسول اللہ صلعم کا مددگار ہے۔ دیکھئے جب حضور صلعم کا مددگار حضرت علی علیہ السلام ہے۔ تو خلیفہ بلافصل بھی وہی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اِنما ولیکم اللّٰہُ ورسولہ

والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ تمہارا ولی و متولی ہے۔ اور اس کا رسول اور وہ ایماندار ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکواۃ اس حال میں دیتے ہیں جبکہ نماز میں رکوع کر رہے ہوتے ہیں۔ اس آیت میں ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا والی اور متولی وہ ہوگا جو رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے۔ اور کہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک سائل آیا۔ تو آپ نے اپنی انگشتری حالت رکوع میں اس کو دے دی جیسا کہ اہل سنت کی معتبر تفسیر مدارک میں منقول موجود ہے،

مناظر اہل سنت: حضرات! ذرا انصاف تو فرمائیے۔ آیت وجعلنا لھم لسان صدق علیا کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہے بیچارے مولوی اسمٰعیل کو تو ان کے اپنے مذہب کے تمام علماء و مجتہدین جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ دیکھئے ترجمہ مقبول صد ۶۱۴ پر اس آیت کا معنی یوں لکھتے ہیں۔ اور ہم نے ان سب کے لئے ذکر خیر بلند مرتبہ کا مقرر کیا۔ اور دوسرا ترجمہ شیعہ فرمان علی صاحب کا دیکھئے صد ۴۹۱ پر ہے۔ اور ہم نے ان کے لئے اعلیٰ درجہ کا ذکر خیر دنیا میں بھی قرار دیا۔ تو غور کیجئے۔ اگر اس آیت میں لفظ علیا سے حضرت علیؓ مراد ہوتے۔ تو شیعہ مفسر علیا کے لفظ کا ترجمہ اور معنی اعلیٰ درجہ کا ذکر خیر وغیرہ نہ کرتے بلکہ حضرت علی کا نام لکھتے کیونکہ علم کے ترجمہ میں وہی نام لکھا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ نہیں لکھا جاتا۔ جیسے کہ محمدؐ

محمد الرسول اللہ کے ترجمہ میں محمدؐ کا معنی نہیں لکھا جاتا۔ بلکہ جوں کا توں نام لکھا جاتا ہے کہ محمدؐ خدا کا رسول ہے۔

۲۔ بفرض محال اگر یہاں علیاً سے مراد حضرت علی ہی ہوں۔ تو اس آیت کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہوگا! اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ حضرت علیؑ لسان صدق ہیں جس سے ان کی فضیلت ثابت ہوگی جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب بیچارے کو خلافت بلافصل کی کوئی نص تو نہیں مل سکتی۔

تو کبھی آپ لسان صدق علیاً پڑھ دیتے ہیں۔ اور کبھی اِنّہٗ لدینا لعلیٌّ حکیم فی ام الکتاب۔ پڑھ کر اپنی دل کو بہلا لیتے ہیں۔ ورنہ ان آیات کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہے۔ خود ان کے شیعہ مفسر مقبول احمد اپنے ترجمہ کے صفحہ ۹۷۶ پر اس آیت کا معنی یوں لکھتے ہیں۔

اور بیشک وہ قرآن مجید ہمارے پاس ام الکتاب میں عالی شان اور حکمت والا ہے۔ اور دوسرا شیعہ فرمان علی اپنے ترجمہ ۸۰۰ پر لکھا ہے۔

اور بیشک یہ قرآن اصلی کتاب لوح محفوظ میں بھی جو ہمارے پاس ہے۔ لکھی ہوئی ہے۔ اور یقیناً بڑے رتبہ کی اور پرحکمت ہے۔ حضرات شیعہ مفسرین کے ترجمہ کے مطابق ان آیات کو حضرت علی کی خلافت بلافصل یا ان کی ذات سے کیا تعلق ہے۔ مولوی اسماعیل کو کہو۔ کہ وقت ضائع نہ کرے۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو یہ آیت پڑھی۔ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے اللہ رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثار حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں! اور میرے راستہ کی طرف چلنے پر راغب ہوں۔ اور بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانہ سے نبی ہو۔ جناب یہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا۔ اور ان کی نسل سے خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ملت ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر اہل ملل کی زبانوں پر جاری ہے، اور امت محمدیہ تو ہر نماز میں کما صلیت علی ابراہیم۔ وکما بارکت علی ابراہیم پڑھتی ہے۔

اور خود شیعہ کے مفسر مولوی فرمان علی صاحب نے اپنے ترجمہ کے صفحہ ۵۹۰ پر اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر قائم کر۔

تو غور کیجئے۔ اس آیت کو حضرت علیؓ کی ذات سے بھی کوئی تعلق نہیں چہ جائیکہ اس سے خلافت بلافصل ثابت ہو۔

۴۔ شفا قاضی عیاض کے حوالہ سے جو حضرت علی کا جناب رسول اللہ صلعم کا مددگار ہونا بیان کیا ہے۔ کیا اس سے خلافت بلا فصل ثابت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امداد تائید فرمائی اپنی مدد سے اور ایمان داروں سے۔ نیز مہاجرین کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ ینصرون اللہ ورسولہ "سورہ حشر" کہ مہاجرین اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ تو تمام فقرا مہاجرین کیلئے خلافت بلا فصل ثابت ہو جائے گی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! کوئی خلافت بلا فصل کی دلیل پیش کیجئے۔

۵۔ حضرات! آیتہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین الخ کا معنیٰ یہ ہے۔ تمہارا رفیق تو وہی اللہ ہے۔

اور اس کا رسول صلعم اور جو ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں۔ نماز پر۔ اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔ غور کیجئے۔ اس آیت کے اندر نہ تو حضرت علی کا نام مذکور ہے۔ اور نہ خلافت کا کوئی ذکر موجود ہے۔ تو اس آیت قرآن سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل کیسے ثابت ہو گئی۔ اگر مولوی اسمٰعیل صاحب کہیں کہ "ولی" کا معنیٰ یہاں خلیفہ بلا فصل ہے تو پھر اللہ اور اس کا رسول کا ولی ہونا بھی خلیفہ بلا فصل کے معنی میں ہوگا! اور آیت میں الذین۔ آمنوا یقیمون۔ یؤتون ھم۔

راکعون۔ تمام جمع مذکر کے الفاظ ہیں جس سے ایک شخص کیسے مراد ہو سکتا ہے تو اس نص قرآن سے تو قطعاً خلافت بلافصل ثابت نہیں ہو سکتی۔

۶:۔ باقی رہا حالتِ رکوع میں سائل کو انگشتری دینے کا قصہ۔ تو مولوی اسمٰعیل صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اہل سنت کے نزدیک روایت متواترہ ہے! اس روایت کا متواتر ہونا تو بجائے خود رہا۔ خبر واحد صحیح کا درجہ بھی نہیں رکھتی۔ بلکہ پہلے درجہ کی ضعیف اور موضوع کہی گئی ہے، جیسا کہ تفسیر مدارک میں قیل کے لفظ سے نقل کی گئی ہے۔ جو کہ اس روایت کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

(۷) سائل کو رکوع میں انگشتری دینے والی روایت صرف ثعلبی سے ہے جسکو حاطب اللیل کا لقب دیتے ہیں جو رطب و یابس میں یعنی صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کرتا۔ اور سلسلہ تفسیر میں اس کی روایات کلبی سے ہوتی ہیں۔ اور کلبی کے متعلق قاضی شمس الدین خلقان نے لکھا ہے۔ کہ کلبی عبداللہ ابن سبا یہودی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ جو کہتا تھا۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب فوت نہیں ہوئے اور وہ دنیا میں پھر آئیں گے۔ نیز اس روایت کا اصل راوی جو ثعلبی ہے اس ثعلبی کی بعض روایات کا سلسلہ محمد بن مروان اسدی الصیفر پر ختم ہوتا ہے جس کو سلسلہ کذب اور وضع کی

جلا جاتا ہے۔ اور جو کٹر رافضی تھا تو ایسی موضوع ضعیف بے بنیاد روایت سے شیعوں کے عقائد کا اصولی مسئلہ کیسے ثابت ہوگا۔ حالانکہ عقائد اور اصول کے ثبوت کیلئے خبر واحد جو کہ ضعیف بھی نہ ہو۔ کافی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ متواتر روایات کے بغیر عقائد و اصول ثابت نہیں ہو سکتے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب حسب شرائط مناظرہ حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل نص قرآن یا حدیث متواتر اہل سنت سے ثابت کیجئے۔ اگر جناب علی المرتضےٰ خلیفہ بلافصل ہوتے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت ہرگز نہ کرتے۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۵۴ پر ہے ثم تناول ید ابی بکر فبایعہ پھر حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔ یہ بیعت پیری مریدی والی تو تھی بلکہ خلافت منعقد کرنے کی بیعت تھی (۵) انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الخ۔ اس آیت سے پہلے اور اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جو حکم دے رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ تم کس سے دوستی اور محبت رکھو اور کس سے دوستی اور محبت نہ رکھو جس میں یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ اور ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو اہل کتاب میں سے تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھیراتے ہیں۔ بلکہ تمہارا دوست و رفیق صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور مہاجرین انصار ایماندار ہیں۔ جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع اور عاجزی کرتے رہتے ہیں۔ ورنماز کی فضیلت اور تعریف یہ ہے کہ وہ ہر اس فعل سے پاک ہو۔ جو نماز سے تعلق نہیں رکھتا خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر فرق اتنا ہے کہ کثیر مفسد نماز ہے اور قلیل مفسد نہیں۔ اب حضرت علیؓ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ انہوں نے حالت نماز میں زکوٰۃ دی۔ عقلاً و درایتہً صحیح نہیں ہو سکتا۔ اولاً اس لئے کہ یہاں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ اور قرآن مجید میں نماز کے ساتھ جہاں جہاں زکوٰۃ کا ذکر ہے وہاں فرضی زکوٰۃ مراد ہے شیعہ سنی کا اس بات پر اتحاد ہے کہ حضور صلعم کی زندگی میں حضرت علیؓ کبھی مالک نصاب نہیں بنے۔ کہ ان پر زکوٰۃ فرض ہوئی ہو۔ ثانیاً نماز کی حالت میں

سائل کا سوال کرنا اور جناب علی کا نماز کی حالت رکوع میں انگشتری اتار کر دینا حضرت علی کے نماز میں خشوع کرنیکے خلاف ہے کیونکہ انگشتری اتارنے اور دینے میں عمل کثیر پایا جاتا ہے جو کہ مفسد نماز ہے۔ ۹۔ اس آیت میں انما ولیکم اللہ کے ساتھ متصل جو آیت ہے اسمیں فرمایا گیا ہے کہ یہی اللہ تعالیٰ کی جماعت غالب ہوگی۔ تو شیعہ حضرات اپنے عقائد کے مطابق اس آیت سے حضرت علی کو کیسے مراد لے سکتے ہیں جبکہ ان کے نزدیک حضرت علی تمام عمر مغلوب رہے حتیٰ کہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر ان سے حضرت ابوبکر کی خلافت پر بیعت کرائی گئی اور وہ صدیق کے پیچھے جا کر نماز بھی پڑھا کرتے تھے اور تعریفیں بھی کیا کرتے تھے۔

مناظر شیعہ: حضرات! آیۃ وجعلنا لھم لسان صدق علیا میں اگر علیا سے حضرت علی کی ذات مراد ہو تو کونسی نحوی غلطی ہوگی (۲) اہلسنت کی معتبر تفسیر صافی جلد دوم ص۱۱ پر آیۃ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ صادقا من ذریتی یجدد اصل دینی یعنی میری اولاد سے ایک صادق مقرر کیجئے جو میرے اصل دین کی تجدید کرے۔ تو ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب امیر المومنینؑ کے لئے ہی دعا مانگی تھی۔ جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے لسان صدق ہیں۔

۳۔ یہ دیکھو ہمارے مذہب کی تفسیر صافی کے ص۳۲۳ پر ہے۔ کہ لسان صدق علیا سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔

۴۔ تفسیر قمی میں ہے۔ کہ امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ لسان صدق سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں۔

۵۔ باقی مولوی عبدالستار نے جو حضرت علی کی گردن میں رسی ڈالنے کا طعنہ دیا۔ تو یہ ان کی بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ کفار نے حضور کے گلے کو گھونٹا تھا۔ اگر علی کے گلے کو بھی رسی سے گھونٹا گیا تو کیا حرج ہے۔

مناظر اہل سنت: حضرات مولوی اسماعیل صاحب بیچارے تو حضرت علی کے نام کو قرآن سے ثابت کرنے کے چکر میں پھنس گئے ہیں۔ مولوی صاحب! بحث تو حضرت علی کی خلافت بلافصل پہ ہے۔ کوئی ایسی آیت پیش کرو کہ جہاں توحید و رسالت کی طرح صاف صاف لفظوں میں حضرت علی کی خلافتِ بلافصل پہ اعلان ہو۔ یہ کھینچا تانی کرنا دیانت سے دور ہے۔ غالباً آپ کے ہوش اڑ گئے ہیں۔ سو

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

۱۔ مولوی اسمٰعیل صاحب! بار بار کہتے ہیں۔ کہ اگر لسان صدق علیا میں حضرت علی کی ذات مراد لی جاوے۔ تو کونسی نحوی غلطی ہوگی۔ تو میں مولوی اسمٰعیل بیچارے سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی مرزائی مولوی اسمٰعیل صاحب کو کہے۔ کہ آیت مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں ان کا مرزا صاحب مراد ہو۔ تو کونسی نحوی غلطی ہو جاوے گی۔ تو بس کیا نحوی غلطی نہ ہونے سے قرآن کا معنی و مقصد بھی ٹھیک ہو جائیگا۔

اس طرح اگر کوئی خارجی مولوی اسماعیل کو کہے۔ کہ آیتہ ویزیدہم من فضلہ میں یزید سے یزیدبنی امیہ مراد ہے۔ تو کونسی نحوی غلطی ہوگی۔ یا مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر آیہ اِنَّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار میں منافقین سے مراد رافضی شیعہ ہوں۔ تو اسمیں کونسی نحوی غلطی ہوگی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قانون کے مطابق جب منافقین سے رافضی شیعہ مراد لینے میں کوئی نحوی غلطی نہیں ہوتی۔ تو رافضیوں تبرائیوں کا جہنمی ہونا نص قرآن سے ثابت ہوگیا۔ لہٰذا ان کو اس قانون کے ایجاد کی مبارک ہو۔ یہ بھی کوئی عقل و اصول کی بات ہے۔ کہ جس آیت میں کوئی نحوی غلطی لازم نہ آئے۔ اس سے جو معنی و مقصد مراد لے لیا جاوے۔ وہ صحیح اور مطابق قرآن ہوگا۔

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب نے جو بیضاوی شریف کا حوالہ نقل کیا ہے اسمیں اپنی دیانت کا حسب عادت دیوالیہ نکال دیا۔ اور پوری خیانت کرکے عبارت کو ادھورا چھوڑ دیا۔ کیونکہ بیضاوی شریف کے ص۱۱۱ جلد دوم پر ہے۔ صَادقاً من ذُرّیتی یجدّد اصلَ دینی ویدعو النّاسَ اِلیٰ مَا کنت ادعوھم الیہ وھو محمّد صلوات اللّٰہ علیہ میری اولاد سے ایک صادق آئے جو میرے اصل دین کی تجدید کرے اور لوگوں کو اس دین حق کیطرف دعوت دے جس کی میں دعوت دیتا ہوں۔

اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دیکھئے حضرات! مولوی اسمٰعیل نے خیانت کر کے وھو محمد صلوٰۃ اللہ علیہ کے الفاظ چھوڑ دیئے۔ تاکہ صادقاً من ذریتی کا مصداق بجائے محمد صلوٰۃ اللہ علیہ کے حضرت علیؓ کو دکھائے۔

(۳۔۴) تفسیر صافی اور تفسیر قمی کے جو حوالے پیش کئے ہیں۔ کہ لسان صدق علیاً سے مراد حضرت علی ہیں۔ تو یہ تیسرا نظ مناظرہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو نص قرآن ہے اور نہ اہل سنت کی متواتر حدیث ہے۔ بلکہ یہ شیعوں کی ایک من گھڑت بات ہے۔ اور یہ دونو کتابیں بھی خود شیعوں کی کتابیں ہیں۔ اور انہوں نے بھی آیت کے الفاظ کے ترجمہ کے اندر علیاً کے لفظ کا معنی حضرت علی کا نام نہیں کیا جیسا کہ شیعہ مذہب کے اردو تراجم سے بھی یہ بات واضح کر چکے ہیں۔

۵۔ میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا حضور صلعم ان کے تابع ہو گئے۔ اور ان کی کسی بات کو مان لیا۔ اور کسی قسم کی دینی کمزوری کا اظہار کیا۔ جیسا کہ شیعوں نے حضرت علی کے متعلق گھڑا ہے۔ کہ ان کی گردن میں رسی ڈالی گئی۔ اور ان سے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت منوائی گئی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھوایا گیا نیز اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو کفار پر غالب کر دیا۔ اور حضور صلعم کے سامنے آپ کے ہاتھوں ان کو ہلاک

کر دیا گیا۔ تو کیا شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علی المرتضےٰ کو اصحابِ ثلاثہ پر غلبہ ہوا۔

مناظر شیعہ:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ حضورؐ نے دعا مانگی۔ رب ادخلنی مدخل صدقٍ۔ ۔ ۔ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً۔

اے میرے رب عطا کر دے مجھے ایک سلطان جو نصیر مددگار ہو اب میں مولوی عبد الستار صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ سلطانِ نصیر کون ہے۔

۲۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ انی تارکٌ فیکم الثقلین۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸ میں تم مسلمانوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک قرآن مجید اور دوسری اہلبیت۔ دیکھئے اہل بیت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

۳۔ تفسیر خازن میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا۔

اِنّ ھذا اخی ووصیّ وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہٗ واطیعوہٗ

تحقیق یہ حضرت علی میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ تم لوگوں میں پس اس کا حکم سنو اور مانو۔

۴۔ نیز معالم التنزیل میں بھی بعینہٖ یہی الفاظ مذکورہ بالا ہیں۔
دیکھئے حضرات کیسی واضح روایت سے حضرت علی کا خلیفہ ہونا ثابت ہو گیا۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسمٰعیل صاحب سلطاناً نصیراً کا مطلب مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ اپنے مذہب کے ترجمہ مقبول احمد ص۵۷۸ سے پوچھ لیجئے۔ جو کہ لکھتے ہیں" اور میرے لئے اپنی طرف سے مدد کرنے والا غلبہ مقرر فرما دیجئے"۔ اور اپنے فرمان علی صاحب شیعہ کے ترجمہ ص۴۶۲ سے پوچھئے کہ لکھتے ہیں! "رب مجھے خاص اپنی بارگاہ سے ایک حکومت عطا فرما۔ جس سے ہر قسم کی مدد پہنچے"۔ تو اس آیت میں نہ تو حضرت علی کا نام موجود اور نہ کوئی خلافت بلا فصل کا ذکر موجود ہے۔

اس آیت میں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایک دعا سکھلائی گئی۔ کہ کفار مکہ پر فتح و نصرت کیلئے یہی دعا پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے نصرت اور حکومت طلب کرو۔

۲۔ حضرات اہل بیت کرام کی محبت ہمارے ایمان کی جزو ہے۔ ہم اہل سنت ہیں شیعہ تو نہیں۔ کہ بارہ اماموں کے علاوہ خاندان نبوت اہلبیت اور ازواج مطہرات بنات طیبات پر کفر اور کذاب ہونیکے فتوے دیں۔ اور امام حسنؓ کے بیٹے اور حضرت علی و سیدہ فاطمۃ الزہرا کے پوتے حضرت زید کو "واصل بجہنم کہیں"۔ اور امام علی نقی کے بیٹے اور امام حسن عسکریؒ کے

کے بھائی حضرت جعفر کو کذاب (بڑا جھوٹا) کا فتویٰ دیں۔ ہمارے نزدیک تو اہل بیت کے چھوٹے بڑے۔ بارہ حضرات اور ان کی اولاد و عزیز و اقارب تمام کے تمام رہنما اور مقتدا اور قابل تعظیم و محبت ہیں۔ باقی ثقلین سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم ہے۔ ویسے جناب رسول اللہ صلعم کی وصیت میں اہل بیت کی تعظیم و محبت اور انصار کا احترام اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا گیا ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ مولوی صاحب اس روایت کو حضرت علی کی خلافت بلافصل سے سرمو بھی تعلق نہیں۔

(۳۴۔) تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل کی روایت ایک ہی ہے خازن میں اس کی سند مختصر ہے۔ روی محمد بن اسحٰق عن علیؓ معالم التنزیل میں اس روایت کی پوری سند موجود ہے۔ روی محمد بن اسحٰق عن عبد الغفار بن القاسم عن المنہال بن عمرو عن عبد اللہ بن الحارث بن عبد المطلب عن عبد اللہ ابن عباسؓ عن علیؓ بن ابی طالب۔ یہ اس روایت کی اصل اور پوری سند ہے۔ یہ روایت اہل سنت کے نزدیک قطعاً ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اس روایت کا راوی عبد الغفار ہے جو رافضی شیعہ ہے! ائمہ حدیث نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ روایتیں اپنی طرف سے وضع کیا کرتا تھا۔ دیکھئے۔

۱۔ قانون الموضوعات صفہ ۲۷ پر علامہ الطاہر الفتنی الہندی نے لکھا ہے
عبد الغفار بن القاسم متروک، شیعی، یضع۔ عبد الغفار بن القاسم کا راوی ہے جس کی روایت چھوڑ دی جاتی ہے۔ کیونکہ شیعہ تھا۔ اور روایتیں اپنی طرف سے وضع کرتا تھا۔

۲۔ کشف الاحوال فی نقد الرجال صفہ ۷۶ پر علامہ مولانا عبد الوہاب مدراسی لکھتے ہیں۔ عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم الانصاری الکوفی متروک، یضع شیعی۔ عبد الغفار متروک راوی ہے جو روایتیں وضع کرتا اور بناتا ہے اور شیعی تھا۔

۳۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے تحت جلد سوم صفہ ۳۵۱ ۳۵۰ پر اس روایت اخی ووصی و خلیفتی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس روایت کا راوی صرف عبد الغفار ابن القاسم ہے۔ تفرد بھذا السیاق عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم وھو متروک کذاب شیعی۔ اتھمہ علی بن المدینی وغیرہ بوضع الحدیث وضعفہ الائمۃ جو کہ متروک ہے۔ انتہائی کذاب اور جھوٹا ہے شیعہ ہے علی بن مدینی وغیرہ نے اس کو وضع حدیث سے متہم کیا ہے اور ائمہ حدیث نے اس کو ضعیف لکھا ہے۔

۴۔ ملا علی قاری نے اپنی کتاب الموضوعات الکبیر مجتبائی صفہ ۹۴ پر لکھا ہے

کہ یہ روایت اِنَّ ھذا اخی ووصیی والخلیفۃ من بعدی موضوعات میں سے ہے۔

۵۔ لسان المیزان ص ۴۲ جز ۴ حرف العین میں عبد الغفار بن القاسم کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں۔

ھو رافضی لیس بثقۃ ویقال من رؤس الشیعۃ۔ کہ یہ عبد الغفار رافضی تھا۔ کوئی معتبر اور سچا راوی نہ تھا اور اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ بڑے شیعوں میں سے تھا۔

حضرات! غور کیجئے۔ کہ بیچارہ مولوی اسمٰعیل کس قدر موضوع روایات پیش کرتا ہے یہ اس کے شکست کھانے کی دلیل ہے۔ حالانکہ شرائط مناظرہ میں خلافت بلافصل کی دلیل نص قرآن اور اہل سنت کی متواتر حدیث مقرر کی گئی ہے اس روایت کا متواتر ہونا تو بجائے خود رہا۔ یہ تو خبر واحد صحیح بھی نہیں۔ بلکہ موضوع اور شیعوں کی من گھڑت ہے۔ علاوہ ازیں اگر بفرض محال اس روایت کے موضوع ہونے سے قطع نظر کر لی جاوے تو اس میں خلافت بلافصل کا ذکر کہاں ہے۔ اس قسم کے الفاظ جناب ابوبکر صدیقؓ کے متعلق شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی کے صفحہ ۵۲۳ پر موجود ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت حفصہؓ کو فرمایا۔

انّ ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم بعدہٗ ابوک فقالت

من انباک ھذا۔ قال نبأنی العظیم الخبیر (ترجمہ)

ضرور بالضرور میرے بعد خلافت کا والی ابوبکر ہوگا اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عمرؓ) خلیفہ ہوگا۔ حضرت حفصہؓ نے آں حضرت صلعم سے پوچھا آپکو اس بات کی خبر کس نے دی ہے۔ تو حضور صلعم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔

تو اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا اور خازن والی اس کمزور روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ میرے بعد حضرت علی ہے اب ان دونوں روایتوں کی تطبیق اس طرح ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات جناب رسول اللہ صلعم کے بعد خلیفے ہوں اور آپ کا فرمان سچا ہے۔ تو اگر حضرت علیؓ سے پہلے ابوبکر و عمر و عثمان خلفاء رسول صلعم ہوں اور پھر حضرت علی خلیفہ ہو۔ تو بھی آپ کا یہ ارشاد سچا ہے۔ کہ حضرت علی میرے بعد خلیفہ ہے کیونکہ خازن کی روایت اور معالم التنزیل کی روایت میں میرے بعد خلیفہ بلا فصل کا کوئی لفظ نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب! حضرت علی کے فضائل اور خلافت کے حق ہونے میں مناظرہ نہیں حضرت علی کی خلافت ہمارا ایمان ہے۔ اور آپ کے فضائل ہمارا دین ہے۔ آپ کا اور ہمارا اختلاف خلافت بلا فصل میں ہے۔ لہٰذا آپ حسب شرائط نص قرآن اور حدیث متواتر اہل سنت سے کوئی ایک

دلیل پیش کیجئے۔ لیکن دنیا بھر کے شیعہ مجتہد اس قسم کی کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے۔

مناظر شیعہ:۔ اخصائص نسائی صہ۹ پر ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ انت خلیفتی۔ تو میرا خلیفہ ہے دیکھئے جناب امیر المومنین حضرت علی کی خلافت کا واضح الفاظ میں اعلان ہے

۲۔ خصائص النسائی میں ہے صہ۲۳۔ کہ آں حضرت صلعم نے فرمایا۔

اِنَّ علیاً منّی وانا منہُ وھو ولی کل مؤمن من بعدی۔

تحقیق علیؓ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ علیؓ ہر مومن کا میرے بعد ولی ہے۔

دیکھئے اس روایت سے بھی صاف جناب امیر المومنین کی خلافت ثابت ہو رہی ہے۔ اب تو مولوی عبد الستار کا مطالبہ پورا ہو گیا۔ بار بار کہتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت ثابت کرو۔

(۱۲) مولوی عبد الستار نے جو یہ کہا ہے۔ کہ اگر چوتھے نمبر حضرت علیؓ خلیفہ ہو۔ تو بھی وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ ثابت ہو گیا۔ اور رد اس بیچ ہو گئی۔ تو ان کی یہ بات غلط ہے۔ حالانکہ بعد اتصال کو چاہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ یاتی من بعدی اسمہ احمد

کہ حضرت علیسےؑ کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے۔ اور کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ابوداؤد طیالسی جلد اول ص۲۳ پر ہے۔ کہ حضرت علی نے فرمایا۔

عممنی رسول اللہ صلعم یوم غدیر بعمامۃ فسدلہا خلفی

مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے دن پگڑی بندھوائی جس کا کنارہ (طرہ) میرے پیچھے تھا۔

حضرات دیکھیے پگڑی تو حضرت علیؑ کو بندھوائی گئی اور خلیفے اصحاب ثلاثہ ہو جائیں۔

مناظر اہل سنت: حضرات مولوی اسمٰعیل جو خصائص نسائی ص۹ انت خلیفتی والی روایت پیش کی ہے۔ اس روایت کی سند میں ایک ابو بلج بن ابی سلیم ہے جس کا نام یحییٰ تھا۔ تہذیب التہذیب جلد دوازدہم ص۴۷ پر ہے۔

ا۔ قال البخاریؒ فیہ نظرؒ۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اس ابو بلج یحییٰ میں اعتراض ہے۔

ب:۔ ذکرہ ابن حبانؒ فی الثقات وقال یخطی۔

ابن حبانؒ نے ابو بلج کو ثقہ راویوں میں ذکر کر کے اس کے متعلق لکھا کہ یہ خطا کرتا ہے۔ (یعنی اس کی روایتوں میں خطا واقع ہوتی ہے۔)

ج:۔ ان ابن معین ضعفہ یحییٰ! ابن معین نے اس ابو بلج یحییٰ

کو ضعیف بیان کیا ہے۔

د:- وقال احمد: روی حدیثا منکراً اور امام احمد نے فرمایا۔ کہ اس ابو بلج یحییٰ نے حدیث منکر یعنی صحیح احادیث کے خلاف حدیث روایت کی ہے۔ (جس سے اس کا ضعیف ہونا ثابت ہوتا ہے۔)

نیز میزان الاعتدال للذہبی جلد ثالث ص ۳۹۲ پر اس ابو بلج کے متعلق لکھا ہے۔ ومن مناکیرہ عن عمرو بن میمون عن ابن عباس۔

اس ابو بلج کی جو روایت خصائص نسائی میں انت خلیفتی والی ہے اس روایت کو ابو بلج نے عمرو بن میمون عن ابن عباس کی سند سے روایت کی ہے۔ جو کہ اسی ابو بلج کی منکر روایت ہے یعنی اور ثقہ عادل راویوں کی احادیث کے خلاف ہے۔

لہٰذا ایسی منکر اور ضعیف روایت سے کیسے خلافت بلا فصل ثابت ہو سکتی ہے خبر واحد اگرچہ صحیح بھی ہو اور ضعیف و منکر نہ بھی ہو۔ اس سے عقیدہ اور اصول دین ثابت نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایسی کمزور روایت سے یہ شیعہ کا اصولی مسئلہ خلافت بلا فصل ثابت ہو جائے۔ حسب شرائط کوئی حدیث متواتر پیش کیجئے۔

دوسرے اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ہو۔ تو حضرت علیؓ کی مطلق خلافت پر دلالت کرے گی جس میں ہمارا اور تمہارا کوئی اختلاف

نہیں مگر خلافت بلافصل جس میں بحث ہے وہ اس سے کیسے ثابت ہو جائے گی۔

۲۔ خصائص نسائی صـ۲۳ سے جو روایت ھو ولی کل مؤمن من بعدی والی پیش کی گئی ہے۔ اس روایت کے اسناد میں جعفر بن سلیمان راوی ہے جس کے متعلق تہذیب التہذیب جلد دوم صـ۹۵۔ صـ۹۶ پر مرقوم ہے۔ انما کان یتشیع وکان یحدث باحادیث فی فضل علیؓ۔

کہ جعفر بن سلیمان شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ اور حضرت علیؓ کی فضیلت میں بہت سی احادیث بیان کرتا تھا۔

قال الدوری کان جعفر اذا ذکر معاویۃ شتمہ؛

علامہ دوری کہتے ہیں۔ کہ یہ جعفر بن سلیمان جب امیر معاویہ کا ذکر کرتا تھا تو ان کو گالیاں دیتا تھا۔

میزان الاعتدال جلد اول صـ۱۸۹ پر ہے۔ کان یحیی بن سعید لا یکتب حدیثہ ویستضعفہ۔

یحیی بن سعید اس جعفر بن سلیمان کی حدیث نہ لکھتے تھے اور اس کو ضعیف سمجھتے تھے۔

ب: قال یزید بن ربیع۔ جعفر ینسب الی الرفض

یزید بن ربیع نے کہا کہ یہ جعفر رافضی بیان کیا جاتا ہے۔

۷۔ قال ابن عدی یجعفر شیعی علامہ ابن عدی نے کہا ہے کہ جعفر بن سلیمان شیعہ ہے۔

حضرات غور کیجئے مولوی اسماعیل صاحب کس قسم کی روایات پیش کر رہا ہے جب کہ اس روایت کا راوی ہی ضعیف اور شیعہ رافضی ہے تو ایسی روایت ہمارے لئے کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے اور استدلال میں کیسے پیش کی جا سکتی ہے۔

اگر بالفرض اس روایت کے ضعف سے قطع نظر کر لی جائے۔ تو تب بھی اس روایت کو خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہے البتہ خارجیوں کی تردید کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ وَلِیّ کا معنے دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں خلیفہ بلا فصل نہیں ہے۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بعدی ہمیشہ اتصال چاہتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں تھا۔ غالباً یہ بیچارہ اپنی کتابوں سے بھی واقف نہیں ہے۔

دیکھئے یہ شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۱۲۶ پر لکھا ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام شمعون

راوصی خود گر دانید۔ وشمعون یحییٰ علیہ السلام ابن ذکریا علیہ السلام را ویحییٰ علیہ السلام منذر را ومنذر سلیمہ را۔ وسلیمہ بردہ را علیہم السلام وبردہ وصیتہا وکتاب ہا را بمن تسلیم نمود۔

دیکھئے اس روایت میں حضرت علیسے علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنے نبی گزرے ہیں۔ شمعون ۱ یحییٰ ۲۔ منذر ۳ سلیمہ ۴۔ بردہ ۵۔ تو مولوی اسماعیل صاحب سے پوچھتے۔ کہ اب بعدی کا اتصال کہاں گیا۔ نیز شیعہ کی کتاب دُرہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ کے صفحہ ۱۹۰ پر ہے۔ رُوی عن النبیؐ صلعم انّہ اخبر انّ بنی اُمیہ تملک الخلافۃ بعدہٗ۔ جناب رسول اللہ صلعم سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے خبر دی تھی۔ کہ ضرور بنی امیہ میرے بعد خلافت کے مالک ہوں گے۔

تو اب مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتے۔ کہ بنی امیہ جناب رسول اللہ صلعم کے متصلاً بعد خلافت کے مالک تھے! جبکہ جناب رسول اللہ صلعم اور بنی امیہ کے درمیان کتنے خلفاء اور ہوئے ہیں۔ تو اسی طرح جناب رسول اللہ اور حضرت علیؓ کے درمیان اور خلفاء ہونے سے حضرت علی کا من بعدی خلیفہ ہونا صحیح رہے گا۔

۴۔ ۱۔ ابوداؤد طیالسی کی پگڑی بندھوانے والی روایت کے اسناد میں اشعث بن سعید راوی رافضی شیعہ ہے۔ تہذیب التہذیب

میں مرقوم ہے واتفقوا علیٰ ضعفہ تمام محدثین اشعث بن سعید کے ضعف پر متفق ہیں۔ تو ایسے ضعیف راوی کی روایت کیسے قابل اعتبار ہو گی۔

ب:۔ مولوی اسماعیل صاحب غالباً حواس باختہ ہو چکے ہیں۔ یہاں کوئی حضرت علی کو پگڑی بندھوانے یا نہ بندھوانے کی بحث ہو رہی ہے۔ کہ آپ نے پگڑی بندھوانے کی روایت پیش کر دی۔ اگر پگڑی بندھوانے کی روایت صحیح مان لی جائے۔ تو اس کو خلافت بلافصل سے کیا تعلق ہو گا۔ دیکھئے مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۷۴ پر ہے۔

عن عبدالرحمٰن بن عوفٍ قال عمّمنی رسول اللہِ صلعم فسدلها بین یدیّ ومن خلفی رواہ داؤد۔

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں مجھے جناب رسول اللہ صلعم نے پگڑی بندھوائی جس کے کنارے یعنی (طرے) میرے آگے اور پیچھے دو لٹکا دیئے۔

حضرات مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھئے کیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو پگڑی بندھوانے سے ان کی بھی خلافت بلافصل ثابت ہو گئی۔

مناظر شیعہ:۔ مومنین کرام میں امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کے دلائل کی بوچھاڑ کر دونگا۔ جس کے جوابات کی مولوی عبدالستار میں طاقت ہی نہیں ہے۔

۱۔ فتاوٰی عبدالحی میں لیلتہ الجن کی روایت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا۔ وما اظنّ اجلی الّا قد اقترب جو کچھ میرا خیال ہے وہ یہ ہے۔ کہ میری رحلت کا وقت قریب آچکا ہے۔ تو ابن مسعود کہتے ہیں میں نے عرض کیا۔

یارسول اللّٰہ الا تستخلف ابابکرٍ فاعرض عنّی فرایت انہٗ لم یوافقہٗ قلت یارسول اللّٰہ الا تستخلف عمر فاعرض عنّی فرأیت انّہ لم یوافقہٗ قلت یارسول اللّٰہ الا تستخلف علیًّا۔ قالَ والّذی لا الٰہ غیرہٗ لو بایعتموہٗ واطعتموہٗ ادخلکم الجنّۃ۔ (ترجمہ)

یارسول اللّٰہ آپ ابوبکر کو خلیفہ نہیں بناتے۔ پس آپ نے منہ پھیر لیا۔ اسی طرح عمرؓ کے متعلق۔ اور جب میں نے علی المرتضٰے کے متعلق کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر تم نے اس کی بیعت کرلی۔ اور اطاعت کرلی۔ تو خدا تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

دیکھئے جناب رسول اللّٰہ صلعم نے ابوبکرؓ و عمرؓ کا خلیفہ بنانا پسند نہ فرمایا۔ اور علی علیہ السّلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اطاعت کرنے پر بہشت کی خوشخبری سنائی۔ اس سے بڑھ کر خلافت بلافصل کی کیا دلیل ہوگی۔

۲۔ اہل سنت کی متعدد احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ دیکھئے جس کو جناب رسول اللہ صلعم سب کا مولیٰ فرمادیں۔ اس کی خلافت بلا فصل میں کسی کو شک ہو سکتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ مولوی عبدالستار صاحب ان معتبر روایات اور واضح وصاف احادیث کا کیا جواب دے گا۔ قیامت تک جواب نہ دے سکے گا۔

مناظر اہل سنت:۔ حضرات! مولوی اسماعیل نے جو روایت فتاویٰ عبدالحی کی نقل کی ہے۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی یحییٰ ابن یعلی اسلمی ہے۔ جس کے متعلق تہذیب التہذیب جزء ۱۱ صہ۳۰۲ پر ہے۔ قال ابن عدیؒ کوفیؒ من الشیعۃ علامہ ابن عدیؒ نے فرمایا۔ کہ یحییٰ ابن یعلی اسلمی۔ کوفی شیعہ ہے۔ اور تقریب التہذیب کے صہ۵۵۶ پر ہے۔

یحیی بن یعلی الاسلمی الکوفی شیعیؒ ضعیفٌ من التاسعۃ یحیی بن یعلی اسلمی کوفی ہے جو شیعہ تھا۔ نہایت ضعیف راوی ہے جو نویں (۱/۹) درجہ میں شمار کیا گیا ہے۔

نیز اسی روایت کی سند میں ایک دوسرا راوی ابو عبداللہ جدلی

ہے جس کے متعلق تقریب التہذیب کے صفہ ۵۹ پر ہے۔

رُمِیَ بالتشیع ابو عبداللہ جدلی کو شیعہ بیان کیا گیا ہے۔

تہذیب التہذیب صفہ ۱۴۸ جز ۱۲ پر ہے۔ ابن سعدؒ نے فرمایا۔

وکان شدید التشیع کہ ابو عبداللہ جدلی سخت شیعہ تھا۔

اور میزان الاعتدال للذہبی کے صفہ ۳۶۷ ج ۳ پر ہے۔

ابو عبد اللہ الجدلی شیعی بغیضٌ۔

ابو عبداللہ جدلی شیعہ تھا۔ اور اصحابہ کرام سے سخت بغض رکھتا تھا۔

طبقات الکبیر صفہ ۱۵۹ ج ۶ طبع جرمن پر علامہ ابن سعد لکھتے ہیں۔ کہ

اِسمُہٗ عبدۃ بن عبد بن عبد اللہ۔ یستضعف فی حدیثہ

وکانَ شدید التشیّع (ترجمہ)

ابو عبداللہ جدلی کا نام عبدہ بن عبد بن عبداللہ ہے۔ حدیث کی روایت میں اس کو ضعیف سمجھا جاتا ہے اور یہ سخت قسم کا شیعہ تھا۔

فتاوی عبدالحی سے اس پیش کردہ روایت کے ہم معنیٰ ایک دوسری روایت بھی وہاں فتاوی میں ہے جس کی سند میں ایک راوی مینا موجود ہے جس کے متعلق موضوعات شوکانی طبع لاہور صفہ ۱۲۵ پر لکھا ہے

مینا مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوفٍ لیس بثقۃٍ قد اتہم

بوضعہٖ۔ (ترجمہ)

میناجو عبدالرحمن بن عوف کا مولی (غلام آزاد شدہ) ہے۔ ثقہ اور قابل اعتبار راوی نہیں ہے۔ خود حدیث وضع کرنے کے ساتھ متہم ہے۔

عبداللہ سیوطی نے اللآلی الموضوعۃ فی احادیث الموضوعۃ کے صفحہ ۱۹۷ پر اس میناء کے متعلق لکھا ہے۔ ۔ غالٍ فی التشیع لیس بثقۃ

یہ میناء غالی شیعہ تھا۔ ثقہ اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

تقریب التہذیب کے صفحہ ۵۱۱ پر اس میناء ابن ابی میناء الخزار کے متعلق ہے۔ رُمی بالرفض وکذبہ ابوحاتم میناء کو رافضی بیان کیا گیا ہے اور ابوحاتم نے اس کو جھوٹا راوی کہا ہے۔

تہذیب التہذیب کے صفحہ ۳۹۷ ج ۱۰ پر اس میناء کے متعلق لکھا ہے۔ قالَ الجوزجانی انکر الائمۃ حدیثہٗ لسوء مذھبہ۔

علامہ جوزجانی نے کہا۔ کہ ائمہ حدیث نے اس میناء کی حدیث کا انکار کیا بوجہ اس کے بدمذہب ہونے کے۔

اور ابوحاتم نے کہا۔ تہذیب التہذیب صفحہ ۳۹۷ لا یعباء بحدیثہ کان یکذب قال ابن عدی انہٗ یغلوا فی التشیع۔

اس میناء کی حدیث قابل اعتبار نہیں۔ یہ جھوٹ کہتا تھا اور ابن عدی نے فرمایا۔ یہ میناء شیعہ ہونے میں غلو کرتا تھا۔

حضرات! یہ قاضی عبدالحی کی روایتوں کا حال ہے۔ کہ جس کے

روایت کرنیوالے ہی شیعہ کذاب جھوٹے راوی ہوں۔ کیا ایسی روایت سے ہمارے سامنے خلافت بلافصل جیسا اصولی مسئلہ جس پر ایمان و کفر کا دار و مدار رکھا گیا ہے۔ ثابت ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں بفرض محال اگر اس روایت کو مان بھی لیا جاوے۔ تو اس روایت میں کہاں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہو۔ کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں میں نے ان کو مقرر کر دیا ہے۔ عقائد ترغیبی کلمات سے ثابت نہیں ہوتے حضور صلعم کو نور نبوت اور اطلاع الہٰی سے یہ معلوم تھا۔ کہ حضرت علی کی خلافت میں فتنہ فساد اور اختلاف ہو گا۔ اس لئے آپ نے حضرت علیؓ کی اطاعت اور بیعت کی ترغیب دی۔ باقی اعلان اور تقرری خلیفہ آپ صلعم نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور ارادہ پر چھوڑا۔ اس لئے تو آں حضرت صلعم ابو بکر و عمر و علی کی خلافت کا اعلان کر کے اور عام صحابہ کرام کو منوا کر نہیں گئے۔ اور یہی مشیت ایزدی تھی۔ جناب رسول اللہ صلعم مشیت ایزدی کے خلاف کر کے عبد اللہ بن مسعودؓ کے کہنے پر کیسے تقرری اور اعلان فرماتے۔

۲۔ حضرات! مولوی اسمٰعیل کی دوسری مایۂ ناز دلیل روایت من کنتُ مولاہ فھذا علی مولاہ ہے۔ مولیٰ کا معنی خلیفہ بلافصل نہیں آتا۔ (۱) قرآن مجید میں ہے فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَولٰہُ وَجِبرِیلُ وَ صالحُ المؤمنین یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اللہ تعالیٰ مولیٰ ہے۔

اور جبریل اور صالح مؤمن مولیٰ ہیں۔ تو کیا اس کا یہی مطلب ہوگا۔ کہ اللہ اور جبریل اور صالح مومن جناب رسول اللہ کے خلیفہ بلا فصل ہیں۔ باقی جیسا جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو مولیٰ کہا ہے اسی مشکوٰۃ شریف کے صد ۲۹۳ پر ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے زید بن حارثہ کو فرمایا۔ امت اخونا و مولانا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔

تو کیا حضرت زید بن حارثہ بھی جناب رسول اللہ صلعم کے خلیفہ بلا فصل تھے۔

۳۔ شیعہ حضرات آپ جو ہمیشہ کہا کرتے ہیں۔ مولانا کفایت حسین صاحب۔ مولانا بشیر صاحب۔ مولانا محمد اسماعیل وغیرہ۔ کیا یہ سب مولانا بلا فصل خلیفہ ہیں۔ یہ وہی مولیٰ کا لفظ تو ہے جو جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا! اور آپ اپنے علماء کے متعلق فرما رہے ہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب! حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا ہمارے مولیٰ ہیں اور مقتدا پیشوا رہنما ہیں۔ آپ خلافت بلا فصل کی کوئی دلیل پیش کیجئے ورنہ اپنی شکست کا اعلان کر دیجئے۔ مولیٰ کے لفظ کا معنی تو مطلق خلافت بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ خلافت بلا فصل ہو۔

مناظر شیعہ: حضرات! مومنین کرام جناب رسول اللہ صلعم نے غدیر کے موقعہ پر جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ

ما انزل الیک من ربک۔ تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اور اس سے ان کی خلافت کا اعلان کیا۔ اور مولوی عبدالستار مجھے صبح سے بار بار کہہ رہا ہے کہ مجھے خلافت بلافصل کا لفظ دکھاؤ۔ دیکھئے یہ اہل سنت کی معتبر کتاب ابطال الباطل ہے۔ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ وھو خلیفتی بلا فصل۔ جوں ہی شیعہ مولوی نے یہ روایت پیش کی تو صدر اہلسنت مولانا اللہ یار خان صاحب اور علامہ تونسوی مناظر اہل سنت نے فرمایا۔ یہ کتاب ہمیں دکھائیے۔ کہاں ہیں یہ الفاظ۔ تو فوراً بیچارے مولوی اسماعیل نے اس کتاب کو پھینک دیا۔ اور اپنی کتابوں میں خلط ملط کر دیا۔ اس پر سارے شیعہ عوام و خواص گھبرا گئے۔ کہ شاید ہمارے مناظر نے جھوٹ بولا ہے۔ ادھر علامہ تونسوی مناظر اہلسنت نے کڑک کر فرمایا۔ میں چھوڑنے والا نہیں ہوں جلدی کتاب دکھاؤ۔ اس پر سارے شیعہ مولوی اسٹیج پر کھڑے ہو گئے۔ اور کتاب تلاش کرنے لگے۔ صدر اہل تشیع مولوی امیر محمد قریشی نے فرمایا۔ اہل سنت حضرات صبر کریں۔ کتاب تلاش کی جا رہی ہے۔ علامہ تونسوی صاحب نے فرمایا جب وہ کتاب مولوی اسماعیل صاحب کے ہاتھ میں تھی اور اس کا حوالہ پڑھ کر ثبوت پیش کر رہے تھے۔ اب وہ کہاں غائب ہو

ہوگئی ہے۔ کہ تلاش کی جارہی ہے جب ادھر علامہ تونسوی کی طرف سے زور دیا گیا۔ تو مجبوراً کتاب نکالی گئی۔ تو مولوی اسمٰعیل نے نہایت شرمسار ہو کر اقرار کیا۔ کہ یہ لفظ میں نے اپنی طرف سے کہے تھے۔ کتاب میں نہیں ہیں۔ اس پر شیعہ مناظر کی دیانت و علمیت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ منظر قابل دید تھا۔ اہل سنت کے چہرے خوشی سے ہشاش بشاش تھے اور بیچارے شیعوں کے کچھ لوگ، تو اس وقت مناظرہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور باقی دل میں یہ محسوس کر رہے تھے۔ کہ ہم نے مولوی اسمٰعیل کو منگا کر اپنے مذہب کو رسوا کیا۔

اس کے بعد مولوی اسماعیل صاحب نے حسب ذیل تقریر کی۔

دیکھئے اہل سنت کی معتبر کتاب میں موجود ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو کہا کہ آج سے تو ہمارا مولیٰ ہے۔ دیکھئے اہل سنت کے حضرت عمرؓ تو حضرت علیؓ کو مولیٰ مان رہے ہیں۔ مگر مولوی عبدالستار حضرت علی کو مولیٰ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بار بار انکار کرتا ہے۔ تو جس معنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے مولیٰ ہیں۔ اسی معنے سے حضرت علی بھی مومنین کے مولیٰ ہیں۔ لہٰذا یہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت بلافصل کی کیسی واضح دلیل ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلعم نے غدیر خم پر اس خلافت کا اعلان فرما دیا۔ جیسے کہ بیان کر چکا ہوں۔

مناظر اہل سنت:۔ حضرات! مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے غدیر خم پر حضرت علی کی خلافت کا اعلان کیا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ دنیا کے گھی گڑ۔ تمباکو کا اعلان تو شہر میں ہو۔ اور حضرت علی المرتضےٰ کی خلافت کا اعلان نہ مکہ میں نہ مدینہ میں۔ نہ بیت اللہ میں۔ نہ مسجد نبوی میں اور نہ عرفات میں جہاں ہزاروں کے مجمع تھے۔ بلکہ ایک جنگل کے تالاب پر اعلان کرنے کی نوبت کیوں آئی۔ نماز دین کے مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے کئی سو مقامات پر قرآن مجید میں واضح الفاظ میں اس کی فرضیت کا اعلان ہے۔ حضرت علی کی خلافت کا مسئلہ جب اصول دین میں سے ہے۔ قرآن میں اس کا ذکر تک کہیں نہیں۔ اور نہ احادیث میں۔ اور اگر ہے۔ تو شیعہ کے نزدیک ایسی ایک روایت ہے جو کہ جنگل میں بیان کی گئی۔ اور وہاں بھی واضح الفاظ میں اعلان نہیں کیا گیا۔ اور مولیٰ کا لفظ کہا گیا۔ جس کا معنیٰ خلیفہ بلا فصل دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ اور میں مولیٰ کا معنیٰ آیات قرآن مجید اور احادیث شریف سے پہلے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ خلیفہ بلا فصل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ میرے پاس لغت کی جامع کتاب المنجد ہے۔ جس کے صفحہ ۱۰۲۱ پر مولیٰ کے معانی مذکور ہیں۔ "دوست" "پڑوسی" "چچا زاد بھائی" "غلام" "داماد" وغیرہ جن میں خلیفہ بلا فصل کا نام و نشان بھی نہیں۔

باقی مولوی اسماعیل کا یہ کہنا۔ کہ جس معنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مولیٰ ہیں۔ اسی معنیٰ سے حضرت علیؓ مولیٰ ہیں۔ تو یہاں اس روایت میں مولیٰ کا معنیٰ دوست کا ہے جس پر اسی روایت کے اگلے الفاظ خود دال ہیں۔

اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اے اللہ تو دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے۔ یہ الفاظ ظاہر و بیّن قرینہ ہیں۔ کہ اس روایت میں مولیٰ کا معنیٰ دوست ہے جس کی بنا پر روایت کا معنیٰ یہ ہے "جس کا میں دوست ہوں۔ اس کا علی دوست ہے۔ اس سے اُس شخص کو تنبیہہ مقصود تھی جس کی حضرت علی سے کچھ قدر رنجش تھی جس رنجش کا کہ آں حضرت صلعم کو اسی جنگل میں علم ہوا۔ اور اسی کا اس جنگل میں فیصلہ فرما دیا۔ ورنہ اگر خلافت کا اعلان مقصود تھا تو حضور صلعم عرفات کے میدان میں جہاں ہزاروں کا مجمع تھا۔ اس میں ضرور اعلان فرماتے۔ اس کے بعد اگر مولوی اسماعیل صاحب خواہ مخواہ بضد ہوں۔ کہ یہ ضرور حضرت علی کی خلافت بلا فصل کا اعلان تھا۔

تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ یہ اعلان غدیرِ خُم کے جنگل و تالاب پر کیوں ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلعم نے عرفات کے میدان میں کیوں یہ اعلان نہ کیا۔ باقی حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو اپنا دوست کہا اور سمجھا یہی ہمارا بھی ایمان ہے۔ کہ جناب علیؓ ہمارے مولیٰ و محبوب ہیں۔

مناظرِ شیعہ:۔ حضرات! مولوی عبدالستار صاحب پوچھتے ہیں کہ

خلافت علی کا اعلان غدیر خم پر کیوں ہوا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہاں سے راستے جدا ہونے والے تھے۔ اس لئے وہاں غدیر خم پر اعلان فرما کر حضرت علی رض کی خلافت بلا فصل کو ثابت فرمایا۔ اور اہل سنت کی معتبر کتاب میں ثابت ہے کہ آں حضرت صلعم نے غدیر خم پر ہی یہ الفاظ فرمائے من کنت مولاہ فھذا علیٌ مولاہ۔ جس طرح آں حضرت صلعم مولائے کل ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام بھی مولائے کل ہیں۔ تو مولائے کل کی موجودگی میں دوسرے کی امامت و خلافت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

مناظر اہل سنت: حضرات! مولوی اسماعیل صاحب اب تو حقائق و واقعات کے خلاف کچھ بہکی بہکی باتیں بیان کرنے لگے ہیں۔ یہ تو کہتے ہیں۔ کہ وہاں زیادہ مجمع تھا اور مختلف رستے پھوٹتے تھے اس لئے وہاں اعلان کیا اور ان کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے صفحہ ۳۳ پر یوں لکھا ہے۔ کہ جبریل علیہ السلام نے عرفات کے میدان میں حج کے روز آکر اللہ کا یہ حکم پہنچایا۔ کہ لوگوں سے حضرت علی کی خلافت پر بیعت لے لو۔ اور حضرت علی کی خلافت و امامت کا اعلان کر دیں۔ کیونکہ اب آپ کی رحلت کا وقت قریب ہے تو جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی قوم کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹال دیا۔ اور تعمیل نہ کی۔ اور وہاں سے واپس مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں جب مسجد خیف پہنچے، تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور پھر نبی علیہ السلام

کو حکم دیا۔ کہ جناب علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ مگر پھر بھی جناب رسول اللہ صلعم نے ٹال دیا اور حکم کی تعمیل نہ کی اور آپ وہاں سے چلتے چلتے کراع غمیم کے مقام پر جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ پہنچے۔ تو پھر جناب رسول اللہ صلعم پر جبریل ؑ نازل ہوئے۔ اور تیسری بار پھر وہی حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔ کہ جناب علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ تو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مجھے اپنی قوم سے ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری حفاظت کی ذمہ داری کی کوئی آیت لاؤ۔ تب یہ حکم لوگوں میں پہنچاؤں گا۔ جبریل علیہ السلام واپس ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ کر سارا ماجرا عرض کیا۔ اور ادھر جناب رسول اللہ صلعم چلتے چلتے غدیر خم پر پہنچے کہ جحفہ کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو یہاں جبریل علیہ السلام غدیر خم پر چوتھی بار آئے۔ تو اس دفعہ آنے کے متعلق احتجاج طبرسی صفحہ ۳۲ پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

اتاہ جبریل علی خمس ساعات مضت من النہار بالزجر والانتہار۔ (ترجمہ)

تو اس روز جبکہ دن کی پانچ گھڑیاں گزر رہی تھیں جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس سخت زجر و توبیخ لے کر اترا۔

اور زجر و توبیخ کے ساتھ کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا تجھے حکم ہے۔ کہ حضرت علی رض کی خلافت کا اعلان کر دو۔ میں تجھے لوگوں سے محفوظ رکھوں گا۔ اگر تو نے اب

بھی حضرت علی کی خلافت کا اعلان کیا۔ تو تو نے رسالت کے فرائض انجام نہ دیئے تو پھر زجر توبیخ کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر یہ الفاظ کہے۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جو کہ خلافت مطلق کا معنی بھی نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ خلافتِ بلافصل پر دلالت کریں۔ تو حضرات اب غور کیجئے کہ مولوی اسماعیل صاحب تو کہتے ہیں کہ غدیر خم پر اعلان اس لئے کیا گیا۔ کہ یہاں راستے پھوٹتے تھے اور لوگ بہت تھے اور ان کی کتابیں یہ کہتی ہیں۔ کہ اعلان تو وہاں عرفات کے میدان میں کرنا تھا۔ لیکن نبی علیہ السلام نے ڈر کر وہاں اعلان نہ کیا بلکہ غدیر خم پر بھی زجر و توبیخ کے بعد مجبور ہو کر گول مول الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ جس کا معنی خلافت بلافصل سوائے شیعہ حضرات کے کسی نے بھی نہیں سمجھا۔

حضرات! سے خدا سے کس کو جائز اس طرح ردوبدل ہوگا!

تمہیں انصاف سے کہدو یہ عقدہ کیسے حل ہوگا

شیعہ حضرات نے جناب علی کی خلافت کے لئے تو یہ کہانی گھڑی۔ لیکن ان بیماردل کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کہانی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا زد پڑے گی۔

۲۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی تعجب سے خالی نہیں۔ کہ غدیر خم پر مجمع منتشر ہوتا تھا اور وہاں سے راستے پھوٹتے تھے۔ یہ کتنی غلط بات ہے۔ کیونکہ

غدیر خم مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ حالانکہ جو لوگ یمن اور عراق بحرین عدن اور غدیر خم سے جنوب کو رہنے والے تھے۔ وہ سب غدیر خم پر کیسے موجود تھے۔ کہ وہاں اعلان سُن لیتے۔ تو تمام لوگوں کا مجمع تو عرفات یا مکہ معظمہ میں تھا اور مختلف علاقوں کے لوگ شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً وہاں سے جانے تھے تو یہ اعلان بھی وہاں کرنا تھا۔ نہ کہ غدیر خم پر۔

۱۲۔ مولوی اسماعیل صاحب! تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو۔ دیکھئے حضرت علی المرتضیٰ کو جب امیر عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے خلیفہ ہونے کیلئے کہا۔ تو حضرت علی المرتضیٰ نے اُس وقت اُن لوگوں کو فرمایا۔ نہج البلاغہ جلد اوّل ص ۱۸۲

دعونی والتمسوا غیری۔ تم لوگ مجھے امیر و خلیفہ بنانے سے چھوڑ دو۔ کوئی اور بنالو۔ اور اس کے بعد فرمایا۔

وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم۔ وانا لکم وزیراً خیرٌ لکم منّی امیراً

اور اگر تم مجھ کو (امیر بنانے سے) چھوڑ دو۔ تو میں تم میں سے ایک کی مثل رہوں گا۔ اور جس کو تم اپنا امیر بناؤ شاید میں تم سے زیادہ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کروں گا۔ اور (یاد رکھو) میرا وزیر ہونا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میرے امیر و خلیفہ ہونے سے۔

غور کیجئے! اگر حضرت علیؓ منصوص من اللہ اور خدا ورسول کی طرف سے مقرر و منتخب شدہ خلیفہ بلافصل ہوتے۔ تو لوگوں کو یہ کیوں فرماتے کہ مجھے خلیفہ نہ بناؤ کسی اور کو بناؤ۔

حضرات! آپ اس بات کو بخوبی دیکھ چکے ہیں۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب حسب شرائط حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر کوئی ایک دلیل بھی نص قرآن مجید اور حدیث متواتر اہل سنت سے پیش نہیں کر سکا۔ اور نہ کر سکتا ہے۔

مناظر شیعہ:۔ (آخری تقریر) حضرات مومنین کرام میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی خلافت قرآن مجید سے ثابت کی۔ کہ خلافت منصوص من اللہ تھی اور حضرت علی المرتضیٰ کا خلیفہ بلافصل ہونا۔ اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا۔ اور سلطانا نصیرا" بھی یہی حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کو ثابت کرتی ہے۔ اور جعلنا لھم لسان صدق علیا" میں بھی صاف طور پر حضرت علی کا نام موجود ہے اور مولوی عبدالستار صاحب جو اس بات پر زور دے رہا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زجر و توبیخ کی گئی۔ تو یہ کوئی حرج کی بات نہیں۔

(جب یہ بات مولوی اسمٰعیل صاحب نے کہی۔ تو بیچارے شیعوں کی گردنیں مارے شرم کے جھک گئیں اور ان کے چہرے مرجھا گئے)۔

اور مولوی اسماعیل بیچارہ غصہ میں کتابیں ادھر ادھر مار رہا ہے۔ اور مناظر اہل سنت اور مسلمانان اہل سنت کے چہرے فتح وکامرانی سے چمک رہے تھے۔

مناظرہ موضوع نمبر چہارم

خلافت خلفاء راشدین حضرت سیدنا ابی بکر الصدیق وعمر فاروق وعثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از قرآن مجید وحدیث رسول پاک صلعم و از کتب شیعہ

مدعی اہل سنت معترض اہل تشیع

مناظر اعظم تنظیم اہل سنت پاکستان

مولانا علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ

ا۔ بعد الحمد والصلوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم

فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون

اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ تم میں سے ضرور ہیں زمین میں خلیفے بناؤں گا۔ جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں میں بھی خلیفے اور بادشاہ بنائے تھے اور ضرور ان کے اس مذہب کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے متمکن و مضبوط کر دوں گا۔ اور ان کے خوف و خطر کو امن و امان سے بدل دوں گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کریں گے۔ جو اس کے بعد ناشکری کرے گا وہ فاسق ہے،

حضرات! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کے لئے یہ امور صراحتہً آیت میں بیان فرما دیئے ہیں۔

۱۔ خلافت مومنین کو دی جاوے گی جن کے اعمال صالح ہوں گے۔

۲۔ منکم کا لفظ الذین آمنوا کے بعد صراحتہً ذکر فرما کر مخاطبین اولین صحابہ کرام سے یہ وعدہ خلافت فرمایا گیا ہے۔

۳۔ اس آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں۔ جو کم از کم تین افراد کو ضرور چاہتے ہیں۔

۴۔ لیمکنن لھم دینھم یعنی ضرور ان کی خلافت زمین میں ہوگی۔

اور ان کے دین و مذہب کو تمکین و مضبوطی و قوت حاصل ہوگی۔

۵۔ ولیبدّ لنّھم من بعد خوفھم امنا یعنی ان خلفاء کو خوف و خطر کے بعد امن و اطمینان عطا کر دیا جائیگا۔

میں پورے اعلان کے ساتھ کہتا ہوں کہ اِس آیت کا مصداق خلفاء راشدین ہی ہیں۔ اور یہ آیت انہی خلفاء راشدین کی خلافت پر پوری پوری صادق آتی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرات خلفاء راشدین اس آیت کا مصداق نہیں۔ تو وہ آیت کے مذکورہ بالا تمام امور منصوصہ کو مدنظر رکھ کر بتلائے کہ وہ کون سے خلفاء ہیں جو کہ نزول آیت کے وقت مخاطب اور موجودہ بھی ہوں اور کم از کم تین بھی ہوں اور ان کو تمکین فی الارض بھی حاصل ہو۔ اور ان کے دین کے طریقہ کا بھی بول بالا ہو۔ اور ان کے خوف و خطر امن و اطمینان سے بدل دیئے گئے ہوں۔ اور میں تو پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ اس آیت کا مصداق خلفاء راشدین ہی ہیں۔ اگر خلفاء راشدین مراد نہیں۔ تو پھر اس وعدہ کی سچائی کے لئے آیت کا مصداق کون ہیں۔

۲۔ احقاق الحق صد۱۶ امام جعفر صادق نے جناب ابوبکر الصدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا۔

هُما إمامانِ عادِلانِ۔ وہ دونو حضرات امام تھے۔

قاسطان کانا علی الحق ومانا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ - جو عادل و منصف تھے ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر فوت ہوئے - پس ان دونو پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو قیامت کے دن -

دیکھئے حضرات - جناب جعفر صادق رضؓ نے جناب ابوبکرؓ و عمرؓ کی امامت و خلافت کو کیسے عمدہ الفاظ میں ذکر کیا - کہ وہ دونو امام عادل و منصف تھے اور مرتے دم تک حق پر رہے -

۳- شیعہ کی معتبر تفسیر صافی صہ ۵۲۳ پر ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی اہلیہ محترمہ بی بی حفصہ رضؓ کو فرمایا -

اِنَّ اَبَابَکرٍ یَلِی الخِلَافَۃَ مِنْ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوکِ تحقیق ابوبکر صدیق رضؓ میرے بعد خلافت کا والی ہوگا اور اس کے بعد تیرا باپ (حضرت عمر رضؓ) خلیفہ ہوگا -

جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت حفصہ رضؓ کو یہ خوشخبری اس وقت سنائی جبکہ وہ مغموم بیٹھی تھیں -

۴- احتجاج طبرسی صہ ۵۴ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے جناب ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی - ثُمَّ تَنَاوَلَ یَدَ اَبِی بَکرٍ فَبَایَعَہٗ پھر حضرت علی رضؓ نے ابوبکر رضؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی -

۵۔ احتجاج طبرسی ص۶۵ پر ہے حضرت اسامہؓ نے جناب علی المرتضیٰ سے پوچھا ھل بایعتہ کیا آپ نے ابوبکرؓ کی بیعت کرلی ہے۔ فقال نعم یا اسامۃ تو حضرت علی نے جواب دیا۔ کہ ہاں اے اسامہ میں نے بیعت کرلی ہے۔

حضرات غور کیجئے۔ اگر جناب ابوبکر صدیقؓ کی خلافت حق نہ ہوتی۔ تو جناب علی المرتضٰے کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے۔

مناظر شیعہ: حضرات مومنین کرام (۱) میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ حضرات خلفاء کی خلافت نص سے ہے۔ یا اجماع ہے۔ ذرا وضاحت سے بیان کیجئے۔ (۲) تمہارے خلفا کی خلافت کے منکر کافر ہیں۔ یا نہ اگر اس خلافت کے منکر کافر نہیں۔ تو اس آیت کے ماتحت وہ خلیفے نہیں۔ لہٰذا مولوی عبدالستار صاحب اس کی تشریح کریں۔ کہ وہ کس طرح آیت کا مصداق ہیں۔

۳۔ مولوی عبدالستار صاحب منکم کے لفظ سے استدلال کر رہے ہیں کہ حاضرین اور صحابہ جو مخاطبین اولین ہیں۔ ان میں سے تین کا ہونا ضروری ہے۔ تو میں مولوی عبدالستار صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آیت اطیعوا اللّٰہ اطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں۔ یا۔ کتب علیکم الصیام وغیرہ میں جو جمع مخاطب کے صیغے ہیں۔ ان میں

صرف حاضرین کو خطاب ہے باقی امت پر اولی الامر کی اطاعت یا روزے فرض نہیں ہیں۔

۴۔ مولوی عبدالستار نے حضرات سنے امام جعفر صادقؓ کا جو یہ ارشاد ہما اماماں عادلان قاسطان پڑھا ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ابوبکر و عمر امام اہلِ نار کے تھے۔ اور عادل کا معنیٰ یہ ہے۔ کہ وہ دونوں حق سے پھر گئے۔ اور وہ دونو ظالم تھے۔ اور کانا علی الحق کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ دونو زور و زبردستی سے حق پر چڑھ گئے۔ اور اسی حالت پر فوت ہوئے۔ اور فعلیھا رحمۃ اللہ یوم القیامہ سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے دن ان دونو پر جناب رحمۃ اللعالمین جناب رسول اللہ صلعم چڑھ جائیں گے۔ اور ان سے اہل بیت علیہم السلام کا حق وصول کریں گے۔

۵۔ اور تفسیر صافی سے جو روایت مولوی عبدالستار صاحب نے نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ خبر خلافت کی اطلاع کسی کو نہ دینا مگر حضرت حفصہؓ نے خیانت کر کے جناب رسول صلعم کے راز کو ظاہر کر دیا دیکھے حضرات مومنین کرام! مولوی عبدالستار نے یہ حصہ روایت کا آپ کے سامنے بیان نہیں کیا۔

علاوہ ازیں اہل سنت کی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۹ صفحہ ۲۵۳ پر ہے۔ کہ حفصہؓ کی ہر روایت کی سند میں ضعف ہے۔

لہٰذا تفسیر صافی کی یہ روایت بھی حضرت حفصہؓ سے ہے۔ جو ضعیف ہے لہٰذا قابل اعتبار نہیں۔

مناظر اہل سنت: حضرات! خلافت خلفاء راشدین قرآن مجید میں منصوص بالعلم نہیں۔ بلکہ منصوص بالصفات اور موعود بالایمان ہے جس کا مظہر اور ظاہری سبب اجماع ہے یعنی جناب رسول اللہ صلعم کے خلفاء راشدین میں سے کسی کا نام لے کر خاص طور پر اس کی خلافت کا اعلان تو قرآن مجید میں نہیں کیا گیا نہ جناب ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کا۔ اور نہ جناب علی المرتضٰے اور حضرت عثمان غنیؓ کا۔ بلکہ صرف صفت ایمان و اعمال صالحہ پر خلافت کو حاضرین پر منصوص و موعود لکھا گیا ہے جس کو اجماع نے ظاہر کر دیا ہے لہٰذا خلافت منصوص و موعود بالصفات ہے۔

۲۔ اگر خلافت منصوص بالعلم ہوتی تو اس کا منکر کافر ہوتا چونکہ یہ خلافت منصوص بالصفات ہے۔ لہٰذا اس کا منکر فاسق ہے۔

(جس کو قرآن مجید کی اسی آیت استخلاف میں واضح کر کے بیان کر دیا گیا ہے۔ (ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔

جس نے اس وعدہ کے بعد ناشکری کی وہ فاسق ہیں۔ لہٰذا خلافت کا منکر فاسق ہوگا۔

۳۔ مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ کتب علیکم الصیام اور اولی الامر منکم وغیرہ میں اِن تمام امور کے مخاطب اوّل صحابہ تھے۔ باقی امت ان تمام امور میں انکے ساتھ شریک ہے۔ کیا مولوی اسماعیل صاحب یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ کتب علیکم الصیّام میں جو روزے کی فرضیت کا حکم ہے وہ صحابہ کرام پر نہ تھا اور باقی امت پر ہو گیا ہے۔ تو جیسے اولاً روزہ صحابہ کرام پر فرض تھا اور بعد باقی اُمت پر ہُوا۔ تو اسطرح آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم میں بھی پہلے خلفاء صحابہ کرام میں سے ہوں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ کہ صحابہ کرام میں سے کوئی اس وعدہ کا مصداق نہ ہو۔ اور باقی امت مصداق ٹھہرے۔ لہذا مولوی اسماعیل صاحب ثابت کریں۔ کہ خلفاء راشدین کے علاوہ اُس آیت کے مصداق مخاطبین اوّلین میں سے کون ہیں۔ آپ کو اِدھر اُدھر بھاگنے نہیں دیا جائے گا۔ میں تو تیری رگیں جانتا پہچانتا ہوں۔ ذرا سوچ سمجھ کر بتائیے۔

۴۔ حضرات! مولوی اسماعیل نے ھما اماماں عادلان کا جو ترجمہ کیا۔ وہ انتہائی تعجب خیز ہے میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ میرے مناظرہ کیلئے کوئی اہل علم مجتہد لکھنو وغیرہ سے لائیں گے۔ مگر آپ ایسے علم سے کورے ... کو لائے جو ذرا بھی عربی عبارات کا معنیٰ و مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ دیکھئے عادل کا معنیٰ ظالم سے کرتا ہے۔ اور حق پر

ہونیکا مطلب زور و زبردستی سے حق پر چڑھ جانا بیان کرتا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر خدا کی رحمت ہونے کا مطلب جناب رسول اللہ صلعم کے چڑھ جانے کا کرتا ہے۔ کیا آپ لوگ یہ جو کہتے ہو۔ کہ ہمارے باپ دادا۔ استاد۔ پیر و مرشد پر خدا کی رحمت ہو۔ اس کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ ان پر جناب رسول اللہ صلعم چڑھ جائیں گے اور تم جو کہتے ہو کہ فلاں آدمی عادل ہے۔ اور فلاں حق پر ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ ظالم ہے اور دوسروں کے حق پر چڑھ جاتا ہے۔ آپ کے مناظر نے حضرت امام جعفر صادقؑ کے قول وارث دکا ترجمہ کرنے میں اُس قسم کا ظلم کیا ہے۔ جو شاید کسی جاہل ذاکر نے آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر کے معنی کرنے میں ظلم کیا تھا۔ کہ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) آمنت باللہ کا معنی کرنے میں ظلم کیا تھا۔ کہ مان لے تو آیا بلا (بلی کا نر) وملائکتہ اور ملائی کھا گیا۔ وکتبہ اس پر کتے چھوڑ دیئے گئے۔ ورسلہ اور اس کو رسیوں میں باندھا گیا۔ والیوم الآخر وہی اس بلے کا آخری یوم تھا کہ مار دیا گیا۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل صاحب جو یہ کہتے ہیں۔ کہ تفسیر صافی والی روایت میں پہلے یہ الفاظ ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے بی بی حفصہ کو خبر خلافت کی اطلاع نہ دینے کا حکم دیا تھا اور حضرت حفصہؓ نے خیانت کر کے خبر دیدی

تو اس بات کے بیان کرنے سے مولوی اسماعیل صاحب کو کیا فائدہ ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی اہلیہ محترمہ کو خوش کرنے کیلئے جو خبر خلافت ابی بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے متعلق بیان کی وہ صحیح تھی۔ یا غلط۔ مولوی اسماعیل صاحب اِدھر ادھر بھاگنے کی کوشش مت کیجئے اصل بات کا جواب دیجئے۔

باقی مولوی صاحب کا یہ ارشاد فرمانا کہ بی بی حفصہ کی ہر روایت کمزور ہے۔ لہٰذا یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔ یہ بالکل فضول اور مہمل بات ہے کیونکہ شیعہ علمار نے یہ روایت جناب امام محمد باقرؑ وغیرہ ائمہ معصومین سے نقل کی ہے۔ کوئی انہوں نے یہ روایت بی بی حفصہؓ سے تو نقل نہیں کی۔ دوسرے مولوی اسماعیل صاحب نے جو حوالہ فتح الباری سے نقل کیا ہے۔ کہ بی بی حفصہؓ کی ہر روایت ضعیف ہے۔ کیا صاحب فتح الباری نے شیعہ کتابوں کے راویوں کے متعلق اصول بیان کیا ہے۔ اُس نے اگر بالفرض کوئی بات لکھی ہے تو وہ اپنے مذہب کی کتابوں اور راویوں کی روایات کیمتعلق لکھی ہے۔ اور میں نے جو یہ روایت پیش کی ہے۔ یہ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر صافی سے نقل کر کے پیش کی ہے۔ صاحب فتح الباری کو شیعہ کتابوں کے راویوں سے کوئی بحث ہی نہیں۔ ہاں مولوی اسمٰعیل کو چاہیے تھا کہ وہ اپنی کتابوں سے اِس روایت کا ضعف ثابت کرتے اور اگر مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے مذہب شیعہ کا بطلان و ضعف اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ تو پھر اہل سنت کی کتابوں کے لحاظ سے تو ان کا تمام مذہب

باطل و ناحق ہے۔

۶:- حضرات! میں نے صدیق اکبرؓ کی خلافت کے برحق ہونے کے ثبوت میں حضرت علی المرتضیٰ کا بیعت کرنا شیعہ کتاب احتجاج طبرسی کے صفحہ ۵۴ اور صفحہ ۵۶ سے ثابت کیا ہے اور مولوی اسماعیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرات آپ ان تمام امور پر غور کیجئے۔ کہ اگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت ناحق ہوتی۔ تو جناب رسول اللہ صلعم بجائے خوشخبری سنانے کے اس کی تردید فرمائے کیونکہ نبی علیہ السلام ہر فتنے اور ہر باطل کی تردید کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ لا تشرکوا باللہ۔ لا تقربوا الزنا۔ لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل وغیرہ وغیرہ۔ جب نبی علیہ السلام کو علم تھا۔ کہ یہ لوگ خلافت غصب کریں گے اور ظلم کریں گے تو نبی علیہ السلام ضرور ان کی تردید فرماتے اور ان کو مدینہ سے باہر نکالتے اور ان سے برتاؤ کلام و سلام چھوڑ کر قطع تعلقات کر لیتے اور سفر و حضر اور صلح و جنگ کا ساتھی اور وزیر مشیر نہ بناتے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ منافقوں کی مسجد میں نماز نہ پڑھو۔ اور منافقوں کا جنازہ بھی نہ پڑھو۔ اور ان کی قبر کے پاس بھی نہ ٹھیرو۔ تو جب منافقوں سے زندگی اور موت و قبر ہر حال میں بائیکاٹ و قطع تعلق کرنے کا حکم تھا۔ تو پھر جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب ثلاثہ خلفاء راشدین سے محبت برادری کا تعلق اور سفر و حضر میں مصاحب اور وزیر و مشیر بنانا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بعد ان کی خلافتوں کی خبر دینا صاف بتاتا ہے۔ کہ یہ حضرات مومن کامل اور خلفاء برحق ہیں۔

اور مولوی اسماعیل نے وعد اللہ الذین آمنو منکم کا مصداق اب تک نہیں بتایا اور نہ قیامت تک بتا سکتا ہے۔

مناظر شیعہ: حضرات ! میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول هما امامان عادلان الخ کا ترجمہ خود امام کے قول سے پیش کیا ہے۔ خود امام نے یہی مراد بیان کی ہے۔

(۲) مولوی عبدالستار صاحب بار بار مجھ سے آیت استخلاف کا مصداق پوچھتا ہے کہ وہ کم از کم تین حضرات کون ہیں جو مومن صالح بھی ہوں اور اس زمانہ میں بھی ہوں۔ اور اس آیت کا مصداق بنیں۔ تو ہماری کتاب اصول کافی ص۱۱۵ پر ہے کہ بارہ امام خلیفے بنیں گے، اور آیت استخلاف کا مصداق ہمارے نزدیک حضرت علیؑ اور حضرت حسن و حسین علیہم السلام تین خلیفے ہوتے ہیں اب تو آیت کا مصداق پورا بتا دیا۔ کہ یہ تینوں حضرات اس زمانہ کے بھی تھے اور مومن صالح بھی تھے اور تین کا عدد بھی پورا ہو گیا۔

۳: سورہ محمد میں ہے۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ منافقو تم بادشاہ بنو گے۔ تم پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ تو جب قرآن کی رو سے منافق بادشاہ بن سکتے ہیں۔ اور اس آیت میں مخاطب حاضرین ہی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ان حاضرین میں سے بعض منافق بھی بادشاہ بن جائیں گے تو حاضرین میں سے اور کوئی بادشاہ نہیں بنا۔ تو یہی اصحاب ثلاثہ ہی بادشاہ بنے۔ تو وہ ہی اس آیت کا مصداق ہیں۔ اور منافق ہی تھے۔

۴: مولوی عبدالستار نے کہا۔ کہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا منکر فاسق ہے اور من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ کا یہی معنی کیا ہے۔ مگر ان کی بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۰۹ پر ہے۔
خالف علیؑ والزبیرؓ۔ جناب علیؑ اور زبیرؓ نے ابو بکر کی خلافت کی مخالفت کی۔

تو مولوی عبدالستار صاحب! یا تو ابو بکر کی خلافت کو چھوڑ دو۔ یا علیؑ اور زبیرؓ کو فاسق کہو۔

۵۔ سیرۃ حلبیہ کے ص ۲۶۱ پر ہے۔ کہ حضرت حسن حسینؑ نے ابو بکرؓ کو کہا۔ کہ ہمارے نانا کے ممبر سے اتر جاؤ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ابو بکر کی

خلافت حق نہ تھی۔

مناظر اہل سنت: حضرات! مولوی اسمٰعیل کا یہ کہنا کہ میں نے روایت ھما امامان عادلان الخ کا وہی معنیٰ کیا ہے جو حضرت امام جعفرؓ نے کہا۔ تو یہ بھی ان شیعوں کا حضرات ائمہ پر افترا اور بہتان ہے۔ کیا حضرات ائمہ کرام ایسے جاہلانہ اور ٹیڑھے معنیٰ کر سکتے ہیں العیاذ باللہ۔؟

۲۔ مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت علی اور حضرت حسنؓ و حسینؓ علیہ السلام یہ تین حضرات ہیں۔ مولوی اسماعیل بیچارے نے تو شاید اپنے مذہب کی کتابیں بھی نہیں دیکھیں۔ یہ تفسیر صافی کے صفحہ ۳۷۱ پر ہے نزلت فی القائم من آل محمد صلعم آیت استخلاف حضرت امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضےٰ بھی اس آیت کے مصداق نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں تمکین فی الارض اور دین کو پوری مضبوطی و قوت حاصل نہیں ہوئی۔ نیز مقبول ترجمہ کے صفحہ ۷۱۰ پر ہے اور خاص کر جناب امیر المومنینؓ کے زمانہ میں تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ مولوی اسماعیل صاحب کوئی مجلس پڑھ رہے ہو کہ کہتے ہو کہ حضرت علی کے حق میں یہ آیت آئی ہے حالانکہ تمہارے عقیدہ کے

کے مطابق تو ہرگز ان کے عہد میں دین کو مضبوطی حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ مسلمان بھی مرتد ہو گئے تمہاری کتابیں تو کہتی ہیں کہ حضرت علیؓ تو اس آیت کے قطعاً مصداق نہیں اور تمہارے عقیدہ کے مطابق تو حضرت حسنؓ کیسے مصداق بن سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی خلافت تو ہرگز نہیں رہی۔ بلکہ آپ کی کتابوں میں ہے کہ امام حسنؓ کو جناب معاویہؓ امیر شام کے ہاتھ بیعت کرنی پڑی جیسا کہ تمہاری معتبر کتاب رجال کشی کے صفحہ ۲۷ پر ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

باقی رہے حضرت حسینؓ تو ان کو کب خلافت فی الارض ملی۔ اور کیسے تمکین فی الارض حاصل ہوئی۔ کہ اس آیت کا وہ مصداق بن سکیں۔ اور تمہارے عقائد کے لحاظ سے تو ان تینوں حضرات کی زندگیوں میں ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم آمناً کی صفت بالکل حاصل نہیں ہو سکی۔ بلکہ یہ تینوں حضرات خوف و خطر کی زندگی بسر کر کے دنیا سے چل بسے۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب سورۂ محمدؐ کی آیۃ فھل عسیتم ان تولیتم سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن نے منافقوں کو فرمایا ہے کہ تم بادشاہ بنو گے۔ اور تم پر اللہ کی لعنت ہو گی۔

یہ بات قطعاً غلط ہے اور قرآن پر بہتان ہے۔ خدا جانے اس

بیچارے کو قرآن میں اِنْ کا لفظ نظر نہیں آتا۔ یا اس کا معنی اور ترجمہ نہیں آتا۔ یا خواہ مخواہ قصداً قرآن پر بہتان لگا کر اپنی فیس کو حلال کر رہا ہے۔ آیت کا معنی تو یہ ہے۔

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے۔ کہ اگر تم کو حکومت مل جائے۔ تو فتنہ فساد کرو گے ملک میں۔ اور قطع کرو گے اپنی قرابتیں۔ الخ

تو اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ اے منافقو تم بادشاہ بنو گے بلکہ یہاں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے۔ تو تمہارا حال ایسا ہو گا۔ اس جگہ حکومت ملنے کا وعدہ کہاں ہے۔ کیا مولوی اسمٰعیل صاحب اِس آیۃ وَلَئِنْ اتبعت اھواءھم من بعد ما جاءک من العلم انک اذا لمن الظالمین میں العیاذ باللہ یہ معنی کریں گے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو لوگوں کی خواہشات کے پیچھے لگے گا اور ظالم ہو جاوے گا۔

۴۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علیؓ و زبیرؓ نے ابو بکر صدیقؓ کی مخالفت کی۔ تو وہ بھی فاسق ہوں گے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب! غور کرو۔ یہ المنجد لغت کی کتاب کا صفحہ ۱۸۶ ہے جس پر لکھا ہے۔ خالف بمعنی تخلّف۔ خالف۔

تخلّف کے معنی سے آتا ہے۔ اور تخلّف کا معنی دیر اور تاخیر کرکے آنا ہوا کرتا تھا، تو بخاری شریف کی روایت کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت علیؓ اور زبیرؓ اس جماعت میں نہیں تھے۔ جنہوں نے جناب حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر پہلے پہلے بیعت کی تھی۔ بلکہ بعد میں بیعت کرنیوالوں میں شامل ہوئے تو پھر وہ فاسق کیسے ہوئے۔ یہاں مخالفت کا معنیٰ نہیں۔ کہ ان پر فسق کا فتویٰ لگ سکے۔

خود شیعہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے صفہ ۵۴ اور صفہ ۵۶ پر ثابت ہے۔ اور اہل سنت کی معتبر کتابوں میں بھی ثابت ہے۔ کہ حضرت علی المرتضےٰ نے جناب ابوبکر الصدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تو اب بیعت ثابت ہونیکے بعد کیسے فسق کا فتویٰ مولوی اسمٰعیل صاحب لگاتے ہیں۔

نیز شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی جلد سوم صفہ ۱۱۵ پر ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر مجبور ہو کر بیعت کی۔ اُدھر تو شیعہ حضرات اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں حضرت علیؓ نے تمام انبیاء علیہم السّلام کی مشکل کشائی اور امداد کی جیسا کہ تاریخ الائمہ کے صفہ ۵۲ پر ہے۔

رسولوں کی ہوئی حاجت روائی ٭ علیؓ نے نوح کی کی ناخدائی
نہ کرتا اگر علی مشکل کشائی ٭ نہ پاتا چاہ سے یوسفؑ رہائی

علی کا معجزہ اِک اِک ہے نادرؒ علیؓ کی ذات ہے ہر شئی پہ قادر

اور اِدھر لکھتے ہیں کہ ابوبکر و عمر سے ڈر کر مجبور ہو کر بیعت کی ہیں مولوی اسماعیل سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمہارے نزدیک جو علیؓ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشکلکشا اور علیؓ کل شیئ قدیر تھا۔ اور جس کے بیٹے حضرت حسینؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے یزید فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہ کی۔ تو اس اسد اللہ الغالب حضرت حسینؓ کے والد بزرگوار نے ابوبکر کے ہاتھ پر کیوں بیعت کی۔

۵۔ حضرت حسنؓ و حسینؓ کا یہ کہنا کہ ہمارے نانا کے ممبر سے اتر جاؤ۔ کسی معتبر و مستند کتاب میں نہیں ہے۔ اور اس کے راویوں پر پورا وثوق و اعتبار نہیں بالفرض والمحال اگر ایسی روایت کو مان بھی لیا جائے۔ تو حضرت حسنؓ حسینؓ حضور صلعم کے انتقال کے وقت چھوٹے سے کم سن بچے چھ اور سات سال کی عمر میں تھے۔ تو طفولیت اور بچپن کیوجہ سے اپنے نانا کے ممبر پر جہاں کہ جناب رسول اللہ صلعم بیٹھا کرتے تھے اور آں حضرت صلعم کے سوا کوئی نہ بیٹھتا تھا آج جناب صدیق اکبر کو ممبر پر بیٹھا دیکھ کر کہا۔ کہ یہ تو ہمارے نانا کا ممبر ہے تو کیوں بیٹھا ہے۔ کیونکہ بچوں کی عادت فطری ہے۔ کہ جب کسی کو اپنے کسی بزرگ اور محبوب کی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں۔ یا اس کی کوئی چیز وغیرہ

استعمال کرتا دیکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ استعمال کرنا اس بزرگ کی مرضی اور اجازت سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے جھگڑتے اور کہتے ہیں۔ کہ اس جگہ سے اُٹھ جاؤ۔ یا یہ چیز ہمارے بزرگ کی چھوڑ۔ ان کی ان باتوں سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسنؓ و حسینؓ اگرچہ مراتب ایمانی اور کمال نفسانی میں عام مخلوق سے ممتاز ہیں۔ اگر احکام بشری اور خواص صغر سنی اور خصائص طفولیت ان میں بھی پائی جاتی تھیں۔

جناب ابوبکر صدیقؓ ممبر نبوی پر خود بخود یا لوگوں کے کہنے سے تو نہ بیٹھے تھے۔ بلکہ خود جناب رسول اللہ صلعم نے ان کو یہ مرتبہ بخشا تھا۔ جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ درہ نجفیہ کے صفہ ۲۲۵ پر ہے۔ فلما اشتد بہ المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و ان ابابکر صلی بالناس بعد ذالک یومین۔ ترجمہ:-

پھر جب حضور صلعم کو مرض سخت ہو گیا تو ابوبکر کو حکم فرمایا۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جناب ابوبکر صدیق اس کے بعد حضور صلعم کی زندگی میں تمام لوگوں کو دو دن تک نماز پڑھاتے

رہے پھر حضور صلعم کی وفات ہوگئی۔

توجناب ابوبکر صدیق کو یہ امامت اور ممبر و مصلّیٰ کی نیابت خود جناب رسول اللہ صلعم عطا فرماگئے اور جناب امیرالمومنین حضرت علی المرتضےٰ بھی جناب ابوبکر صدیق کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے جیسا کہ احتجاج طبرسی کے صفحہ ۶۰ پر اور غزوات حیدری صفحہ ۶۲۷ پر اور ضمیمہ مقبول ترجمہ کے صفحہ ۴۱۵ پر ثابت ہے کہ حضرت علیؓ مسجد نبوی میں آکر صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھا کرتے تھے علاوہ ازیں حضرت حسن و حسین کے الفاظ جو اس روایت میں ہیں۔ وہ خود صاف دلالت کرتے ہیں۔ کہ ان حضرات کی یہ بات محض بطور طفولیت اور بچپن کے تھی کہ پہلے اس ممبر پر ہمارا نانا ہوتا تھا۔ اور اب صدیق اکبر کیوں بیٹھا ہے۔ ورنہ اگر وہ یہ بات حضرت صدیقؓ کی خلافت کے ناحق ہونے کے لئے کرتے تو یوں کہتے کہ ہمارے والد بزرگوار حضرت علی کے ممبر سے اتر آؤ۔ اس پر تم کیوں بیٹھے ہو کیونکہ خلافت ان کا حق ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اگر بالفرض اس وقت ممبر نبوی پر حضرت علی بھی بیٹھے ہوتے تو ان کو بھی حضرات حسنینؓ اسی طرح کہتے۔ کہ تم کیوں ہمارے نانا کے ممبر پر بیٹھے ہو۔ اس سے خلافت کے حق یا ناحق ہونے کا کونسا ثبوت ہو جاتا ہے۔

مناظر شیعہ:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم شریف

جلد ثانی صفحہ ۹۱ پر ہے کہ حضرت علی نے ابو بکر و عمر دونو کو کاذب۔ آثم۔ غادر۔ خائن۔ کہا تو جن کو جناب امیر المومنین علی المرتضٰے اس قسم کا سمجھے، اُن کی خلافت کیسے حق ہو سکتی ہے۔

۲۔ عقد العزیزیہ کے صفحہ ۶۳ پر ہے۔ کہ عمر حضرت فاطمہ کا گھر جلانے کیلئے آئے۔ کیونکہ حضرت فاطمہؑ کے گھر مشورے ہوتے تھے۔ تو عمر نے کہا میں تمہارے گھر کو جلا دوں گا۔ اور الفاروق کے صفحہ ۷۹ پر ہے کہ عمر نے جناب فاطمہ علیہ السلام کو کہا۔ کہ تیرا گھر جلا دوں گا۔

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کے جلد دوم صفحہ ۱۲۹ پر ہے کہ امام و امراء جب تک نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور اعلانیہ کفر ظاہر نہ کریں ان سے جنگ نہ کرو۔ اصحاب ثلاثہ چونکہ اس قسم کے تھے اسی لئے حضرت علی ان سے آمد و رفت اور تعلقات رکھتے تھے۔ اور ان سے جنگ نہ کی۔

مناظر اہل سنت:۔ مولوی اسماعیل صاحب نے اب تک آیت استخلاف کا کوئی صحیح مصداق نہیں بتلایا۔ کیونکہ خلفاء راشدین کے سوا کوئی اس آیت کا مصداق حاضرین ہیں سے بن ہی نہیں سکتا۔ نیز حضرت علی نے جناب ابو بکر صدیق کے ہاتھ پہ بیعت کی اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں اس کا کوئی جواب نہیں

دیا۔ (۱) مولوی اسمٰعیل نے یہ بات غلط کہی ہے۔ کہ حضرت علی نے جناب ابوبکر وعمر کو کاذب غادر خائن آثم وغیرہ کہا۔ صحیح مسلم شریف میں کسی جگہ یہ نہیں ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر وعمر کو ایسا کہا۔ بلکہ یہ الفاظ تو حضرت عمر نے اس وقت کہے جب کہ اس سے پہلے جناب عمر نے فیٔ کی زمین حضرت علی و حضرت عباس کے سپرد کر دی تھی۔ اور اُن کا آپس میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ تو حضرت عباس جناب علی کو دوسری دفعہ پھر حضرت عمر کے دربار میں لائے جس پر حضرت عمر نے ان دو تو حضرات کو مخاطب کر کے حضرت عباس کو تنبیہہ کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ تم جواب دوسری دفعہ میرے پاس آئے ہو۔ حالانکہ اس فیٔ کا فیصلہ پہلے جناب ابوبکر صدیق بھی کر چکے ہیں اور میں بھی کر چکا ہوں۔ کیا تم نے ہمارے پہلے فیصلوں کو غلط سمجھا ہے اور اب پھر تیسری بار آگئے ہو۔ کیا تمہارے نزدیک ابوبکر صدیق کا فیصلہ اور میرا پہلا فیصلہ بے انصافی اور خیانت اور گناہ پر مبنی تھا۔ اور تم ہم کو کاذب آثم غادر خائن سمجھتے ہو۔ تو حضرت عمر کی یہ کلام یا تو بطور استفہام ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ کہ جیسا انہوں نے رات کے وقت ستارہ کو دیکھ کر فرمایا۔ ھذا ربی کیا یہ میرا رب ہے۔

توجس طرح اس کلام میں استفہام ہے مگر حرف استفہام مذکور نہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے ان الفاظ میں بھی استفہام مقصود ہے اگرچہ حرف استفہام مذکور نہیں اور یا حضرت عمر کا کلام بطور تنبیہ ہے کہ بار بار جو تم ہمارے پاس فئ کے فیصلہ کے متعلق آتے ہو۔ تم ہم کو کاذب۔ غادر۔ آثم خائن سمجھتے ہو۔ جسمیں صرف حضرت عباس کو تنبیہ کر دینا مقصود تھا۔ جو کہ حضرت علی کو مجبور کر کے لاتے تھے۔ اس روایت مسلم میں کسی جگہ یہ ثابت نہیں کہ حضرت علیؓ نے کبھی کسی وقت حضرت ابو بکر وعمر کو کاذب و آثم یا غادر و خائن کہا۔

حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف اپنے متعلق کاذب آثم۔ غادر خائن کے الفاظ کی نسبت اس طرح دی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ان کی ظاہری حالت کو مد نظر رکھ کر فرمایا۔ فظنّ ان لّن نقدر علیہ تو یونس علیہ السلام نے یہ خیال کیا۔ کہ ہم (اللہ تعالیٰ) اس پر ہرگز قادر نہیں ہیں۔ تو غور کیجئے۔ نبی بھی کبھی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ خدا اس پر قادر نہیں ہے۔

اگر عام شخص بھی اس قسم کا خیال کرے کہ خدا اس پر قادر نہیں ہے۔ تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک نبی ایسا خیال کرے۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد یہ نہیں ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام فی الواقع اللہ تعالیٰ کو قادر نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُس کے ظاہری عمل اور عملی اقدام کو مدنظر رکھ کر تنبیہہ فرما رہے ہیں کہ گویا اس نے یہ عمل جو کیا۔ اس قسم کا خیال جیسے کسی کے دل میں آ گیا ہو۔ ورنہ حقیقتہً ان کے دل میں یہ خیال تو ہرگز نہ آسکتا تھا۔ تو حضرت عمر بھی اسی طرح حضرت عباس و علی کو فرما رہے ہیں۔ کہ گویا تمہارا بار بار فیصلہ کے لئے آنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ صدیق اکبرؓ اور میں نے جو پہلے فیصلے دیئے ہیں۔ ان میں ہم کاذب آثم غادر۔ خائن تھے۔ ورنہ فی الواقع نہ حضرت علیؓ و عباسؓ نے ایسا کہا۔ اور نہ ایسا سمجھا یہ صرف ان دونو حضرات خصوصاً حضرت عباس کو تنبیہہ تھی۔ جو کہ واضح فیصلوں کے بعد پھر فیصلہ کے لئے حضرت علیؓ کو دربار میں لائے تھے۔ ورنہ اگر حضرت علیؓ جناب صدیق اکبر کو کاذب خائن سمجھتے۔ تو کبھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے اور نہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے۔ اور نہ حضرت عمر کے متعلق اپنا یہ عندیہ اور عقیدہ ظاہر فرماتے جو کہ شیعہ کی کتاب نہج البلاغہ جلد دوم صہ ۴۲ پر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا۔ جبکہ حضرت عمر نے حضرت علیؓ سے غزوہ روم میں خود بنفس نفیس شریک ہونے کیلئے

مشورہ طلب کیا۔ تو جناب علی علیہ السّلام نے فرمایا۔

وقد توکّل اللّٰہ لِاَھل ھذا الدین باعز از الحوزۃ وستر العورۃ۔ والّذی نصرھم وھم قلیلٌ لاینتصرون ومنعھم۔ وھم قلیلٌ لایمتنعون حیٌ لایموت۔ اِنّکَ متی تسر اِلیٰ ھذا العدّو بنفسکَ فتلقھم فتنکب لاتکن للمسلمین کانفۃٌ دُونَ اقصیٰ بلادھم فلیس بعدکَ مَرجعٌ یرجعون اِلیہ فابعث اِلیھم رُجلًا مجرّبا وَاحفظ معہٗ اھل البلاء والنّصیحۃ فان اَظھرہُ اللّٰہ فذاکَ ما تُحِبُّ واِن تکُن الاُخریٰ کنت رِدءً لِلنّاس وَمثابۃً لِلمسلمین

ترجمہ:۔ تحقیق اللہ اس دِین والوں کے لئے ذمہ دار ہے۔ ان کی جماعت کو عزت دینے اور ان کی کمزوریوں کو چھپانے کا۔ اور جس نے ان کو اس حال میں مدد دی۔ جبکہ وہ کم تھے۔ فتح نہیں پا سکتے تھے۔ اور اس حال میں ان کو محفوظ رکھا کہ وہ کم تھے اور محفوظ نہیں رہ سکتے تھے وہ اللہ اب بھی زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ تحقیق جس وقت آپ اس دشمن کے سامنے جائیں گے اور خود ان سے مقابلہ کریں گے۔ تو اگر کہیں شہید ہو گئے تو پھر مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ ان کی آخری شہروں تک کہیں نہ ملے گی۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف

مسلمان رجوع کریں۔ لہٰذا آپ کسی شخص تجربہ کار کو ان کی طرف روانہ کیجئے، اور اس کے ساتھ آزمودہ کار اور خیر خواہ لوگوں کو بھیجئے تاکہ اگر ان کو اللہ تعالیٰ غلبہ دے تو یہی آپ کا مقصود ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دوسری صورت ہوئی تو آپ مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور ان کے مرجع موجود ہوں گے۔

حضرات! غور کیجئے۔ حضرت علیؓ اگر حضرت عمرؓ کو کاذب غادر اور خائن سمجھتے، تو روکنے کی بجائے میدان جنگ میں جانے کی ترغیب دیتے اور ان کی شہادت کو مسلمان کیلئے راحت سمجھتے، مگر اس کے برعکس حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو (ا) مسلمانوں کا مرجع اور ملجاء ماویٰ جانا۔

(ب) نیز حضرت عمرؓ کو بے مثل اور بے نظیر جانتے تھے، اور ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد مسلمانوں کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

۲۔ عقد الفرید اور الفاروق سے جو کہانی بی بی فاطمہؓ کے گھر جلانے کی مولوی اسمٰعیل نے بیان کی ہے۔ یہ سراپا موضوع اور غلط روایت ہے اہل سنت کی کسی معتبر و مستند کتاب میں یہ روایت نہیں ملتی۔ جہاں بھی یہ لکھی ہوئی ہے۔ شیعہ کی روایت لکھی ہوئی ہے۔ اور خود شیعوں نے بھی اس روایت کو کمزور و ضعیف لکھا ہے علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ جلد دوم جزء ششم صلے ۲ ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا مَاذُکِرَ مِنَ الہجوم علی دار فاطمۃ وجمع الحطب لتحریقھا فھو خبرٌ واحدٌ غیر موثوق بہ ولا معوّل علیہ فی حقِّ الصحابۃ بل ولا فی حقّ احدٍ من المسلمین ممّن ظھرت عدالتہٗ۔ (ترجمہ)

ہر حال جو روایت یہ ذکر کی گئی ہے۔ کہ حضرت فاطمہ کے گھر انبوہ کر کے حملہ کیا! اور لکڑیاں جمع کی گئیں۔ تاکہ اس گھر کو جلایا جائے۔ تو یہ خبر واحد ہے جو معتبر نہیں ہے، اور نہ اس خبر پر کوئی اعتماد و اعتبار ہے۔ صحابہ کرام کے حق میں بلکہ کسی ایک عام مسلمان کے حق میں بھی ایسی روایت قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ جس کی عدالت اور نیکی ظاہر ہو۔

نیز الفاروق کے یہ الفاظ قابل غور ہیں ص ۵۴ ۔ اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت میں ہم اپنا اعتبار ظاہر نہیں کر سکتے! الفاروق کے یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں، اور شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید سے بھی یہی ثابت ہے۔ کہ یہ روایت بالکل غیر معتبر ہے، اس کی سند کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض و محال یہ روایت مان لی جائے۔ تو اس روایت میں نہ بی بی فاطمہؓ کا جلانا مقصود ہے، اور نہ اس مکان کا جلانا مقصود ہے جس میں جناب سیّدہ رہتی ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے مکان

کو جلانے کی دھمکی دی گئی۔ کہ جس میں کچھ لوگ جمع ہو کر کچھ مشورے کیا کرتے تھے جن کو اسلامی مفاد کیخلاف سمجھا گیا تھا۔ اور خاتون جنت نے خود بھی ان لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے منع کر دیا تھا۔ جیسا کہ حق الیقین جلد اوّل کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے۔ کہ خاتون جنتؑ نے ان لوگوں کو فرمایا۔ کہ شما دیگر بایں خانہ میائید۔ تم لوگ پھر اس مکان میں مت آنا۔

دیکھئے اگر حضرت عمرؓ کا فرمان غلط تھا۔ تو جناب سیدہؓ نے ان کی تائید کر کے ان لوگوں کو منع کیوں کیا۔ جناب خاتون جنت تائید کیوں نہ فرماتیں جبکہ ایک دینی مفاد تھا اور حضرت عمرؓ کو خاتون جنت سے نہایت احترام و عقیدت مندی تھی جیسا کہ اسی حق الیقین کے صفحہ ۱۴۷ پر موجود ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے سیدہؓ کو کہا۔

اے دختر رسول خدا احدے نزد ما از خلق محبوب تر نیست، از پدر تو بعد از پدر تو احدے نزد ما محبوب تر نیست از تو بخدا سوگند کہ ایں مانع من نیست ازاں کہ اگر ایں جماعت در خانہ تو جمعیت کنند آتش نبرنم و خانہ ات را برایشاں بسوزانم۔ ترجمہ:۔

اے رسول خدا کی بیٹی کوئی شخص ہمارے نزدیک آپ کے باپ سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ کے والد بزرگوار کے بعد کوئی شخص تجھ سے زیادہ محبوب ہم کو نہیں ہے۔ اور خدا کی قسم تمہارا یہ احترام و

محبت مجھ کو اس بات سے نہیں روک سکتا۔ کہ اگر یہ لوگ تمہارے گھر میں جمع ہوتے رہے۔ تو ان لوگوں پر تمہارے گھر کو جلا دوں گا۔

تو دیکھئے یہ روایت خود شیعہ کی ہے، اسمیں حضرت عمرؓ نے حضرت خاتونِ جنت کے ساتھ کس قدر عقیدت و احترام کا اظہار و اقرار کیا ہے۔ اور اسمیں الفاظ بھی یہی ہیں۔ کہ ان لوگوں پر گھر کو جلا دوں گا۔ آخر وہ سب لوگ سیّدہ کے محترم تو نہ تھے۔ کہ سیّدہ ان کے پاس ہوتی تھیں۔ بلکہ سیّدہ دوسرے مکان اور کمرہ میں ہوتی تھیں۔ تو نہ سیّدہ کے جلانے کا کوئی لفظ ہے اور نہ سیّدہ کے رہنے کے مکان کا کوئی لفظ ہے بلکہ دوسرے لوگوں کے جمع ہونے والے مکان و کمرہ کو جلا دینے کی دھمکی ہے جس کی خود سیّدہؓ نے تائید فرما کر ان لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے روک دیا۔

۳۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو صحیح مسلم سے یہ روایت نقل کر کے جواب دیا ہے۔ کہ امراء ائمہ جب تک نمازیں پڑھتے رہیں اور علانیہ کفر نہ کریں۔ ان سے نہ لڑو۔ اس لئے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اصحاب ثلاثہ سے تعلقات رکھے اور جنگ نہ کی۔

تو صحیح مسلم اہل سنت کی کتاب ہے۔ تو گویا مولوی اسمٰعیل کے نزدیک جناب علی المرتضیٰ اہل سنت کا مذہب رکھتے تھے۔ اور

اہل سنت کے مذہب کے مطابق جو احادیث و روایات ہیں انہی پر عمل فرمایا کرتے تھے، مگر میں مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ شیعہ عقائد کے لحاظ سے جب ابو بکر و عمر بلکہ تمام صحابہ مرتد و منافق تھے۔ تو جناب علیؓ نے ان سے جہاد کیوں نہ کیا! اور ان سے تعلقات کیوں رکھے، اور ان سے بیعت و نمازیں ان کے ساتھ کیوں ادا کیں۔

دیکھئے شیعہ مذہب کی معتبر کتاب تفسیر صافی کے صفحہ ۲۳۲ پر ہے۔ جاهد علیؑ المنافقین۔ کہ جناب علیؓ نے منافقین سے جہاد کیا۔

تو اگر جناب ابو بکر و عمر منافق و ظالم ہوتے، تو حضرت علی ان سے بھی جہاد کرتے۔

مناظر شیعہ: حضرات! مولوی عبدالستار صاحب روایت احراق خانۂ فاطمہؓ کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ سیدہ دوسرے گھر میں تھی۔ اور سیدہ اس گھر میں نہ تھیں۔ جہاں کہ وہ لوگ جمع ہوئے تھے۔! مومنین کرام مولوی عبدالستار کی یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ وہ کوئی بیگانہ لوگ تو نہ جمع ہوتے تھے، بلکہ وہ تو جناب علی اور عباس زبیر تھے جن سے سیدہ کو پردہ نہ تھا۔ لہٰذا یہ لوگ اسی مکان میں جمع ہوتے تھے۔ جہاں سیدہ رہتی تھیں اُسی کے جلانے کو کہا گیا۔

۲۔ درمنثور صفحہ ۱۷۱ پر موجود ہے جلد پنجم۔ کہ آنحضرت صلعم نے

نے فرمایا میرے نمبر پر بندر ناچیں گے۔ مولوی عبدالستار صاحب بتائیں۔ کہ اس روایت کا مصداق کون ہیں۔

۳۔ اہل سنت کی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کے صفحہ ۵۵۵ پر ہے۔ کہ عبداللہ بن عمر یزید سے ایک لاکھ درہم لیا۔ لہٰذا یزید اہل سنت والجماعت کا امام ہے۔ مولوی اسماعیل کے ان الفاظوں پر مہر حق نواز صاحب سیکرٹری شیعہ اور حاجی مہر شوق محمد صاحب سیکرٹری اہل سنت دونوں نے مولوی اسماعیل کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ بحث تو اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر ہو رہی ہے، تو نے یزید کی امامت کی بحث کس لئے چھیڑ دی ہے، یہ بات خلاف موضوع ہے، اور شرائط مناظرہ کے بھی قطعی خلاف ہے! اور الحاج مہر شوق محمد نے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس اصحاب ثلاثہ رض کی خلافت کو ادا کرنے کیلئے تو کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے یزید کے امام ہونے کی بحث شروع کر دی۔ اُسوقت علامہ تونسوی مدظلہ نے فرمایا۔ کہ یہ اصل موضوع سے بھاگتا ہے۔ تو اس کو بھاگنے دو۔ جس طرف یہ جائیگا میں اس کا پیچھا کروں گا۔ چونکہ مولوی اسماعیل بیچارے کو اور تو کچھ آتا نہیں تھا پھر شروع کر دیا۔ کہ یزید نے اہل بیت علیہم السلام کے بچوں کے ڈراتا سے لئے۔ اور اُن کا پانی بند کر دیا۔ ایسا ظالم اہل سنت کا امام ہے۔ یہی مولوی

اسمٰعیل کے آخری الفاظ تھے۔

مناظر اہل سنت: حضرات! مولوی اسمٰعیل بیچارہ کہتا ہے حضرت فاطمہ کے گھر میں کوئی بیگانہ لوگ جمع نہ ہوتے تھے، بلکہ وہ تو حضرت علیؓ عباسؓ و زبیرؓ تھے۔ جن سے پردہ نہ تھا۔

۱۔ (ا): مولوی اسمٰعیل کی یہ بات بالکل غلط ہے، کہ صرف یہی تین حضرات سیدہؓ کے گھر جمع ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کی معتبر کتاب حق الیقین صفہ ۱۴۴ پر ہے۔ کہ زبیرؓ، مقدادؓ اور صحابہ کی ایک جماعت وہاں آکر مشورہ کرتے تھے۔ تو ہم مولوی اسمٰعیل صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا۔ یہ تمام حضرات زبیر و مقداد و صحابہ کی جماعت سب کے سب سیدہ کے محارم تھے۔ جن سے سیدہ کو پردہ نہ تھا۔ اور یہ سب اسی کمرہ میں ہوتے تھے جس میں سیدہ ہوتی تھیں۔

(ب) حق الیقین صفہ ۱۴۴ پر سیدہؓ کے یہ الفاظ موجود ہیں۔

شما دیگر بایں خانہ میائید۔ ایشاں رفتند و با ابوبکر بیعت کردند۔

ترجمہ: تم پھر اس گھر میں نہ آنا۔ تو سیدہ کے فرمان پر یہ سب لوگ چلے گئے اور ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرات سوچنے کی چیز ہے کہ سیدہؓ نے جناب علی المرتضےٰ کو بھی ان لوگوں کے ساتھ فرمادیا۔ کہ پھر اس گھر میں نہ آنا۔ کیا انہیں

حضرت علی کو دو کا گیا تھا۔ کہ اس گھر میں نہ آنا۔ کیسی مہمل باتیں مولوی اسمٰعیل بیان کرتا ہے۔ اس روایت سے صاف ثابت ہے۔ کہ وہ لوگ غیر محرم اور بیگانہ تھے جو کسی دوسرے مکان میں جو کہ سیدہ کی ملکیت تھا۔ جمع ہوئے تھے۔ خاتون جنت رضؓ نے اپنی اس جگہ سے روک دیا۔ جس کے بعد وہ چلے گئے اور جناب ابوبکر کے ہاتھ بیعت کر لی۔

اگر ہماری یہ بات مولوی اسمٰعیل یا کوئی دوسرا مجتہد شیعہ غلط سمجھے، تو ہم اس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بیان کرے۔ کہ وہ کون لوگ تھے جن کو خاتونِ جنت نے روک دیا۔ اور انہوں نے صدیق اکبر رضؓ کے ہاتھ پر جا کر بیعت کر لی۔

۲۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے درمنثور کی روایت پیش کی ہے۔ اولاً تو میں یہ کہتا ہوں۔ کہ درمنثور جیسی ضعیف کتاب کی روایات کس طرح معتبر اور قابل قبول ہو سکتی ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض حضور صلعم کا یہ ارشاد ہو کہ میرے ممبر پر بندر ناچیں گے۔ تو اس سے یہ کیسے یقین ہو۔ کہ اس سے فلاں فلاں اشخاص مراد ہیں بہرحال یہ ایک مجاز ہے۔ جس کی کوئی تاویل موزوں کرنی ہوگی۔ تو وہ اہل سنت کے نزدیک امراء جو رنید حجاج وغیرہ جیسے مراد ہوں گے۔ یا ممکن ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل جیسے لوگوں کے اسٹیجوں پر ناچنے کودنے کی

طرف اشارہ ہو۔ یہ تو کسی طرح بھی اس روایت کا مطلب نہیں ہو سکتا کہ شیعہ اس سے خلفاء راشدین مراد لے لیں اور خارجی اس سے حضرت علی اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام مراد لے لیں۔ العیاذ باللہ۔

۳۔ حضرات اجناب رسول اللہ صلعم اور خلفاء راشدین کے عہد مبارک سے صحابہ کرام اور اہل بیت علیہم السلام کے وظائف مقرر تھے، اور تمام اہل بیت علیہم السلام اور اہل بدر و اہل احد و اہل بیعت اولیٰ وغیرہ جناب ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ تمام خلفاء راشدین کے زمانہ میں اپنے وظائف مقررہ لیتے رہے۔ حتیٰ کہ امام حسنؓ و امام حسینؓ، عبداللہ بن جعفر طیار حضرت امیر معاویہؓ سے بھی عطایا و وظائف لیتے رہے جو کہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ ان کو مل جاتے تھے۔

جیسا کہ خود شیعہ کی معتبر کتاب جلاء العیون کے صفحہ ۱۱۵ پر ہے

از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ روزے حضرت امام حسنؑ با حضرت امام حسینؑ و عبداللہ بن جعفر فرمود۔ کہ جائزہ ہائے معاویہؓ در روز اوّل ماہ بشما خواہد رسید۔ چوں روز اوّل ماہ شد۔ چنانکہ فرمودہ بود۔ اموال معاویہؓ رسید۔ جناب امام حسنؓ قرض بسیارے داشت۔ از آنچہ او فرستادہ بود۔ برائے

آں حضرت قرضہائے خود را ادا کرد۔ و باقی را میان اہلبیت و شیعان خود قسمت نمود۔ و جناب امام حسینؓ قرض خود را ادا کرد و آنچہ ماند۔ بسہ قسمت کرد یکحصہ را با اہلبیت و شیعان خود داد و دو حصہ را برائے عیال خود فرستاد۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسنؓ نے امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر کو فرمایا کہ امیر معاویہ کا مقرر کردہ عطیہ و وظیفہ تمہارے پاس مہینہ کی پہلی تاریخ پہنچیگا جب مہینہ کی پہلی تاریخ آئی جس طرح کہ امام حسنؓ نے فرمایا تھا امیر معاویہؓ کا مال (عطیہ) پہنچا جناب امام حسن پر بہت قرضے تھے۔ جو کچھ امیر معاویہ نے حضرت امام حسن کے لئے بھیجا تھا اس میں سے قرضے ادا کئے اور باقی ماندہ مال اپنے اہلبیت اور اپنے شیعوں میں بانٹ دیا۔ اور جناب امام حسینؓ نے بھی اپنے قرضے ادا کئے اور جو باقی بچا اس کو تین حصہ کیا۔ ایک تہائی حصہ اہلبیت اور اپنے شیعوں کو دیا اور دو تہائی حصہ اپنے گھر والوں اہل عیال کے واسطے بھیجا۔

نیز اسی جلاء العیون کے صہ ۲۱۶ پر ہے یزید نے امام زین العابدین کو دو سو دینار سنہری دیئے تو حضرت امام زین العابدین نے یزید

سے لے لئے۔

دو لیست دینار طلا با آں حضرت داد۔ حضرت آں زر را گرفت

دو سو سنہری دینار یزید نے حضرت امام زین العابدین کو دیئے۔

اور امام نے وہ زر لے لی۔

حضرات غور کیجئے ان روایات شیعہ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت امام حسن اور امام حسین نے جناب امیر معاویہ سے بے انداز مال لے کر اپنے اہل عیال اور شیعوں پر خرچ فرمایا اور اسی طرح امام زین العابدین نے یزید سے دو سو دینار لیکر خرچ کئے۔ تو پس اگر انہی وظائف مقررہ سابقہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت معاویہؓ سے کچھ مال لیا تو کون سا جرم کیا۔ اگر یہ جرم ہے تو اس میں ائمہ اہلبیت بھی شریک ہیں۔ (نعوذ باللہ)

باقی رہا شیعہ مناظر کا ابن عمر پر یہ الزام کہ انہوں نے یزید سے ایک لاکھ درہم لیا سراسر بہتان ہے کتاب فتح الباری ص ۵۵۵ میں تو امیر معاویہ سے لینا مذکور ہے لیکن مناظر شیعہ یزید کا نام لے رہے ہیں یہ غلط ہے باقی اگر کسی سے مال لینے سے اگر اس کا امام مال لینا لازم آتا ہے تو شیعہ کتب سے میں ابھی ثابت کر چکا

ہوں کہ امام حسن اور امام حسین نے امیر معاویہ سے اور جناب امام زین العابدین نے یزید سے مال لیا پھر اس سے تو امیر معاویہ اور یزید کا شیعوں کا امام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرات! مولوی اسمٰعیل اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کے دلائل سے لاجواب و مبہوت ہو کر اب یزید کو اہلسنت کا امام بنانے لگا ہے۔ گویا کہ مولوی اسمٰعیل اصحاب ثلاثہ کی خلافت راشدہ کو حق مان چکا ہے کیوں نہ مانتا جبکہ جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضٰے کا فرمان شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی کی جز ۳۱ پر مرقوم ہے۔

والعمری اِنَّ مکانھما فی الاسلام لعظیمٌ واِنَّ المصاب بھما لجرحٌ فی الاسلامِ لشدیدٌ یرحمھما اللّٰہُ وجزاھما باحسن ما عملا۔ ترجمہ:۔

اور قسم مجھے اپنی جان کی۔ کہ تحقیق ان دونو (ابوبکر و عمر) کا مقام اسلام میں بڑا ہے۔ اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے۔ اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب فرمان جناب علی المرتضٰے حضرات خلفاء ثلاثہ کو مان لیں اور یزید کے متعلق یہ خوف نہ کھائیں۔ کہ یہ

اہلسنت کا امام و پیشوا ہے، یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ دیکھئے اہل سنت کی عقائد کی کتاب نبراسی (شرح عقائد نسفی) ص۵۵۳ پر لکھا ہے۔

واتفقوا علیٰ جواز اللعن علیٰ من قتلہ او امر بہ و اجازہ ورضی بہ اور ہمارے علماء ان لوگوں پر لعنت کرنے کے جواز میں متفق ہیں جنہوں نے امام حسینؓ کو قتل کیا یا امام حسینؓ کے قتل کا حکم کیا یا امام حسینؓ کے قتل کی اجازت دی۔ اور ان کے قتل پر راضی و خوش ہوئے۔

اور اس کے بعد اسی نبراس کے ص۵۵۴ پر ہے۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ وانصارہ۔

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے معاونین اور مددگاروں پر جنہوں نے امام حسینؓ کو شہید کرنے میں امداد دی۔

دیکھئے مولوی اسماعیل صاحب۔ اگر یزید اہل سنت کا امام ہوتا۔ تو ہم اس کے متعلق یوں کیوں لکھتے۔ جہاں اہل سنت کی کسی کتاب میں یزید کے متعلق کچھ لکھا ہوا ہے۔ وہاں اس کے بادشاہ وقت ہونے کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہیں۔ کہ یزید اہل سنت کا امام و پیشوا و مقتدا تھا۔ اگر خدا ایک بار یزید پر لعنت کرے۔ تو ہم اہل سنت اس پر لاکھ بار لعنت کریں گے۔

مولوی اسماعیل صاحب آپ شیعہ مذہب کا فکر کیجئے، اور آئیے

ہم شیعہ مذہب کی کتابوں سے پوچھیں کہ یزید کس کا امام ہے۔ دیکھئے! فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۱ پر ہے۔ کہ امام زین العابدین نے یزید کو کہا۔ قد اقررت لک بما سئلت انا عبد مکرہ لک

تحقیق میں تیرے لئے ہر اس بات کو مانتا ہوں جو تو چاہے اور سوال کرے میں تو تیرا مجبور و ماتحت غلام ہوں۔ مولوی اسماعیل صاحب۔ بتائیے۔ کہ امام زین العابدین کو یزید کا غلام اور یزید کی ہر بات ماننے والا خواہ وہ یزید اپنی امامت منوائے یا حکومت و خلافت تم شیعوں نے بنایا ہے۔ یا اہل سنت نے۔

اور شیعوں کی معتبر کتاب تلخیص الشافی صفحہ ۴۷ پر ہے۔ جناب امام حسینؑ نے عمرو بن سعد کو فرمایا۔

اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ او ان اضع یدی علی ید یزید فھو ابن عمی لیری فی رأیہ۔ ترجمہ:

تم میری طرف سے جو چیز چاہو اختیار کرو۔ یا تو مجھے اس مکان کی طرف واپس جانے دو۔ جہاں سے میں آیا ہوں۔ یا مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ کیونکہ وہ یزید میرا چچا زاد بھائی ہے۔ تاکہ وہ میرے حق میں اپنی رائے دے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دیکھئے امام حسینؑ کے ہاتھ کو یزید کے ہاتھ پر تم رکھوا رہے ہو۔ اور امام حسینؑ سے یزید کی بیعت تسلیم کروا رہے ہو۔ یا کہ اہل سنت کروا رہے ہیں۔ جب حضرت علامہ تونسوی مدظلہ نے یہ حوالہ پیش کیا۔ تو شیعہ علما اور عوام میں صف ماتم بچھ گئی۔ اور اسمٰعیل اپنی سخت شکست فاش سمجھ کر نہایت ہی حواس باختہ اور سرنگوں ہو گئے۔ کہ یا اللہ یہ کیا قیامت برپا ہو گئی۔ کہ ہمارے مناظر مولوی اسمٰعیل نے یزید کی بحث چھیڑ کر شیعہ مذہب کو رسوا اور ذلیل کر دیا۔ ادھر علامہ محمد عبدالستار صاحب مناظر اہل سنت شیر کی مانند گرج کر فرما رہے تھے کہ مولوی اسماعیل صاحب اب فرمائیے۔ کہ یزید ہمارا امام ہے یا کہ تمہارا۔ جس پر تمام شیعہ حضرات مولوی اسمٰعیل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ کہ ہم نے مولوی اسماعیل کو حضرت علامہ تونسوی کے مقابلہ میں منگوا کر متواتر تینوں دن اپنے مذہب کو رسوا کیا۔ اور اب آخری وقت میں تو ذلت و خواری کی انتہا بھی نہ رہی۔

مناظر اعظم اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ یہ کتاب تلخیص شافی کا حوالہ دکھاؤ۔ علامہ تونسوی نے فرمایا میں مولوی اسمٰعیل کی پرانی عادتوں سے واقف ہوں۔ یہ کتاب پھاڑ ڈالے گا چنانچہ سرپرست اہل سنت اپنی ذمہ داری پر وہ کتاب تلخیص شیعہ مناظر کے

پاس لے گئے۔ مگر اس وقت مولوی اسمٰعیل کی بدحواسی کا یہ عالم تھا۔ کہ حوالہ کو اِدھر اُدھر تو پڑھتا تھا۔ مگر وہ خاص عبارت پڑھنے سے گریز کرتا تھا۔ اِدھر علامہ تونسوی فرما رہے تھے۔ کہ مولوی صاحب ذرا ہوش سنبھال کر درمیان سے پڑھو۔ مولوی اسمٰعیل بےچارے کا چہرہ خوف زدہ تھا اور حواس باختہ تھے! ور اس کے چیلے شور مچا رہے تھے۔ اور مولوی اسماعیل کی بدحواسی پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ مگر تمام حاضرین شیعہ و اہل سنت پر شیعہ مناظر کی شکست فاش اور بدحواسی واضح ہو چکی تھی۔ اور کتاب پر شیعہ مولویوں کا جمگھٹا بن گیا۔ اور علامہ تونسوی کو خطرہ ہوا۔ کہ یہ کتاب کو پھاڑ ڈالیں گے۔ تو آپ نے فوراً اپنی کتاب ان سے واپس کر لی۔ اس کے بعد شیعہ سرپرستوں کو یہ حوالہ دکھایا گیا۔ جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔

شیعہ مولوی سیّد گلاب شاہ نے بھی یہ حوالہ دیکھنا چاہا۔ تو کتاب پھاڑنے کے خوف سے علامہ تونسوی مدظلہ نے اس کے دونو ہاتھ پکڑ کر حلف دے کر حوالہ اس سے پڑھوایا۔ تاکہ وہ صحیح صحیح پڑھ کر تمام لوگوں کو سنا دے اسی صورت سے مولوی ضمیر الحسن اور مولوی امیر محمد قریشی سے بھی یہ حوالہ

پڑھایا گیا۔

جس کو پڑھ کر شیعہ مولوی اتنے بدحواس اور مبہوت تھے، کہ لاجواب ہونے کی وجہ سے کتاب پھاڑنے پر آمادہ تھے۔

مناظر اعظم اہل سنّت علّامہ تونسوی مدظلہٗ

کا ابھی تک تین منٹ وقت باقی تھا۔ کہ سرپرست شیعہ جہر حق نواز صاحب نے علّامہ تونسوی مدظلہٗ کے پاس آکر نہایت ادب سے عرض کیا۔

آپ اب اپنی تقریر ختم کیجیے۔

اور

ہم کو زیادہ رسوا نہ کیجئے۔ شیعوں کے اصرار سے معززین سرگانہ اہل سنت نے حضرت علّامہ تونسوی کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حق واضح ہو چکا ہے۔ دعا خیر فرما کر ختم کیجئے۔

دعا خیر کے بعد مناظر اعظم اہلسنت کی خدمت میں جہاں اور حضرات نے فتح و کامیابی پر مبارکباد

اور ہدایا و تحائف پیش کئے۔

وہاں

مولانا محمد حسینؒ صاحب نے

مناظر اعظم تنظیم اہل سنت علامہ تونسوی مدظلہ کے سر پر

سبز رنگ کی دستاربندی ہوائی

اور

مناظر اعظم زندہ باد

کے نعرے لگ گئے۔

تنظیم اہلسنت
زندہ باد

مجلس تحفظ ختم نبوت
زندہ باد

ملنے کے پتے

دفتر تنظیم اہل سنّت بوہڑ دروازہ ملتان شہر

مولانا عبد اللطیف صاحب تاجر کتب

چوکیا زار تونسہ شریف ۔ (ضلع ڈیرہ غازیخان)

پرنٹر و پبلشر مولانا عبد الستار صاحب تونسوی نے پاک الیکٹرک پریس ملتان سے چھپوائی